وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِبْرَاهِيْمَ

سیرتِ ابراہیم علیہ السلام

DATA ENTERED

حافظ میاں محمد جمیل
بی، اے، فاضلِ اردو
فاضلِ علومِ اسلامیہ

ناشر:- نعمانی کتب خانہ
حق سٹریٹ اردو بازار
لاہور-۲

۲۹۷،۹۹۲
م ۳۸۳ س
27986

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب ——— سیرت ابراہیم علیہ السلام

صفحات ——— تین سو چالیس ۳۴۰

نام مصنف ——— حافظ میاں محمد جمیل بی اے فاضل اردو فاضل علوم اسلامیہ

طابع ——— بشیر احمد نعمانی

سن طباعت ——— ۱۵ اگست ۱۹۸۳ء

ملنے کا پتہ ——— نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ، اردو بازار لاہور

کاتب ——— حسین احمد کیلانی حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

تعداد ——— ایک ہزار

قیمت ——— ۲۷/-

مطبع ——— جاوید ریاض پرنٹرز، لاہور

Marfat.com

فہرست

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
سخن آغاز	۱۲	نبی صرف مبلّغ نہیں ہوتا بلکہ کائنات کے لیے نمونہ ہوتا ہے۔	۳۰
اظہارِ تشکّر	۱۴	تذکرۂ خلیل کا منشار	۳۱
انبیائے کرامؑ کے واقعات کا مقصد	۱۷	حضرت ابراہیمؑ خود اعلان فرماتے ہیں۔	۳۳
نبوّت کے اغراض و مقاصد	۲۰	تدبر و تفکّر	۳۶
اصلاحِ معاشرہ	۲۱	آپؑ کے والد کا نام اور کام	۳۷
بد دیانتی کے خلاف جہاد	۲۲	ولادت باسعادت	۴۰
ہر نبی مصدق ہوتا ہے۔	۲۳	آپؑ کے آبائی شہر کے تمدّنی حالات	۴۰
نبی فضول رسموں سے نجات دلاتا ہے	۲۴	مذہبی حالات	۴۱
نبوت کے اغراض و مقاصد کا خلاصہ	۲۵	اللہ کا فضل و کرم	۴۲
انبیاء کے تقرر کی وجہ	۲۶	حضرت ابراہیمؑ کا چہرۂ مبارک	۴۳
نبیوں کا دستور العمل	۲۶	حضرت عائشہؓ کا خراج تحسین	۴۴
دعوت میں حسن اخلاق	۲۶	حضرت جابرؓ کے جذبات	۴۴
داعی حق کا بلامعاوضہ کام کرنا	۲۸	آپؑ کا جلال و جمال	۴۵
نبی داروغہ نہیں ہوتا صرف مبلغ ہوتا ہے۔	۲۹		

Marfat.com

عنوان	صفحہ
حضور اکرمؐ کا فرمان	۴۶
فانظروا الیٰ صاحبکم	۴۶
آپؐ اور ابراہیمؑ کی قدّ و قامت میں فرق	۴۶
حضرت ابراہیمؑ کا ماحول	۴۷
حضرت ابراہیمؑ کی عظمت	۴۸
ابراہیم علیہ السلام کی اپنے رب کے حضور اطمینانِ قلب کیلیے درخواست	۴۹
میدانِ تبلیغ میں پہلا قدم باپ کے سامنے	
دعوتِ حق	۵۱
باپ کا جواب	۵۲
خلاصۂ خطاب	۵۳
عبادت بمعنی اطاعت	۵۴
عبادت بمعنی پرستش	۵۵
حضرت کا طریق کار	۵۷
دعوتِ حق دوسرے مرحلہ میں	۵۸
ارشادِ ابراہیمؑ۔	۵۹
تقلید آبائی	۶۳

عنوان	صفحہ
تقلید کا انجام	۶۵
حضرت ابراہیمؑ کی گفتگو میں کمال درجے کا ادب	۶۶
قلبِ سلیم	۶۸
چاند، سورج اور ستارہ پرستوں سے خطاب	۶۹
چاند، سورج کی حقیقت	۷۶
اس نظام میں کوئی دخل نہیں دے سکتا	۷۷
حضرت ابراہیمؑ کی تحریک، آخری مرحلہ میں۔	۷۸
حضرتؑ جلال میں آتے ہیں۔	۸۰
امتِ محمدیہؐ کے لیے بھی یہی طریقہ ہے	۸۲
ایمانداروں کو حکم	۸۴
اتفاق کی بات دیکھیے۔	۸۶
ابراہیمؑ جو کہتے تھے وہ کر گزرتے تھے	۸۷
ابراہیمؑ بڑے ذہین تھے۔	۸۹
زبردست ہنگامہ	۹۰
ابراہیمؑ زبردست بہادر تھے۔	۹۱
حضور اکرمؐ بھی زبردست بہادر تھے	۹۲

Marfat.com

عنوان	صفحہ
جرگہ ابراہیمؑ سے سوال کرتا ہے	۹۳
ابراہیم کے خلاف کارروائی کا آغاز	۹۵
مشرک تشدد پر اُتر آئے	۹۶
مشرکین کی شروع سے یہی روش رہی ہے،	۹۷
ابراہیم کے خلاف حکومت حرکت میں آتی ہے۔	۹۸
حاکمِ وقت سے گفتگو	۹۹
امنِ عامہ کے تحت گرفتاری	۱۰۱
شاہی کونسل کا فیصلہ	۱۰۲
شاہی آرڈیننس	۱۰۲
ابراہیمؑ کی منفرد آزمائش	۱۰۳
آزمائش کے آخری لمحات	۱۰۶
خلیلِ خداؑ کامیاب مشرک ناکام ونامراد	۱۰۸
ابراہیمؑ کو باپ کا جواب	۱۱۱
ابراہیم گھر بار چھوڑتے ہیں	۱۱۲
دوستی کے حق دار۔	۱۱۵
مشرک کے لیے کسی کو دعائے مغفرت کرنے کی اجازت نہیں۔	۱۱۶
ابراہیمؑ کا باپ کے حق میں دعا کرنا تمہارے لیے نمونہ نہیں۔	۱۱۷
قیامت کے روز آپ کے باپ کا انجام	۱۱۸
سب سے بڑا ظلم شرک ہے،	۱۲۰
حضرت ابراہیمؑ پر صرف ایک نوجوان ایمان لایا۔	۱۲۱
خلیل خدا ہجرت فرماتے ہیں۔	۱۲۲
ہجرت کا مقصد	۱۲۳
ہجرت معمولی کام نہیں	۱۲۴
نبی اپنی مرضی سے ہجرت نہیں کرسکتا	۱۲۵
تمام انبیاء نے ہجرت فرمائی	۱۲۶
جان جائے تو جائے ایمان نہ جائے	۱۲۸
کن حالات میں ہجرت کا حکم	۱۲۹
موت کے ڈر سے نکلنے والے مہاجر نہیں ہوا کرتے۔	۱۳۰

Marfat.com

عنوان	صفحہ
کسی دنیوی مفاد کے لیے نکلنا ہجرت نہیں	۱۳۱
مہاجرین کے لیے ہدایات	۱۳۲
مہاجرین کو بسانا حکومت اور عوام کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔	۱۳۴
مہاجرین دونوں جہان میں کامیاب ہوں گے۔	۱۳۶
ہجرت ایمان کی کسوٹی ہے۔	۱۳۷
ہجرت کی دُعا	۱۳۸
ہجرت نہ کرنے والے کا انجام	۱۳۹
مجبوروں کو معاف کیا جائے گا۔	۱۴۰
صحابہؓ کی ہجرت کے سبق آموز واقعات	۱۴۰
ابراہیمؑ کی ہجرت	۱۴۱
پہلی منزل	۱۴۲
نیک بچے کے لیے دُعا	۱۴۳
فلسطین میں قیام	۱۴۴
حضرت کی نازک ترین آزمائش	۱۴۴

عنوان	صفحہ
حضرت ہاجرہ ابراہیمؑ کی زوجیت میں	
حضرت اسماعیل کی ولادت مبارکہ	۱۴۹
ابراہیمؑ کی آزمائش	۱۵۰
اذًا لا یضیعنا اللہ	۱۵۱
وادٍ غیر ذی زرع	۱۵۲
اُمّ اسمٰعیل پر بھاری آزمائش	۱۵۳
حضرت اسمٰعیل اور امّ اسمٰعیل کو درخت کے نیچے بٹھایا۔	۱۵۵
ابراہیمؑ واپس ملک شام کو چل دیئے	۱۵۶
حضرتؑ نے کہا اللہ ہماری حفاظت فرمائے گا۔	۱۵۷
تاریخ سعی و مروہ	۱۵۹
جبریل نے ہاجرہ کو تسلی دی	۱۶۱
حضرت ابراہیمؑ کا خواب	۱۶۱
بیٹے سے اظہار	
اسماعیل کا جواب آداب فرزندی کی معراج	۱۶۲
شیطان کا اضطراب	۱۶۲

Marfat.com

عنوان	صفحہ
ابراہیمؑ کی اپنے رب کے حضور قربانی	۱۷۴
مقصود امتحان تھا نہ کہ جان	۱۷۶
ابراہیم کو خدا نے اپنا دوست بنالیا	۱۷۷
ساری دنیا کی امامت	۱۷۸
قربانی کی وجہ تسمیہ	۱۸۰
ہر امت کے لیے قربانی	۱۸۱
امت محمدیہ کے لیے قربانی	۱۸۲
سنۃ ابیکم ابراہیمؑ	۱۸۳
جذبہ قربانی کو عام کیجیے۔	۱۸۴
صحابہؓ پر جذبۂ قربانی کے اثرات	۱۸۵
ایثار کا عجیب واقعہ	۱۸۶
نیت قربانی	۱۸۷
قربانی کے متفرق مسائل	۱۸۸
حضرت اسحٰق کی ولادت باسعادت	۱۹۵
بچے کی بشارت سن کر حضرت سارہ مسکرائیں	۱۹۶
ابراہیمؑ کے معزز مہمانان گرامی	۱۹۷
اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔	۱۹۸

عنوان	صفحہ
حضرت اسحاق کا قیام و وفات	۲۰۰
حضرت اسحاق کو اللہ نے بڑی برکت دی۔	۲۰۱
حضرتؑ کو اللہ نے عزت و عظمت سے نوازا	۲۰۲
ابراہیمؑ نے فرشتوں سے استفسار کیا۔	۲۰۳
فرشتوں نے عرض کیا اب جانے بھی دیجیے۔	۲۰۴
حضرت لوط کے حالات و واقعات	۲۰۷
مقام پیدائش۔	۲۰۷
حضرت لوط کا قوم سے پہلا خطاب	۲۰۸
قوم لوط کے جرائم	۲۰۹
بدکردار گندے لوگ	۲۱۰
دنیا میں پہلی بے حیائی	۲۱۱
قوم کا ظالمانہ مذاق	۲۱۲
لوطؑ کی اپنے رب کے حضور آرزو	۲۱۳
قوم لوط دوڑتی ہوئی آئی۔	۲۱۵

Marfat.com

عنوان	صفحہ
حضرت پریشان ہو گئے	۲۱۷
فرشتے اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہیں	۲۱۸
فرشتوں نے لوطؑ کو تسلی دی	۲۲۰
الیس الصُّبح بقریب	۲۲۱
قومِ لوط کو تہس نہس کر دیا گیا۔	۲۲۱
جناب لوط علیہ السلام کی بیوی عذاب میں گرفتار ہو گئی۔	۲۲۳
ایمان کے بغیر کوئی رشتہ فائدمند نہیں ہوتا۔	۲۲۴
قومِ لوط پر صبح کے وقت عذاب آیا	۲۲۶
حضرت لوطؑ نے صغر میں قیام فرمایا	۲۲۷
واقعہ لُوط کا مقصد	۲۲۹
تعمیر کعبہ کا حکم	۲۲۹
تاریخ کعبۃ اللہ	۲۳۰
بنائے ابراہیمؑ	۲۳۱
حضرت ابراہیمؑ اسماعیلؑ کی خبر گیری کے لیے آیا کرتے تھے۔	۲۳۲
ابراہیم نے کہا چوکھٹ کی حفاظت کرنا	
مقام ابراہیمؑ	۲۳۴
فضائل مکہ	۲۳۵
کائنات میں محبوب بستی	۲۳۸
مرکزِ ملت	۲۴۰
دارالامن	۲۴۱
روحانی برکت	۲۴۲
تکمیل کعبہ کے بعد ذمہ داریاں	۲۴۲
تولیت کعبہ کا مشرک کو کوئی حق نہیں۔	۲۴۳
جنگ و جدال سے پاک رکھا جائے	۲۴۴
تعمیر کعبہ کے بعد ابراہیم کی دعائیں۔	۲۴۵
اے اللہ ہمیں اور ہماری اولاد کو مسلمان رکھنا۔	۲۴۶
الٰہی لوگوں کو ان کا مشتاق بنا دے	۲۴۷
میرے رب مجھے اور میری اولاد کو نمازی رکھنا۔	۲۴۸
خدا قیامت کے روز سب مومنوں کو معاف فرما دے گا۔	۲۴۹

عنوان	صفحہ
خدایا دعاؤں کو قبول فرما۔	۲۴۹
مؤذن حج اور پہلا حاجی	۲۵۰
اعلانِ حج	۲۵۱
فرضیتِ حج	۲۵۲
فضیلت حج	۲۵۳
میقات احرام تلبیہ	۲۵۵
طواف کعبہ	۲۵۶
مقام ابراہیمؑ	۲۵۸
زمزم وسعی صفا مروہ	۲۵۸
اسلامی انقلاب کی تکمیل	۲۶۰
وقوف عرفات	۲۶۰
مزدلفہ میں قیام	۲۶۲
واپس منیٰ میں قیام و کام	۲۶۳
جدِ انبیاء کا انتقال پر ملال	۲۶۵
حضرت ابراہیمؑ کو امتِ محمدیہ سے محبت	۲۶۶
اتباع ابراہیمؑ کا انکار بے وقوفی ہے	۲۶۷
آپ صاحبِ کتاب نبی تھے۔	۲۶۸
حضرت کی زبان عربی یا عبرانی	۲۶۸

عنوان	صفحہ
ملتِ حنیف	۲۶۹
ملت ابراہیم کی اساس	۲۷۱
حضرت یوسفؑ نے ملت کی یوں تعریف کی۔	۲۷۱
سرور کائناتؐ ملت حنیفؑ کی وضاحت فرماتے ہیں۔	۲۷۲
حضرتؑ کی زبردست شخصیت	۲۷۳
صاحبِ قلبِ سلیم	۲۷۴
حوصلہ مند مشفق تھے	۲۷۵
ابراہیمؑ صدیق	۲۷۷
صداقت ابراہیم	۲۷۸
لفظ کذب کے معنے	۲۷۹
دوسرا موقف	۲۸۱
تیسرا نظریہ	۲۸۴
بتوں کو زیر و زبر کرنا	۲۸۵
حضرت کی بیماری	۲۸۷
اِنّکَ اُختی	۲۸۹
آپ کا جھوٹ سے زبردست اجتناب	۲۸۹

Marfat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
روزِ محشر لفظ کذب استعمال کرنا	۲۹۰	کتاب اللہ کو فروخت کرنا	۳۰۸
ابراہیم علیہ السلام کی منفرد خوبی	۲۹۳	حق و باطل کا التباس نہ کرو	۳۰۸
یہود و نصاریٰ کا کردار	۲۹۴	کتاب اللہ کے ساتھ ان کا سلوک	۳۰۹
بادشاہوں کی عبادت کرنے والی قوم۔	۲۹۵	کتابِ الٰہی سے بے پرواہی کرنا	۳۰۹
		کتاب اللہ کے کچھ حصّے کو معطل کرنا	۳۱۰
گائے پرستی	۲۹۷	کتاب میں اضافے کی جسارت	۳۱۰
اللہ تعالےٰ سے مذاق کرنے والے	۲۹۸	ملائکہ کے ساتھ عداوت رکھنے والے۔	۳۱۱
اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنا	۲۹۹		
ذاتِ کبریا کے شریک بنانے والے	۳۰۰	تارکِ نماز قوم	۳۱۲
خدا کے بیٹے ٹھہرانا	۳۰۱	ملّتِ حنیف میں نماز کی اہمیت	۳۱۲
حضرت موسیٰؑ کو پریشان کرنے والے	۳۰۲	آخرت کے بارے میں خوش فہم	۳۱۴
انبیاء کے گستاخ	۳۰۳	بلکہ آخرت کے منکر	۳۱۵
انبیائے کرامؑ پر الزام لگانے والے		حرام خور	۳۱۶
حضرت موسیٰؑ پر سنگین الزام لگانے والے	۳۰۴	عبادات و اخلاقیات سے عاری قوم	۳۱۶
حضرت سلیمانؑ پر الزام	۳۰۴		
حضرت ہارونؑ پر بت پرستی کا الزام	۳۰۵	ابراہیمؑ سب سے کٹ گئے	۳۱۹
نبیوں کے قاتل	۳۰۶	حضرتؑ کے ساتھ صرف اُمّت محمدیہ کا تعلق ہے	۳۱۹
نصاریٰ کا اقبالِ جرم	۳۰۷		

عنوان	صفحہ
حضرت ہاجرہ آپ کے فرزند ارجمند	۲۲۸
بڑے صاحبزادے اسماعیل کا مسکن	۲۲۹
حضرت اسماعیلؑ کے مناقب	۲۳۰
ذبیح اللہ	۲۳۱
معمارانِ کعبہ	۲۳۲
خدامِ کعبہ	۲۳۳
نبی اکرمؐ کا اسماعیل کو خراج تحسین	۲۳۴
اولاد اسمٰعیلؑ	۲۳۵
حضرت کی تیسری بیوی	۲۳۶
حضرت قطورا سے اولاد	۲۳۶
عظیم خانوادۂ نبوت	۲۳۶
آخری التجا۔	۲۳۸

عنوان	صفحہ
بڑے مہمان نواز	۲۲۰
حضرتؑ صاحب قوت و معرفت تھے۔	۲۲۱
آپ اپنی ذات میں انجمن، جامع صفات تھے۔	۲۲۲
دنیاوی عزت و عظمت	۲۲۳
دینی عظمت و فضیلت	۲۲۳
ساری دنیا کی قیادت سیادت	۲۲۴
آپؑ کی ازواجِ مطہرات	۲۲۵
حضرت سارہ اور ان کے لخت جگر	۲۲۵
حضرت سارہ کو فرشتوں نے تسلی دی	۲۲۶
حضرت اسحٰق علیہ السلام	۲۲۷
آپؑ کی وفات، اولاد	۲۲۸

Marfat.com

آغازِ سُخن

وَاذْكُرْ فِى الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ

قرآن مجید نے خلیلِ خدا جدِ انبیاء کے حالات و واقعات اس لیے بیان فرمائے تاکہ دینِ حنیف کا کام کرنے والوں کے لیے ان کی مساعی جلیلہ و جمیلہ روشنی کا مینار ثابت ہو۔ اس لیے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے متبعین کو حکم دیا گیا۔

ثُمَّ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ
حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

(النحل ۱۲۳ پ ۱۴)

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِىْۤ اِبْرٰهِيْمَ
وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ج (ممتحنہ ۴، پ ۲۸)

مقصودِ بیان یہ کہ جس طرح حضرت ابراہیم اور ان کے ساتھیوں نے شدید ترین مشکلات و مصائب کے باوجود اپنے کام کو جاری و ساری رکھا

Marfat.com

نتیجتاً دنیا کی قیادت وسیادت عزّت وعظمت کا تاج ان کے سر پر رکھا گیا۔

وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰھٖمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّھُنَّ
قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَ
مِنْ ذُرِّيَّتِیْ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِيْنَ ۝

(بقرۃ ۱۲۴ پ ۱)

اگر آپ اور آپ کے رُفقاء اسی راستے پر گامزن رہے تو باطل قوتیں اور سازشیں بالآخر ناکام ونامراد ہو جائیں گی۔ اور کلاہ افتخار وامتیاز سے آپ کو نوازا جائے گا۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ
تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔

(آل عمران ۱۱۰ پ ۴)

اظہارِ تشکر

سب تعریف و توصیف ربِ لم یزل کے لیے جس نے جدِ انبیاء
خلیلِ خدا نبیوں کے پیشوا کی سیرتِ طیبہ مجھ جیسے گناہ گار سیاہ کار
کو لکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔

الحمد اللہ علیٰ ذالک

من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ

محترم و مکرم جناب ڈاکٹر محمد راشد صاحب رندھاوا

میں ڈاکٹر صاحب کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ جنہوں نے اپ
عادتِ صالحہ کے مطابق نہ صرف اخلاقی حوصلہ افزائی فرمائی۔ بلکہ
لائبریری سے مطلوبہ کتب بھی مطالعہ کے لیے عنایت فرمائیں۔ اللہ تع
ان کے مال و اقبال میں اضافہ فرماتے۔

Marfat.com

مُخلص رُفقاء

ربِّ کریم کے انعامات میں سے مُخلص رُفقاء بھی بہت بڑا انعام ہوتے ہیں۔ اس لیے ، !

برادرم چوہدری محمّد سعید صاحب گھمّن، لاہور

جناب چوہدری محمّد انور صاحب آف میاچنوں (لاہور)

میں اِن برادران کا دل کی گہرائیوں کے ساتھ شکریہ ادا کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جنہوں نے کاروباری شراکت کے باوجود مجھے اوقاتِ کار میں سے لکھنے پڑھنے کا موقعہ عنایت فرمایا۔ ربّ العزّت ان ساتھیوں کو دنیا و آخرت میں اجرِ عظیم کے ساتھ عزّتوں سے ہم کنار فرمائے۔ آمین ثمّ آمین

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ

اے اللہ رحمت بھیج (حضرت) محمدؐ پر اور محمدؐ کی آلِ پر

کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ

جس طرح تو نے رحمت بھیجی (حضرت) ابراہیمؑ پر اور آلِ ابراہیم پر

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

یقیناً تو ہی تعریف کیا گیا اور بزرگی والا ہے

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ

اے اللہ برکت کر (حضرت) محمدؐ پر اور محمدؐ کی آل پر

کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ

جس طرح تو نے برکت دی ابراہیمؑ کو اور آل ابراہیمؑ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

یقیناً تو ہی تعریف والا اور بزرگی والا ہے

انبیائے کرام کے واقعاتؑ

کا

مقصد

انبیائے کرام کے واقعاتؑ بیان کرنے کا مقصد خود قرآن حکیم نے واضح اور نمایاں کر دیا ہے۔

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ ۚ وَجَاءَكَ فِي هَٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَذِكْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ۔

(ھود ۱۲۰ پ۱۲)

اے نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم جو نبیوں کے واقعات ہم آپ کے سامنے بیان کرتے ہیں۔ ان سے ہمارا مقصد آپ کے دل کو ڈھارس دینا ہے۔ اور آپ کے پاس ان میں حق پہنچ چکا۔ اس میں مومنوں کے لیے بھی نصیحت و عبرت ہے۔

پہلی حکمت کا تعلق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے آپ خلوص و محبت سے جب لوگوں کو سمجھاتے لوگ سمجھنے کی بجائے اعراض و انکار اور بے جا تکرار کرنے لگتے تو آپ کا دل مضطرب ہو جاتا۔ جیسا کہ دوسرے مقام میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

Marfat.com

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (الشعراء پ۱۹)
شاید آپ اپنی جان کھو دیں گے کہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔

اس لیے فرمایا کہ ہم آپ کو پہلی اقوام کے واقعات سناتے دیتے ہیں۔ تاکہ آپ پر واضح ہو جائے کہ پہلے انبیائے عظام کے ساتھ بھی لوگوں نے یہی سلوک کیا تھا۔ لیکن عزت وعظمت فتح ونصرت انبیاء علیہم السلام اور ان کے مخلص ساتھیوں کو ہی نصیب ہوئی ذلّت ورسوائی ناکامی ونامرادی حق سے اعراض کرنے والوں کو پہنچی۔

دوسری حکمت مومنین کے لیے، کہ وہ اِن واقعات میں عبرت وموعظت حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے اندر ایمان کی تازگی محسوس کریں۔ جیساکہ کلامِ مجید میں ارشاد ہوا۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ۔
(انفال ۲ پ۹)

سچے ایمان دار تو وہ لوگ ہیں۔ جن کے دل اللہ کا ذکر سن کر لرز جاتے ہیں اور جب ان کے سامنے رب کے فرمودات بیان کیے جاتے ہیں تو ان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے، اور وہ اپنے رب پر اعتماد رکھتے ہیں۔

ہر قوم کے لئے نبی

لِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ج
(یونس ۴۷ پ ۱۱)

ہر اُمّت کے لیے رسول بھیجا گیا۔

اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ۔
(رعد، پ ۱۳)

آپ ان کو ڈرانے والے (انجام بد سے) ہیں اور ہر قوم کے لیے راہنما مقرر کیا گیا تھا۔

کچھ انبیاء کا ذکر کیا اور کچھ کا ذکر نہیں کیا

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَ مِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ط وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ج فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ

اے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیج چکے ہیں۔ جن میں سے بعض کے حالات تو بیان کر دیئے اور کچھ کے نہیں بتائے۔ کسی رسول کو بھی یہ طاقت نہ تھی کہ اللہ تعالٰے کے اِذن کے بغیر خود کوئی نشانی (معجزہ) لے آتا۔ پھر جب اللہ کا حکم آ گیا تو حق

Marfat.com

الْمُبْطِلُوْنَ۔

(مومن ۸، پ۲۴)

کے ساتھ فیصلہ کر دیا گیا اس وق
نقصان (تباہی) میں رہے بدکار

نبوت کے اغراض و مقاصد

ایک اللہ کی بندگی کی دعوت اور دوسرے معبودان کا انکا کیا جائے۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ط

(اعراف ۵۹ پ)

ہم نے نوح علیہ السلام کو اس
کی قوم کی طرف بھیجا۔ اس نے
کہا اے میری قوم ایک اللہ کی
بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کو
معبود نہیں ہے۔

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ط قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ط اَفَلَا تَتَّقُوْنَ۔

(اعراف ۶۵ پ)

اور قومِ عاد کی طرف ان کے بھا
ہود علیہ السلام کو روانہ کیا۔ انہو
نے کہا اے میری قوم صرف
ایک اللہ کی اطاعت و بندگی
کرو۔ اس کے بغیر تمہارا کو
معبود نہیں۔ کیا تم ڈرتے نہیں

Marfat.com

اصلاحِ معاشرہ

انبیائے کرام نے دعوتِ توحید کے ساتھ اصلاحِ معاشرہ فریضہ بھی سرانجام دیا ہے۔ چنانچہ لوط علیہ السلام نے دعوتِ توحید کے بعد فرمایا۔

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۝ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ۝

(اعراف ۸۰، ۸۱، ۸۲ - پ۸)

ہم نے لوط علیہ السلام کو رسول بنا کر بھیجا۔ پھر یاد کرو۔ جب حضرت لوط علیہ السلام نے کہا۔ اے میری قوم کیا تم ایسے بے حیا ہو گئے ہو۔ کہ بے حیائی کا وہ کام کرتے ہو۔ جو تم سے پہلے دنیا میں کسی نے نہیں کیا۔ تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے اپنی خواہش پوری کرتے ہو۔ تم تو بالکل حد سے گذر جانے والی قوم ہو۔ مگر اس قوم کا جواب اس کے سوا کچھ نہیں تھا۔ نکال دو ان لوگوں کو اپنی بستی سے یہ بڑے پاک باز بنتے ہیں۔

Marfat.com

بددیانتی کے خلاف جہاد

حضرت شعیب علیہ السلام نے شرک اور لین دین میں بد دیانتی کے خلاف جدّ وجہد فرمائی۔

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ط قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ط قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَیْلَ وَالْمِیْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ط ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۸۵ وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَ

اہلِ مدین کی طرف ہم نے شعیب علیہ السلام کو بھیجا۔ اس نے کہا اے میری قوم صرف ایک اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے بغیر تمہارا کوئی معبود نہیں تمہارے پاس تمہارے رب کی صاف ہدایت آچکی ہے۔ لہٰذا وزن اور پیمانے پورے کرو۔ لوگوں کو اُن کی چیزیں کم نہ دو زمین میں فساد برپا نہ کرو۔ جب کہ اس کی (عذاب لوطؑ کے بعد) اصلاح ہو چکی ہے۔ اسی میں تمہاری بہتری ہے۔ اگر تم مومن ہو۔ اور (زندگی کے) ہر راستے پر (رہزن بن کر) نہ بیٹھو

Marfat.com

تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ج وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ه

(اعراف ۸۵، ۸۶)

(پ ۸)

کہ لوگوں کو خوف زدہ کرنے اور ایمان لانے والوں کو خدا کے راستے سے روکنے لگو۔ اور سیدھی راہ کو ٹیڑھا کرنے کی کوشش کرو۔ یاد کرو جب تم بالکل تھوڑے تھے۔ پھر اللہ نے تم کو بہت زیادہ کر دیا۔ آنکھیں کھول کر دیکھو۔ مفسدین کا کیا حشر ہوا

ہر نبی مصدق ہوتا تھا

ہر آنے والا نبی پہلے نبی کی تصدیق کرتا تھا۔ تاکہ سلسلۂ نبوت کی کڑی سے کڑی ملتی جائے۔ اور بنیادی (امور میں) کام کا تسلسل قائم رہے۔

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰةِ

یاد کرو عیسیٰ ابن مریم کی وہ بات جو آپ نے کہی تھی۔ اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ تصدیق کرنے والا ہوں۔ اُس تورات کی، جو مجھ سے

Marfat.com

وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○

(پ ۲۸ الصّف ۶)

پہلے اتری تھی۔ اور بشارت دینے والا ہوں، ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا۔ جس کا نام احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوگا۔ مگر وہ جب ان کے پاس واضح نشانیاں لے کر آیا تو کہنے لگے یہ تو صریح سحر ہے۔

نبی فضول رسموں سے نجات دلاتا ہے

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ

(پس آج رحمت انہیں کا حصہ ہے) جو اس نبیٔ اُمّی کی پیروی کریں جس کا ذکر ان کو تورات اور انجیل میں لکھا ہوا ملتا ہے۔ وہ ان کو نیکی کا حکم دیتا اور برائی سے روکتا ہے۔ ان کے لیے پاک چیزیں حلال اور ناپاک حرام کرتا ہے۔ اور ان سے بوجھ اتارتا ہے۔ جو اُن پر لادے ہوئے تھے۔ وہ طوق

إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ (الاعراف ۱۵۷ پ۹)

کھولتا ہے جن میں یہ جکڑے ہوئے تھے۔ لہٰذا جو لوگ اس پر ایمان لائیں اور اس کی حمایت اور مدد کریں اور اس روشنی کے پیچھے چلیں۔ جو اس کے ساتھ نازل ہوئی۔ وہی فلاح پانے والے ہیں۔

نبوت کے اغراض و مقاصد کا خلاصہ

(۱) كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِنْكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ۝ (البقرۃ ۱۵۱ پ۲)

اسی طرح ہم نے تم سے ہی تم میں رسول بھیجا۔ جو تم کو ہماری آیات سناتا ہے۔ تمہاری زندگیوں کو (کا تزکیہ کرتا) سنوارتا ہے اور تمہیں کتاب و حکمت کی تعلیم سے آراستہ کرتا ہے اور تمہیں وہ کچھ سکھا رہا ہے۔ جو تم نہیں جانتے تھے۔

Marfat.com

انبیاء علیہم السلام کے تقرر کی وجہ

رُسُلاً مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝

(النسآء ۱۶۵، پ۶)

یہ سارے رسول خوشخبری دینے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجے گئے تاکہ ان کو مبعوث کر دینے کے بعد لوگوں کے پاس اللہ تعالےٰ کے مقابلے میں دلیل (عذر) باقی نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ (ہر حال میں) غالب رہنے والا اور حکیم ہے۔

نبیوں کا دستور العمل

۱۔ دعوت میں حُسنِ اخلاق کو ملحوظ رکھنا

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ. وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ

اور اُس آدمی کی بات سے اچھی بات کس کی ہو سکتی ہے۔ جس نے اللہ کی طرف بلایا۔ نیک عمل کیا اور کہا میں مسلمان ہوں۔ اے نبی نیکی اور بدی برابر نہیں

Marfat.com

وَلَا السَّيِّئَةُ ؕ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ

ہے ۔ تم بدی کا جواب نیکی سے دو جو بہترین ہو ۔ دیکھو گے تمہارے ساتھ جس کی عداوت ہے ۔ وہ تمہارا گہرا دوست ہو جائے گا ۔

(سجدۃ ۳۳، ۳۴ - پ ۲۴)

اِذْهَبَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی ۝ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا

اے موسیٰؑ آپ دونوں فرعون کی طرف جائیں یقیناً بڑا سرکش ہے لیکن آپ اس کے ساتھ بات نرمی سے کرنا ۔

(طٰهٰ ۴۳، ۴۴ پ ۱۶)

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ ۝

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دو ۔ حکمت اور عمدہ طریقے (نصیحت) کے ساتھ ۔ اور لوگوں سے بہترین انداز میں بحث کرو ۔ تمہارا رب خوب جانتا ہے ، کون اس کے راستے سے بھٹک گیا ہے اور کون صراطِ مستقیم پر گامزن ہے ۔

(النحل ۱۲۵، پ ۱۴)

Marfat.com

۲۔ داعیِ حق کا بلامعاوضہ کام کرنا

دعوتِ حق دینے والے میں اس خوبی کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ وہ غیر مبہم طریق سے اعلان کرے۔ کہ

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ؏ (انعام ۹۰، پ)	اے نبی کہہ دو کہ میں تبلیغ کے کام پر کسی اجر کا طالب نہیں ہوں۔ یہ تو نصیحت ہے تمام دنیا والوں کے لیے۔
اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ۝ صٓ ۸۶، ۸۷، پ۲۳	اے نبی آپ کوئی اس کی مزدوری (تنخواہ) تو نہیں مانگ رہے یہ تو نصیحت ہے اس دنیا کے لیے۔
قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ (سبا ۴۷، پ۲۲)	اے (پیارے) رسول آپ فرما دیں۔ میں تم سے کسی اجر کا خواہاں نہیں ہوں۔ وہ تمہارے ہی لیے ہے۔ میرا اجر تو اللہ پاک کے ذمّہ ہے وہ ہر چیز پر شاہد ہے۔

Marfat.com

نبی داروغہ نہیں ہوتا بلکہ صرف مبلغ ہوتا ہے

قُلْ يَاَيُّهَا النَّاسُ	اے پیارے نبی آپ فرما دیں
قَدْ جَاءَكُمُ الْحَقُّ	لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی
مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنِ	طرف سے حق آچکا ہے - اب
اهْتَدٰى فَاِنَّمَا	جو صحیح راستہ اختیار کرے گا
يَهْتَدِىْ لِنَفْسِهٖ	اس ٹھیک راستے کا اسی کو
وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا	فائدہ ہوگا اور جو گمراہ ہوگیا - اسی
يَضِلُّ عَلَيْهَا وَمَا	کو گمراہی کا نقصان ہے - میں
اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ	تمہارے اوپر کوئی حوالہ دار
	نہیں بنایا گیا۔
(یونس آیۃ ۱۰۸، پ ۱۱)	
وَمَا اَنْتَ عَلَيْهِمْ	آپ ان پر چوکیدار نہیں مقرر
بِوَكِيْلٍ۔	کیے گئے۔
فَذَكِّرْ اِنَّمَا اَنْتَ	آپ نصیحت کیے جائیں۔
مُذَكِّرٌ لَسْتَ عَلَيْهِمْ	آپ تو بس نصیحت ہی کرنے والے
بِمُصَيْطِرٍ	ہیں - آپ کو ان پر جبر کرنے
(الغاشیہ ۲۱، ۲۲ - پ ۳۰)	والا نہیں بنایا گیا۔
لَا اِكْرَاهَ فِى	دین کے معاملہ میں کوئی
الدِّيْنِ۔	جبر نہیں۔ (غیر مسلموں کیلیے)

(پ ۳ بقرہ ۲۵۶)

Marfat.com

نبی صرف مبلّغ نہیں بلکہ کائنات کے لیے نمونہ ہوتے ہیں

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

(احزاب ۲۱ - پ ۲۱)

تمہارے لیے اللہ کے رسول کی ذاتِ گرامی بہترین نمونہ ہے۔

بے داغ زندگی

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○

(یونس ۱۶ - پ ۱۱)

میں نے نبوّت سے پہلے تم میں کافی زندگی گزاری ہے، (تم نے مجھ میں کوئی عیب نہیں پایا) کچھ عقل تو کرو۔

Marfat.com

تذکرۂ خلیل علیہ السلام کا منشاء

قرآنِ مجید کا حضرتِ خلیل علیہ السلام کی حیاتِ طیبہ کے مختلف گوشوں پر تفصیلی روشنی ڈالنے کا مقصد و منشاء یہ ہے کہ اہلِ عرب بالعموم اور قریش بالخصوص حضرتِ والا کی ذاتِ بابرکات کے ساتھ اپنا تعلق بڑے فخریہ انداز میں بیان کرتے اور ان کے متبع ہونے پر بڑے نازاں تھے۔ اور ساتھ ہی ساتھ یہ دعویٰ بھی کہ صرف ہم ہی ملتِ حنیف کے فدائی اور شیدائی ہیں۔ مشرکینِ عرب کے علاوہ یہود و نصاریٰ بھی اپنی اپنی جگہ ان کو اپنا پیشوا گردانتے تھے۔

کلامِ مجید نے پکارا کہ تم جھوٹے ہو۔ اور ربّ کائنات سچ فرماتے ہیں۔

قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ط وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔	آپ اعلان فرما دیں اللہ تعالٰے نے سچ فرمایا ہے۔ آپ یکسو ہو کر عبادت کرنے والے حضرت ابراہیمؑ کے طریقہ کی اتباع کرتے جائیں جنابِ ابراہیم علیہ السلام شرک

Marfat.com

(آل عمران ۹۵، پ۴)	کرنے والوں میں نہ تھے۔
قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ	آپ کہہ دیں میرے رب
رَبِّیْۤ اِلٰی صِرَاطٍ	نے یقیناً مجھے ٹھیک راستے پر
مُّسْتَقِیْمٍ ۚ دِیْنًا	چلادیا ہے۔ بالکل صحیح راستہ
قِیَمًا مِّلَّةَ	جس میں کوئی عیب نہیں ہے!
اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ۚ	ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ
وَمَا كَانَ مِنَ	جس کو اُس نے یکسو ہوکر اختیار
الْمُشْرِكِیْنَ ۝	کیا تھا اور اُن کا مشرکوں کے
(انعام ۱۶۱-پ۸)	ساتھ کوئی تعلق نہ تھا۔

(وہ تو ساری زندگی شرک کے خلاف برسرپیکار رہے)

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ	تمہارے لیے ابراہیم علیہ السلام
اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ	اور ان کے ساتھی بہترین نمونہ
فِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ وَ	ہیں۔ کہ انہوں نے اپنی قوم
الَّذِیْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ	سے صاف صاف کہہ دیا ہم
قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ	تم سے اور تمہارے باطل معبودوں
اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ	سے سخت بیزار ہیں۔ ہم تمہارا اور
وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ	تمہارے معبودوں کا انکار کرتے ہیں ہمارا اور
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ز	تمہارے درمیان ہمیشہ ہمیشہ
كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا	کے لیے لڑائی اور عداوت ہو

بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ	گئی ہے۔ جب تک تم (ان
وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتّٰى	کو چھوڑ کر) ایک اللہ وحدہٗ
تُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ	لاشریک کی عبادت نہ کرو۔

(الممتحنہ ۴، پ ۲۸)

حضرت ابراہیم علیہ السلام از خود اعلان کرتے ہیں

قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ	اے برادرانِ قوم! میں اِن سے
مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝	بیزار ہوں۔ جن کو تم خدا کا شریک
اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ	بناتے ہو۔ میں نے تو ہمہ تن
لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ	گوش ہو کر اپنا چہرہ اُسی ہستی
الْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّ	کی طرف کر لیا ہے۔ جس نے
مَآ اَنَا مِنَ	زمین و آسمان پیدا فرمائے
الْمُشْرِكِيْنَ ۔	اور میں ہرگز شرک کرنے
(الانعام ۷۸، ۷۹۔ پ ۷)	والوں کا ساتھی نہیں ہوں۔
وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ؕ	اُس کی قوم اس سے
قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ	جھگڑنے لگی تو اس نے قوم سے
فِي اللّٰهِ وَقَدْ	فرمایا۔ کیا تم لوگ اللہ تعالےٰ
هَدٰىنِ ؕ وَلَآ اَخَافُ	کے معاملے میں مجھ سے جھگڑتے

مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖۤ
اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ
رَبِّيْ شَيْـًٔا ؕ وَسِعَ
رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ؕ
اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝
وَكَيْفَ اَخَافُ مَاۤ
اَشْرَكْتُمْ وَلَا
تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ
اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ
مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ
عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ؕ
فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ
اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ
اِنْ كُنْتُمْ
تَعْلَمُوْنَ ۘ

(الانعام ۸۰، ۸۱ پ ۷)

ہو۔ حالانکہ اُس نے مجھے راہِ مستقیم دکھا دی ہے اور میں تمہارے ٹھہرائے ہوئے معبودوں سے نہیں ڈرتا۔ اِلّا یہ کہ میرا رب کچھ کرنا چاہے تو ضرور ہو جائے گا۔ میرے رب کا علم ہر چیز پر حاوی ہے۔ کیا پھر بھی تم نصیحت حاصل کرنے کے لیے تیار نہیں؟ آخر میں تمہارے معبودانِ باطل سے کس طرح ڈروں۔ جبکہ تم اللہ کے ساتھ ان چیزوں کو شریک بناتے ہوئے نہیں ڈرتے جن کے لیے تمہارے پاس اُس اللہ نے کوئی دلیل نہیں اتاری۔

Marfat.com

اہلِ کتاب تم نے کمال کر دیا

یٰاَھْلَ الْکِتٰبِ	اے اہلِ کتاب تم حضرت ابراہیم
لِمَ تُحَاجُّوْنَ فِیْٓ اِبْرٰھِیْمَ	علیہ السلام کے بارے میں ہم
وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ	سے جھگڑ رہے ہو۔
وَالْاِنْجِیْلُ اِلَّا	حالانکہ تورات اور انجیل دونوں
مِنْۢ بَعْدِهٖ	آپ (ابراہیم علیہ السلام) کے بعد
اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝	نازل ہوئی ہیں۔ کیا تم یہ بھی
(آل عمران ۶۵ - پ ۳)	بات سمجھنے کے لیے تیار نہیں ہاں
ھٰٓاَنْتُمْ ھٰٓؤُلَآءِ	تم لوگ جھگڑ چکے جس میں تمہیں کچھ
حَاجَجْتُمْ فِیْمَا لَكُمْ بِهٖ	علم تھا۔ اب اس معاملہ میں
عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ	کیوں جھگڑتے ہو۔ جس کا تمہارے
فِیْمَا لَیْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ	پاس علم نہیں۔ اللہ تعالیٰ تو
وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ	جانتے ہیں۔ لیکن تم علم نہیں
لَا تَعْلَمُوْنَ ۝	رکھتے۔
مَا كَانَ اِبْرٰهِیْمُ یَهُوْدِیًّا	حضرت ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی
وَّلَا نَصْرَانِیًّا وَّلٰكِنْ	تھے اور نہ عیسائی۔ وہ سچے مسلمان
كَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا	تھے۔ اور ان کا مشرکوں کے ساتھ
وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝	کوئی تعلق نہ تھا۔

(آل عمران، پ ۳)

Marfat.com

آپ کے ساتھ تعلق

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرَاهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اٰلِ عمران آیت ۶۸ ۔ پارہ ۳۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ نسبت رکھنے کا حق تو ان لوگوں کو ہے جو ان کے متبع تھے اور پھر اس نبی (محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کو آپ کے صحابہ کرام (ماننے والے) ان کے ساتھ نسبت رکھنے کے زیادہ حق دار ہیں۔ اللہ ان کا حامی و مددگار ہے۔ جو اس پر ایمان رکھتے ہیں۔

تدبّر و تفکّر

یعنی جو دین حضرت ابراہیم علیہ السلام لے کر آئے تھے۔ مگر ان کا باپ اور قوم ماننے کی بجائے مخالف ہو کر ذلیل و خوار ہوئے۔

بالکل اُسی دین کی دعوت تمہارے عزیز حضرت محمدؐ صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم تمہیں دے رہے ہیں۔ تم بھی تسلیم و رضا کی بجائے جنگ و جدال پر اتر آئے ہو۔ کہیں تمہارا حشر بھی وہ نہ ہو۔ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مخالفین کا ہوا۔

وَاَرَادُوْا بِہٖ کَیْدًا فَجَعَلْنٰھُمُ الْاَخْسَرِیْنَ ۝
(الانبیاء ۷۰، پ۱۷)

وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ذلیل کرنا چاہتے تھے۔ لیکن ہم نے ان کو ناکام (ذلیل) کر دیا۔

بلکہ

وَاٰتَیْنٰہُ فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّاِنَّہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝
(النحل ۱۲۲ پ۱۴)

ہم نے اس کو دنیا میں عزت و عظمت سے نوازا اور آخرت میں وہ نیک لوگوں کا ساتھی ہو گا۔

والد کا نام اور کام

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰھِیْمُ لِاَبِیْہِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِھَۃً ج اِنِّیْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝
(انعام ۷۵، پ۷)

جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ آزر سے کہا۔ کیا آپ بتوں کو الٰہ (معبود) بناتے ہیں میں آپ کو اور آپ کی قوم کو واضح گمراہی میں دیکھ رہا ہوں۔

Marfat.com

مورخین اور توراۃ نے آپ کے والد کا نام تارخ بتایا ہے۔ اور کلام مجید نے آزر کے نام سے پکارا۔ اس لیے قرآن مجید اور مورخین کے خیالات میں فرق ختم کرنے کے لیے مختلف راہیں اختیار کی گئیں۔

ایک مفسر کا خیال ہے۔ حضرت کے والد آپ کی پیدائش کے بعد جلد دنیا سے رخصت ہو گئے۔ آپ کی تربیت آپ کے چچا نے کی۔ چچا کیونکہ بمنزلہ باپ کے ہے۔ اسی لیے قرآن حکیم نے آزر کو اَبِیْہِ کے نام سے پکارا۔

دوسرے صاحب قلم کا عندیہ ہے کہ آپ کے والد کا اصلی نام تارخ تھا۔ لیکن وہ محبِ صنم ہونے کی وجہ سے آزر کہلایا۔ کیونکہ عبرانی میں محبِ صنم کو آزر کہا جاتا ہے۔

تیسرے مورخ نے تطبیق کا راستہ تلاش کرتے ہوئے لکھا آپ کے باپ کا اصلی نام تارخ اور وصفی (پیشہ ور) نام آزر تھا۔ تاہم قرآن مجید اِن تکلفات سے پاک اور بانگِ دہل آپ کے والد کو آزر کے نام سے یاد کر رہا ہے۔ لہٰذا ہم ان کے باپ کو آزر ہی کے نام سے یاد کریں گے۔ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ

بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ ابراہیمؑ کے والد بُت تراش کر بازاروں میں فروخت کیا کرتے تھے۔ حالانکہ جدید تحقیقات سے ثابت ہو چکا ہے کہ آپ کے والد صرف مذہبی راہنما ہی نہیں بلکہ حکومتِ وقت کے سینئر وزیر بھی تھے۔

Marfat.com

البقرہ	۱۲۴-۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷	صٓ	۴۵
	۱۳۰-۱۳۲-۱۳۳	الزخرف	۴۳
	۱۳۵-۱۳۶-۱۴۰	النجم	۳۷
	۱۵۸-۱۶۰	الممتحنہ	۴
آلِ عمران	۳۳-۳۵-۶۷-۶۸	یوسف	۶-۳۸
	۸۴-۹۵-۹۷	الحجر	۵۱
النساء	۵۴-۱۲۵-۱۶۳	مریم	۴-۴۶-۵۸
الانعام	۷۴-۷۵-۸۳-۱۵۱	الحج	۲۶-۴۳-۷۸
التوبہ	۷۰-۱۱۴	العنکبوت	۱۶-۳۱
ہود	۶۹-۷۴-۷۵-۷۶	الصافات	۸۳-۱۰۴-۱۰۹
ابراہیم	۳۶	الشوریٰ	۱۳
النحل	۱۲۰، ۱۲۳	الذاریات	۲۴
الانبیاء	۵۱-۶۰-۶۲-۶۹	الاعلیٰ	۱۹
الشعراء	۶۹		
الاحزاب	۷۰	مجموعہ	۶۳
الحدید	۲۶		

Marfat.com

ولادت باسعادت

توراۃ کے نسخہ سبعینہ کا جو ترجمہ عبرانی سے یونانی میں تین سو سال قبل مسیح کیا گیا۔ جس میں بہتّر یہودی دانشور شریکِ تحقیق ہوئے۔ اس کے حوالہ سے ماہر اثریات سر چارلس مارسٹن نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سِن ولادت باسعادت ۲۱۶۰ قبل مسیح تحریر کیا ہے آپ کی عمر مبارک ۱۷۵ سال تھی چنانچہ مذکورہ تحقیق کے مطابق آپ کی وفاتِ پُر ملال ۱۹۸۵ قبل مسیح قرار پائی۔

(حوالہ از انبیائے قرآن)

جدید اثری مہم میں نہ صرف وہ شہر معلوم ہو گیا ہے جس میں حضرت کی ولادت ہوئی بلکہ دورِ ابراہیمی علیہ السلام کے حالات واقعات تفصیل کے ساتھ سامنے آئے ہیں۔

آپ جنوبی عراق میں دریائے فرات کے کنارے پر واقع شہر اُر میں پیدا ہوئے۔ جس کو موجودہ جغرافیہ کی زبان میں تل العبید کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ؎۱

آپ کے آبائی شہر کے تمدّنی و مذہبی حالات

آپ کے پیدائشی شہر کی آبادی کا ڈھائی لاکھ سے لے کر

؎۱ ہسٹری آف عراق

پانچ لاکھ تک اندازہ کیا گیا ہے۔ آثارِ قدیمہ کے کھنڈرات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان لوگوں کی زندگی کا مقصد دولت کمانا زیادہ سے زیادہ آرام تلاش کرنا تھا اور سود خواری مقدمہ بازی ان کا مشغلہ تھا۔

مذہبی حالات

مذہبی حالات کا آپ اندازہ لگائیں آپ کے شہر اُر (UR) میں پانچ ہزار خداؤں کے نام دریافت کیے گئے ہیں۔ دوسرے شہروں اور قصبات کے الگ الگ خدا مقرر تھے۔ ہر شہر کا ایک خاص خدا ہوتا، جس کو رب البلد یعنی خدائے شہر۔ ظاہر ہے اس کا احترام دوسرے خداؤں سے زیادہ کرتے تھے۔!

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پیدائشی شہر اُر کا بڑا خُدا ننار تھا۔ (چاند دیوتا) اسی وجہ سے بعض مؤرخین نے اس شہر کا نام قمرینہ بھی لکھا ہے۔ ننار کا بت شہر میں سب سے اونچی جگہ رکھا گیا تھا۔ جس کے ساتھ ہی اس کی بیوی (ن گل) کا معبد تھا۔

ننار کے معبد کی شان شاہی محل سرا کی تھی۔ یہاں ہر وقت نئی عورت آکر ٹھہرتی۔ یہاں بہت سی عورتوں نے اپنے آپ کو وقف کر رکھا تھا۔ وہ عورت بڑی محترم سمجھی جاتی تھی جو اپنی چادرِ عفت کو اس پر قربان کر دیتی ..... اس بت (یعنی مزار) کے نام بہت سے

Marfat.com

رتبے وقف تھے۔ ؎

تاریخ کے اوراق اس بات کے گواہ ہیں۔ کہ مشرک اپنے اعمال اور افکار کے لحاظ سے ہر زمانے میں یکساں رہے ہیں۔

بت پرستی، ستارہ، چاند، سورج پرستی کے علاوہ شاہ پرستی بھی تھی اسی لیے بادشاہ بھی اپنے آپ کو رب کہلاتا تھا۔

اللہ کا فضل و کرم

اس شرک و بدعات کی یلغار اور بھرمار میں ربّ کریم کا فضل و کرم جوش میں آیا۔ اِسی مرکز شرک و خرافات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ اس کی قدرت کا کرشمہ اور سنّت قدیمہ ہے کہ جب بھی بُرائی حد سے گزرنے لگتی ہے تو وہ ربِّ کبریا حق و باطل کا معرکہ دنیا کے سامنے نمودار فرماتے ہوئے اعلان کرتے ہیں۔

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ (پ۱۵، بنی اسرائیل ۸۱)

اعلان فرما دیجیے! حق آگیا اور باطل مٹ گیا باطل تو مٹنے ہی والا ہے۔

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ ٥ (پ۲۲۔ سبا ۴۹)

فرما دیں حق پہنچ گیا۔ اب باطل نہ نکل سکتا ہے۔ اور نہ پلٹ سکتا ہے۔

؎ تفہیم القرآن

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چہرۂ مبارک

واقعۂ معراج ذکر کرتے ہوئے۔ نبیٔ مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے جبریلؑ ساتویں آسمان پر لے گئے۔ میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک بزرگ شخصیّت بیت المعمور کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تشریف فرما ہے۔ جبریلؑ نے تعارف کرواتے ہوئے کہا۔

هٰذَا اَبُوْكَ اِبْرَاهِيْمُ	یہ آپ کے والدگرامی قدر
فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ	ابراہیم ہیں آپ آگے بڑھ کر سلام
عَلَيْهِ۔ [1]	عرض کریں۔

حضورؐ فرماتے ہیں۔ میں نے آگے بڑھ کر سلام پیش کیا۔ جواباً حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سلام کہتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

قَالَ مَرْحَبًا۔	خوش آمدید (جی آیاں نوں)
بالابن الصالح و	نیک بیٹا بھی اور نبی
النبی الصّالح۔ [2]	صالح بھی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کا ذوق وشوق دیکھتے ہوئے مزید ارشاد فرمایا۔ کہ جس نے ابراہیمؑ کے رُخِ زیبا کا

---

[1] مشکوٰۃ باب المعراج۔ [2] ایضاً

Marfat.com

اندازہ لگانا ہو وہ مجھے دیکھ لے۔

معزز قارئین! پہلے آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقد
کے بارے میں صحابہ کرامؓ کے تاثرات و مشاہدات سماعت فرما

حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کا خراجِ تحسین

حضرت عائشہؓ نے ایک دن بے تکلفی کے انداز میں حضو
صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کے بارے میں کہا تھا۔

وَاِذَا نَظَرْتَ اِلٰی اَسِرَّۃِ وَجْہِہٖ
بَرَقَتْ کَبَرْقِ الْعَارِضِ الْمُتَہَلِّلِ

جب تم اس کے رخِ تاباں پہ نظر ڈالو تو اس کی
شانِ رخشندگی کا عالم یہ کہ جیسے لکۂ ابر میں بجلی کوندرہی ہو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے جذبات

حضرتِ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک رات چاند کی روشنی
میں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سرخ جوڑے میں ملبوس
پایا۔ کبھی چاند کی چاندنی اور کبھی آقائے گرامیؐ کو بار بار دیکھتا ہوں۔
بالآخر میں نے یہ فیصلہ کیا۔

فاذا ھو احسن	کہ نبیؐ پاک کا پاک چہرہ چاند سے
عندی من القمر[1]	کہیں زیادہ حسین و جمیل ہے۔

---

[1] ترمذی

Marfat.com

حضرتِ حسّان رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے

خلقت مبرأ من کل عیب
کانك قد خلقت کما تشاء [1]

اے اللہ کے حبیبؐ آپ کو اِس طرح ظاہری اور باطنی نقائص
سے منزّہ پیدا کیا گیا۔ جیسے کہ آپؐ کی خواہش کے مطابق آپؐ کو
بنایا گیا ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جلال و جمال

وھو خاتم النبیین اجود الناس صدراً
واصدق الناس لھجۃ
والینھم عریکۃ واکرمھم عشیرۃ [2]

آپ خاتم النبیین ہیں۔ تمام لوگوں سے بڑھ کر سخی اور سب
لوگوں سے زیادہ بات کے سچے۔ طبیعت کے نرم قبیلے میں
مکرّم۔ جب آپؐ کو کوئی پہلی دفعہ دیکھتا مرعوب ہو جاتا۔ جب
آپ کے قریب ہوتا تو گرویدہ ہو جاتا۔

لم ار قبلہ و میں نے آپ سے پہلے اور آپ
لا بعدہٗ مثلہ [3] کے بعد آپ جیسا کوئی نہیں دیکھا

---

[1] ابن ہشام [2] ترمذی [3] ایضاً

Marfat.com

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ مبارک

حسن وزیبائی کا مرقع اور صدق وصفا کا پیکر خود فرما رہا ہے
کہ اگر تم ابراہیم کو دیکھنا چاہتے ہو تو۔

فانظروا الیٰ — اپنے صاحب کو دیکھ لو۔
صاحبکم [1] — (مجھے)

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قد وقامت میں فرق

سلسلۂ گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ
میری اور ابراہیم کی قدامت میں فرق تھا۔ یعنی ابراہیمؑ قد و قامت میں
مجھ سے دراز تھے۔

فَاَتَیْنَا عَلٰی رَجُلٍ طَوِیْلٍ — پھر جبریل مجھے ایسے لمبے شخص کے
لَا اَکَادُ اَرٰی — پاس لے گئے۔ قریب تھا کہ میں آپ
رَاْسَہٗ طُوْلًا وَاِنَّہٗ — کی (سر کی چوٹی) دیکھ سکوں۔
اِبْرَاھِیْمُ [2] — تھے جناب ابراہیم علیہ السلام۔

---

[1] بخاری جز ۱۴ کتاب بدء الحق [2] ایضاً

Marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام
کا
ماحول (سوسائٹی)

آپؑ نے ایسے ماحول میں آنکھ کھولی۔ جو شرک و خرافات میں مدہوش، اور جس گھر میں جنم لیا۔ وہ شرک و خرافات کا محور و مرکز تھا۔ اس پر اکتفا نہیں۔ بلکہ اس ساری خرافات کو حکومتِ وقت اور آپؑ کے والد کی معاونت اور سرپرستی حاصل تھی۔ حکمران نے جہالت زدہ ماحول سے فائدہ اٹھاتے ہوئے، خود خدائی کا دعویٰ کر دیا۔ اور خُدا بن بیٹھا۔

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِیْ رَبِّهٖۤ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَ اُمِیْتُ ؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ

کیا آپ نے اس شخص کے حال پر غور نہیں کیا جس نے ابراہیمؑ سے جھگڑا کیا تھا۔ جھگڑا اس بات پر کہ ابراہیم کا رب کون ہے؟ اس بنا پر کہ اللہ نے اس کو حکومت سے نوازا تھا۔ جب ابراہیمؑ نے کہا میرا رب وہ ہے۔ جس کے قبضۂ قدرت میں موت و حیات ہے

Marfat.com

بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ	بادشاہ کہنے لگا۔ زندگی اور موت
فَأْتِ بِهَا مِنَ	میرے اختیار میں ہے۔ ابراہیمؑ نے
الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِي	فرمایا۔ اچھا اللہ سورج کو مشرق
كَفَرَ ۗ وَاللَّهُ لَا	سے نکالتا ہے۔ تو اس کو مغرب
يَهْدِي الْقَوْمَ	سے نکال۔ یہ دلیل سُن کر
الظَّالِمِينَ ۝	بادشاہ حیران وششدر رہ گیا۔
(البقرہ ۲۵۸ ، پ۳)	اللہ ظالموں کو راہ حق نہیں دکھایا کرتا

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظمت

یہ بھی اللہ تعالیٰ کی سنّتِ قدیمہ ہے کہ جن حضرات کو نبوّت کا منصب عطا کرنا چاہتے ہیں۔ ان کو ابتدار سے ہی اپنی نگرانی وحفاظت میں رکھتے ہوئے اس منصبِ جلیلہ پر فائز فرما دیتے ہیں چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوّت عطا کرنے سے پہلے ان کی پیدائش سے لے کر دربارِ فرعونی تک اپنی حفاظت میں رکھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھیے کہ کس طرح قدم قدم پر حفاظت فرماتے ہوئے تختِ مصر پر بٹھایا۔ بھائیوں کا حسد اور ارادہ قتل بیگماتِ مصر کی گناہ میں آلودہ کرنے کی سازشیں کوئی بھی چیز ان کے قدم پھسلا نہ سکی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس طرح حفاظت فرمائی کہ آپ کبھی بھی شرک وخرافات کی طرف مائل نہیں ہوئے۔ یہاں

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے بارے میں یہی ارشاد فرمایا۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ۝

ہم نے ابتدا ہی سے ابراہیم علیہ کو رشد و ہدایت سے نوازا اور ہم اس کو خوب جانتے تھے۔

(الْاَنْبِيَآء ۵۱، پ۱۷)

حضرت ابراہیمؑ کی اپنے ربّ کے حضور اطمینانِ قلب کیلئے درخواست

انبیائے کرام کے مشن کے لیے نہایت ضروری ہے۔ کہ وہ علم سے آگے عین الیقین بلکہ حق الیقین تک پہنچ جائیں۔ کیونکہ انہوں نے ایسے زوردار انداز میں جاہل اُجڈ قوم کو اپنا نقطہ نظر پیش کرنا ہوتا ہے، کہ اگر وہ حق کو قبول نہیں کرتے تو ان کو کم از کم حق کے سامنے بولنے کی سکت باقی نہ رہے۔ اسی لیے انبیاء عظام کو مختلف طریقوں سے مشاہدات کروائے جاتے ہیں۔ تاکہ پورے اطمینانِ قلب کے ساتھ وہ حق کو واضح کرسکیں۔ یہی وہ درخواست ہے جو حضرت خلیل اللہؑ نے اپنے رب کے حضور پیش کی

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ

اے میرے پروردگار مجھے دکھادے آپ مردوں کو کس طرح زندہ

Marfat.com

تُحۡيِ الۡمَوۡتٰى ۔ قَالَ	فرمائیں گے ۔ اے ابراہیمؑ کیا
اَوَلَمۡ تُؤۡمِنۡ ؕ	تو ایمان نہیں لایا ۔
قَالَ بَلٰى وَلٰكِنۡ	کہا کیوں نہیں میرے اللہ لیکن میں دیکھنا
لِّيَطۡمَئِنَّ قَلۡبِىۡ ؕ	چاہتا ہوں ، اس لیے کہ میرا دل مطمئن
قَالَ فَخُذۡ اَرۡبَعَةً	ہو جائے ۔ فرمایا اچھا چار پرندے لے
مِّنَ الطَّيۡرِ فَصُرۡهُنَّ	لو اور ان کو اپنے سے مانوس
اِلَيۡكَ ثُمَّ اجۡعَلۡ	کرو پھر ان کا ایک ایک جزُ ایک
عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ	ایک پہاڑ پر رکھ دو ۔ اس کے
مِّنۡهُنَّ جُزۡءًا ثُمَّ	بعد ان کو پکارو وہ تیرے پاس
ادۡعُهُنَّ يَاۡتِيۡنَكَ	دوڑتے ہوئے آئیں گے ۔ خوب
سَعۡيًا ؕ وَاعۡلَمۡ اَنَّ	جان لیجیے اللہ نہایت بااختیار
اللّٰهَ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ	اور حکیم ہے ۔

(البقرۃ ۲۶۰ پ ۳)

گویا مشاہدہ میں یہ بات نمایاں فرما دی اسی طرح مرنے کے بعد انسانوں کو چاہے منتشر ہی کیوں نہ ہوں ۔ چاروں طرف سے جمع کر لیا جائے گا ۔ جس طرح انہوں نے آپ کو پہچان لیا ہے، اسی طرح وہ اپنے مالکِ حقیقی کو اور اپنے آپ، اہل و عیال اور اپنے اعمال کو پہچان لیں گے ۔

میدانِ تبلیغ میں پہلا قدم باپ کے سامنے

دعوتِ حق

حضرت ابراہیم علیہ السلام دیکھ رہے تھے۔ کہ شرک کا سب سے بڑا مرکز ان کا گھر بنا ہوا ہے۔ لہٰذا حق کا تقاضا تھا کہ پیغامِ حق کی ابتدا اپنے ہی گھر سے کی جائے۔ چنانچہ مؤثر دلائل اور پوری دل سوزی کے ساتھ یہ بات باپ کی خدمت میں پیش فرمائی۔ آج سے ہزاروں برس قبل باپ اور اس کے عظیم بیٹے کے درمیان جو مکالمہ ہوا، کلام مجید کے مبارک الفاظ میں سماعت فرمائیں۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ	اے نبیٔ مکرم اس کتاب میں
اِبْرٰهِيْمَ ۚ اِنَّهٗ كَانَ	ابراہیم ؑ کا واقعہ بیان کریں۔
صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝	بے شک وہ راست باز انسان
اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ	اور نبی تھے۔ جبکہ اس نے اپنے
لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا	باپ سے کہا کہ ابا جان آپ
يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ	کیوں ان چیزوں کی عبادت
وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ۝	کرتے ہو جو نہ سنتی ہیں اور نہ
يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ	دیکھ سکتی ہیں اور نہ ہی آپ کے
مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ	کام آسکتی ہیں۔ ابا جان میرے

Marfat.com

يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيٓ	پاس ایسا علم آیا ہے۔ جو آپ
اَهْدِكَ صِرَاطًا	کے پاس نہیں آیا۔ آپ میری
سَوِيًّا ہ يٰٓاَبَتِ لَا	بات مانیں (اتباع کریں) میں آپ کو
تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ط	ٹھیک راہ بتاؤں گا۔ اے ابا جان
اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ	آپ شیطان کی بندگی نہ کریں۔ شیطان
لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ہ يٰٓاَبَتِ	تو رب کا نافرمان ہے۔ اے
اِنِّيٓ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ	ابا جان! مجھے ڈر ہے کہ کہیں آپ
عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ	رحمان کے عذاب میں مبتلا نہ ہو
فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ہ	جائیں۔ اور شیطان کے ساتھی نہ
(مریم ۴۱ تا ۴۵ پ۱۶)	بن جائیں۔

باپ کا جواب

قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ	اے ابراہیم کیا تو میرے معبودوں
عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ج	سے پھر گیا ہے؟ اگر تو (ایسی تبلیغ
لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ	سے) باز نہ آیا تو میں تجھے پتھر مار مار
لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ	کر جان سے مار دوں گا پس تو ہمیشہ
مَلِيًّا ہ	کے لیے مجھ سے دُور ہو جا۔

مریم ۴۶ پ۱۶

Marfat.com

خلاصۂ خطاب

عبادت کا معنیٰ ہے (۱) غلام ہونا۔ (۲) بندگی (اطاعت) کرنا

(۳) حکم ماننا۔

عبادت بمعنی غلامی

ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰے	پھر ہم نے موسیٰ علیہ السلام اور
وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ۥ	اس کے بھائی ہارونؑ کو اپنے
بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ	دلائل اور معجزات دے کر فرعون
مُّبِيْنٍ ۙ اِلٰى فِرْعَوْنَ	اور اس کے ساتھیوں (وزیروں)
وَمَلَائِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا	کے پاس بھیجا۔ مگر انہوں نے تکبّر
وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ۝	کیا، کیونکہ وہ سرکش لوگ تھے کہنے
فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ	لگے، کیا ہم اپنے جیسے دو آدمیوں
لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا	کی پیروی کریں۔ جبکہ ان کی قوم
لَنَا عٰبِدُوْنَ ۝	ہماری عابد (غلام) ہے۔

(مومنون ۴۵، ۴۶، ۴۷ پ۱۸)

جب موسیٰ علیہ السلام فرعون کے پاس پہنچ کر سمجھانے لگے تو اس نے بطور طعن کہا، کیا ہم نے تجھے بچپن میں نہیں پالا ہے۔ کیا تو اس کا صلہ یہ دے رہا ہے۔ (یعنی میری خدائی کا انکار اور لوگوں کو بھی انکاری بنا رہا ہے۔)

Marfat.com

موسیٰ علیہ السلام نے جواباً ارشاد فرمایا۔

وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ أَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيٓ إِسْرَآئِيلَ ۝

کیا مجھ پر اس نیکی کا مطلب یہ ہے کہ تو میری پوری قوم کو غلام بنا رکھے۔!

(شعرا ۲۲ پ۱۹)

یہاں دونوں مقامات پر عبادت بمعنی غلامی استعمال کیا گیا ہے

عبادت بمعنی اطاعت

عبادت کا دوسرا معنیٰ ہے۔ کسی کو یہ سمجھ کر اس کی پیروی کرنا کہ وہ شریعت بنانے حلال، حرام کرنے کا اختیار اپنے پاس رکھتا ہے۔ صرف ایک آیت مبارکہ سے اندازہ فرمائیں۔

اِتَّخَذُوٓا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللّٰهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ أُمِرُوٓا إِلَّا لِيَعْبُدُوٓا إِلٰهًا وَّاحِدًا۔

انہوں نے علماء اور پیروں فقیروں کو اللہ کی بجائے اپنا رب بنالیا اور اسی طرح عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ ع کو رب بنایا۔ حالانکہ ان کو ایک خدائے حقیقی کے علاوہ کسی کی عبادت کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔

(توبہ ۳۱ پارہ ۱۰)

حاتم طائی کے صاحبزادے حضرت عدیؓ نے جب اسلام قبول کیا تو نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ اے اللہ کے رسولؐ اس آیت میں یہود و نصاریٰ کے بارے میں یہ کہا گیا ہے۔ کہ وہ علما اور مشائخ کو خدا بناتے تھے۔ حالانکہ ایسا نہیں تھا۔ اس وقت آپؐ نے حضرت عدی سے پوچھا کیا تمہارے علما اور بزرگ کسی چیز کو حرام ٹھہراتے تھے اور تم بغیر دلائل ان کے حلال کو حلال اور ان کے حرام کردہ اشیاء کو حرام نہیں سمجھتے تھے۔ حضرت عدیؓ عرض کرنے لگے۔ اے اللہ کے نبیؐ ہماری حالت تو یہی تھی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا یہی تو عبادت ہے۔ یعنی بغیر شرعی دلائل کے اندھی تقلید ہی عبادت من دون اللہ ہے۔

عبادت بمعنی پرستش

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ط (یونس ۱۸۔ پ)	وہ اللہ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کرتے ہیں۔ جو نہ نفع اور نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اور وہ کہتے ہیں ہم تو ان کی عبادت اس لیے کرتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔
وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ	جن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو اپنا ولی بنا رکھا ہے۔

Marfat.com

مَا نَعۡبُدُهُمۡ اِلَّا لِيُقَرِّبُوۡنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلۡفٰى۔

وہ کہتے ہیں ہم تو ان کی عبادت اس لیے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ تعالےٰ کے قریب کر دیتے ہیں۔ (وسیلہ ہیں قرب کا)

(زمر ۳ ، پ ۲۳)

قیامت کے روز ایسے افعال کرنے والے تمام لوگوں کو شیطان کی عبادت کرنے والوں میں شریک کرکے ان الفاظ سے پکارا جائے گا۔

اَلَمۡ اَعۡهَدۡ اِلَيۡكُمۡ يٰبَنِىۡۤ اٰدَمَ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوا الشَّيۡطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ۔

اے آدم کی اولاد کیا میں نے تم کو تاکید نہیں کی تھی کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا وہ تو تمہارا بڑا نمایاں دشمن ہے۔

(یٰسٓ ، پ ۲۳)

اسی لیے حضرت ابراہیم علیہ السّلام ان تمام افعال کو شیطانی عبادت سے تعبیر کر رہے ہیں اور اپنے باپ کے سامنے عرض کر رہے ہیں۔ ابّا جان یہی تو شیطان کی عبادت ہے آپ اسے چھوڑ دیں۔ لیکن باپ نے جو جواب دیا وہی مشرکین مکّہ حضورؐ کو جوابات دے رہے ہیں۔ شاید قیامت تک اہلِ توحید کو اسی متشددانہ جواب اور انہی بے ہودہ دلائل سے واسطہ پڑتا رہے۔

حضرت ابراہیمؑ کا طریق کار

سب سے پہلے رشتہ دار

یہاں یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ تبلیغ کی فطری ترتیب اور صحیح و مؤثر طریقہ یہی ہے کہ تبلیغ اپنوں سے شروع کی جائے۔ اسی لیے نبیٔ گرامی صلی اللہ علیہ وسلّم کو حکم ہوا۔

وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ ۙ	آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیں۔

(الشعراء ۲۱۴، پ ۱۹)

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ۝	مومنو! اپنے آپ کو اور عزیز و اقرباء کو جہنّم کی ہولناکیوں سے بچاؤ جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں جس پر نہایت تندخو اور سخت فرشتے مقرّر ہوں گے۔ جو کبھی بھی اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرتے۔ اور جو حکم بھی انہیں دیا جاتا ہے وہ کر گزرتے ہیں۔

(تحریم ۶، پ ۲۸)

Marfat.com

رشتہ داروں کے بعد اہلِ شہر اور اہلِ ملک

لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَهَا۔
شوریٰ، پ ۲۵

تاکہ تم بستیوں کے مرکز (شہر مکہ) اور اس کے گردو پیش رہنے والوں کو خبردار کردو۔

پھر تمام دنیا کے لوگ

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ۨالَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج
اعراف ۱۵۸، پ ۹

اے نبی معظم! آپ اعلان فرما دیں کہ انسانو! میں تم سب کے لیے نبی بنایا گیا ہوں۔ اس خدا کی طرف سے جو زمین اور آسمانوں کا بادشاہ ہے۔

دعوتِ حق دوسرے مرحلہ میں

پہلے مرحلہ میں صرف اپنے والدِ گرامی کو مخاطب کیا تھا۔ اس بار انہوں نے باپ کے ساتھ قوم کو بھی متوجہ فرمایا۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ۘ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ

اور ان کو ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ سنائیے۔ جب انہوں نے اپنے باپ

Marfat.com

وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ہ	اور قوم سے پوچھا تھا، کیا ہیں جن کو
(پ ۱۹ الشعرآء ۷۰)	تم پوجتے ہو۔
جواب:۔	انہوں نے کہا۔
قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا	ہم بتوں (پتھر، اینٹ، لکڑی کے
فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ ہ	کے بنے ہوئے) کی عبادت کرتے
(الشعرآء ۷۱)	ہیں۔ پھر انہی کے سامنے ہم اعتکاف
(پ ۱۹)	(مراقبہ) کرتے ہیں۔
سوال	
قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ	فرمایا کیا یہ تمہاری بات سنتے ہیں
اِذْ تَدْعُوْنَ ہ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ	جب ان کو پکارتے ہو۔ یا تم کو
اَوْ يَضُرُّوْنَ ہ (۷۲، ۷۳)	نفع اور نقصان پہنچاتے ہیں۔
جواب	انہوں نے کہا
قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَا اٰبَآءَنَا	بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسے
كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ہ ۷۴	ہی کرتے پایا۔
ارشادِ ابراہیم	
قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ	کیا تم نے کبھی غور بھی کیا، جن کی
تَعْبُدُوْنَ ہ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ	عبادت کرتے ہو۔ تم بھی اور
الْاَقْدَمُوْنَ ہ فَاِنَّهُمْ	تمہارے بزرگ بھی وہ۔ میرے
عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ہ	تو سب دشمن ہیں۔ سوائے رب العلمین کے۔

اَلَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ
یَهْدِیْنِ ۝ وَالَّذِیْ هُوَ
یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ ۝ وَ
اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ
یَشْفِیْنِ ۝ وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ
ثُمَّ یُحْیِیْنِ ۝ وَالَّذِیْٓ
اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓـَٔتِیْ
یَوْمَ الدِّیْنِ ۝ رَبِّ هَبْ
لِیْ حُکْمًا وَّاَلْحِقْنِیْ
بِالصّٰلِحِیْنَ ۝ وَاجْعَلْ
لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی
الْاٰخِرِیْنَ ۝ وَاجْعَلْنِیْ
مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ
وَاغْفِرْ لِاَبِیْٓ اِنَّهٗ کَانَ
مِنَ الضَّآلِّیْنَ ۝ وَلَا
تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ ۝
یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝
اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ
سَلِیْمٍ ۝ وَاُزْلِفَتِ

اسی ایک اللہ نے مجھے پیدا فرمایا
اور پھر ہدایت بخشی ۔ وہی مجھے
کھلاتا اور پلاتا ہے ۔ اور جب میں
بیمار ہو جاتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا
ہے ۔ وہی مجھے موت دے گا ۔ اور
وہی مجھے دوبارہ زندہ کرے گا ۔ اسی
سے میں امید کرتا ہوں کہ روزِ قیامت
وہ میری خطاؤں کو معاف فرما دے گا ۔
اے میرے رب مجھے حکم عطا فرما
دے اور مجھے نیکوں کے ساتھ ملا
دے ۔ میرے بعد آنے والے مجھے
اچھے الفاظ سے یاد کریں ۔ مجھے
نعمتوں والی جنت کا وارث بنا دے ۔
میرے باپ کو معاف کر دے ۔
کیونکہ وہ گمراہوں میں ہو گیا ہے ۔
اور مجھے اس دن رسوا نہ کرنا ۔ جس
دن لوگوں کو اٹھایا جائے گا ۔
جس دن نہ مال اور نہ اولاد فائدہ
مند ہوں گے ۔ سوائے اس کے

Marfat.com

الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝	جو قلب سلیم سے کر اللہ کے حضور
وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ	حاضر ہوا۔ اور جنت متقیوں کے
لِلْغٰوِيْنَ ۝ وَقِيْلَ لَهُمْ	قریب لائی جائے گی اور جہنم گمراہوں
اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ۝	کے سامنے ظاہر کی جائے گی۔
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ هَلْ	پھر ان سے پوچھا جائے گا، کہاں
يَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ	ہیں جن کی تم عبادت کرتے تھے۔
يَنْتَصِرُوْنَ ۝ فَكُبْكِبُوْا	اپنے اللہ کو چھوڑ کر کیا وہ تمہاری
فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ ۝	مدد کر رہے ہیں یا اپنا بچاؤ کر سکتے
وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ ۝	ہیں۔ پھر دھکیلا جائے گا۔ جہنم میں،
قَالُوْا وَهُمْ فِيْهَا	معبودوں اور گمراہوں کو۔ اور ابلیس کے
يَخْتَصِمُوْنَ ۝ تَاللّٰهِ	سارے ساتھی بھی جہنم میں داخل ہوں
اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ	گے۔ وہاں یہ سب کے سب آپس
مُّبِيْنٍ ۝ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ	میں جھگڑیں گے۔ اور کہیں گے، اللہ
بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَمَآ	کی قسم ہم تو کھلی گمراہی میں تھے۔
اَضَلَّنَآ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ۝	جب تم کو برابر ٹھہراتے تھے، رب العلمین کے
فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ۝	مجرموں نے ہی ہم کو گمراہ (مجرم) بنا دیا۔
وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ۝	اب ہمارا کوئی سفارشی ہے اور نہ
فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً	کوئی دلی دوست، کاش ہمیں ایک
فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝	دفعہ پھر پلٹنے کا موقع مل جاتے۔ اور

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

ہم مومن ہو جائیں گے۔ یقیناً اس میں سامانِ عبرت و نصیحت ہے لیکن ان کی اکثریت نہیں مانے گی۔ تیرا رب یقیناً زبردست حکمت والا ہے اور رحیم ہے

(الشعراء ٦٩ تا ١٠٤، پ ١٩)

اسی لیے قرآن مجید نے بڑے غضبناک لہجے میں ان کو مخاطب کیا۔

إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِندَ اللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ۝

رب کریم کے نزدیک پوری مخلوق میں سب سے برے (بدتر) انسان وہ ہیں جو (حق کے معاملے کے بارے میں) گونگے، بہرے ہیں۔ جو عقل سے کام نہیں لیتے۔

(الانفال ٨، پ ٩)

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا

حقیقت تو یہ ہے، بہت سے جن اور انسان ایسے ہیں، جن کو جہنم کے لیے پیدا کیا گیا ہے (وجہ یہ ہے) ان کے سینے میں دل ہیں، مگر ان سے سوچتے نہیں۔ ان کی آنکھیں ہیں، مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں۔ ان کے کان بھی ہیں مگر ان سے سنتے ہی نہیں (حق بات کو)

Marfat.com

يَسْمَعُوْنَ بِهَا اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ط اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ○

وہ جانوروں کی طرح ہیں ۔ بلکہ ان سے بھی گئے گزرے ۔ یہی وہ لوگ ہیں جو غفلت میں کھوئے ہوئے ہیں ۔

چاہے ایسی تقلید علمار کی ہو یا کسی امام کی ، علمار کے متعلق آپ نے نبی گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ اطہر سے صفحہ ۵۵ پر پڑھ لیا ہے ۔ جو آپ نے حاتم طائی کے صاحبزادے کو فرمایا تھا کہ

"علمار کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام بلا دلیل گردانا ہی غیر اللہ کو رب بنانے کے مترادف ہے ۔"

علامہ اقبال نے کہا تھا

تقلید کی روش سے تو بہتر ہے خودکشی !
رستہ بھی ڈھونڈ ، خضر کا سودا بھی چھوڑ دے

چند فقرات کی تفصیل

تقلیدِ آبائی

دنیا میں جتنے بھی انبیائے عظام تشریف لائے ۔ سب کو اسی رکاوٹ کا مقابلہ کرنا پڑا ۔ قوموں اور افراد کیلئے اپنے پرانے باطل نظریات کو چھوڑنا شروع ہی سے مشکل رہا ہے ۔ جیسا کہ قرآن مجید نے مذکورہ

Marfat.com

مقام اور دوسرے متعدد مقامات پر اس بات کا تذکرہ فرمایا۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ۝

(البقرہ ۱۷۰، پ۲)

جب کبھی ان کو کہا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کی اتباع کرو تو جواب میں کہتے ہیں، ہم تو صرف باپ دادا کے طریقے کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا اچھا اگر ان کے باپ دادا نے عقل سے کام نہیں لیا اور راہِ حق کی پیروی نہیں کی تو پھر اسی راستے پر چلتے جائیں گے

وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

(الاعراف ۲۸، پ۸)

یہ لوگ جب کوئی شرمناک کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں، ہم نے اپنے باپ دادا (بزرگوں) کو اسی طریقہ پر پایا اور اللہ نے بھی یہی حکم دے رکھا ہے۔ ان سے کہہ دیں اللہ تعالیٰ بے حیائی کا کبھی بھی حکم نہیں دیا کرتے کیا تم اللہ کا نام لے کر وہ باتیں کہتے ہو۔ جن کا تمہیں علم تک نہیں ہے۔

Marfat.com

تقلید کا انجام

اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا
مِنَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا
وَرَاَوُا الْعَذَابَ
وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ
الْاَسْبَابُ ۝
وَقَالَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا
لَوْ اَنَّ لَنَا کَرَّةً
فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ کَمَا
تَبَرَّءُوْا مِنَّا کَذٰلِكَ
یُرِیْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ
حَسَرٰتٍ عَلَیْهِمْ

جب وہ پیشوا اور راہنما جن کی دنیا
میں پیروی کی گئی اپنے پیروکاروں سے
بے تعلقی ظاہر کردیں گے۔ اور (اللہ
کے) عذاب کو دیکھیں گے اور ان کے
تمام اسباب و وسائل کٹ جائیں گے
اور وہ لوگ جو دنیا میں پیروی کرتے تھے
کہیں گے کاش ہم کو ایک بار پھر
دنیا میں جانے کا موقعہ دیا جائے
تو جس طرح آج یہ (پیر راہنما) ہم سے
بیزار ہوئے، ہم بھی دنیا میں جاکر ان
سے بیزاری کا اظہار کریں۔

(البقرۃ ۱۶۶، ۱۶۷، پ۲)

قَالُوْۤا اِنَّکُمْ کُنْتُمْ
تَاْتُوْنَنَا عَنِ
الْیَمِیْنِ۔
قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَکُوْنُوْا
مُؤْمِنِیْنَ۔

پیروی کرنے والے اپنے راہنماؤں
سے کہیں گے، تم سیدھے راہ ہمارے
پاس آئے تھے۔
وہ جواب دیں گے تم خود (ایمان)
ماننے والے نہ تھے۔

(الصّٰفّٰت ۲۸، ۲۹، پ۲۳)

فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ إِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ۔
الصّٰفّٰت ۲۹ تا ۳۱
پ ۲۳

ہمارا تم پر کوئی زور نہ تھا۔ بلکہ تم خود ہی سرکش تھے۔ اللہ کی بات ہم پر سچ ہو گئی کہ ہم عذاب کا مزہ چکھنے والے ہو گئے۔

وَقَالُوْا رَبَّنَآ إِنَّآ أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَأَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۔ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ۔

عرض کریں گے اے ہمارے رب ہم ان لیڈروں اور بڑوں کے پیچھے چلے۔ پس انہوں نے ہمیں گمراہ کر دیا۔ اے ہمارے رب ان پر دوہرا عذاب کر دے اور ان پر سخت لعنت فرما۔

(الاحزاب ۶۷، ۶۸۔ پ ۲۲)

حضرت ابراہیمؑ کی گفتگو میں کمال درجے کا ادب

آپؑ باری تعالیٰ کی ذاتِ بابرکات کی صفات کا تذکرہ فرما رہے ہیں۔

الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ۔ وَالَّذِيْ هُوَ

اس نے مجھے پیدا فرمایا اسی نے مجھے ہدایت سے نوازا۔ وہی

Marfat.com

يُطْعِمُنِىْ وَيَسْقِيْنِ، وَ — مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ اور
اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ — جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو وہی مجھے
يَشْفِيْنِ ۝ — شفا دیتا ہے۔

(الشعرآء ۷۸، ۷۹، ۸۰ - پ۱۹)

لیکن کمال ادب دیکھیے جناب خلیل اللہ کا بیماری کی نسبت اپنی طرف اور تندرستی کی نسبت خدائے وحدہٗ لاشریک کی طرف فرمائی حالانکہ قضا و قدر اسی کی قدرت کا کرشمہ ہیں، یہی ادب اہل ایمان کو سورۂ فاتحہ میں سمجھایا گیا۔ انعام و ہدایت کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی اور ضلالت و گمراہی بندے کی طرف منسوب کی گئی یعنی فاعل یہاں حذف کر دیا گیا۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ — ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ ان
صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ — لوگوں کا راستہ جن پر تو نے
عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ — انعام فرمایا جو مغضوب نہیں ہوئے
عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ — اور جو گمراہ نہیں ہوئے۔
آمِيْنَ. — آمین۔

(فاتحہ، ۵ تا ۷)

سورۂ جن میں جنات کے قول (گفتگو) کا ذکر کیا۔ وہاں جنات نے بھی اسی ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہا تھا۔

وَاَنَّا لَا نَدْرِىْٓ اَشَرٌّ — یہ کہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔

اُرِیْدَ بِمَنْ فِی الْاَرْضِ	کہ زمین والوں کے ساتھ کوئی بُرا
اَمْ اَرَادَ بِھِمْ رَبُّھُمْ	معاملہ کرنے کا ارادہ کیا گیا ہے۔ یا
رَشَدًا ہ وَّ اَنَّا مِنَّا	ان کے رب نے بھلائی کا ارادہ
الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا	فرمایا ہے۔ ہم سے کچھ لوگ (جنات
دُوْنَ ذٰلِكَ ط كُنَّا	نیک ہیں اور کچھ دوسرے (بد) ہیں
طَرَآئِقَ قِدَدًا ہ	اور ہم مختلف طریقوں میں بٹے ہوئے ہیں

(جن ۔ ۱۰، ۱۱ ۔ پ ۲۹)

گویا اہل توحید کا مؤدب ہونا انتہائی ضروری ہے ۔

قلبِ سلیم کا فائدہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا پر رب العزّت نے اضافہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ	قیامت کے روز آدمی کو صرف
وَّلَا بَنُوْنَ ہ اِلَّا مَنْ	اسی صورت میں مال اور اولاد
اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ	فائدہ دے سکتے ہیں۔ جب وہ خود
سَلِیْمٍ ہ	قلبِ سلیم کے ساتھ اللہ کے
(الشعرآء ۸۸-۸۹، پ ۱۹)	حضور حاضر ہو۔

بصورت دیگر مال اولاد کچھ فائدہ نہیں دے سکیں گے قلب سلیم کی تفسیر کرتے ہوئے علاّمہ ابن کثیر نے اسی آیتِ کریمہ کے

تحت لکھا ہے۔ جو دل شرک وکفر بدعات وخرافات سے پاک ہو۔ یعنی بالفاظِ دیگر اس کا عقیدہ ٹھیک قرآن وسنّت کے مطابق ہوگا۔ تو اسی کا وہی قلبِ سلیم بھی ہے اور اسے ہی اللہ کے دربار میں دوسرے اسباب بھی فائدہ دے سکتے ہیں۔

وَاغْفِرْ لِاَبِیْ اِنَّہٗ	میرے باپ کو معاف کردے
کَانَ مِنَ الضَّآلِّیْنَ ۝	بے شک وہ گمراہوں میں ہے۔
وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ	جب ساری دنیا کو آپ زندہ کریں
یُبْعَثُوْنَ ۝	گے اس دن مجھے رسوا نہ کرنا۔

(الشعراء ۸۶، ۸۷ - پ ۱۹)

ان آیات کی تفسیر انشاء اللہ آگے آرہی ہے۔

چاند سورج اور ستارہ پرستوں سے خطاب

جیسا کہ ہم نے ابتداء میں ذکر کیا تھا، حضرتِ خلیل ؑ کی قوم اصنام پرستی کے ساتھ ساتھ ستارہ پرستی کے بھی قائل تھے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے مناسب جانا اب وقت آگیا ہے، کہ معبودانِ ارضی کے ساتھ معبودانِ فلکی (چاند، سورج، ستاروں) کی پُرزور تردید کردی جائے۔ لیکن اسلوب بیان ایسا اختیار فرمایا، کہ شرک کا مریض، یکایک بدک نہ جائے، کیونکہ مریضِ شرک بہت جلد باز اور ہلکی طبعیت کا واقع ہوا ہے۔ جب بھی اس کو محسوس ہو جائے کہ

جامِ توحید کے ساتھ میرا علاج ہونے والا ہے تو پہلے ہی بھاگنا اور منہ لسورنا شروع کر دیتا ہے۔

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ	جب ایک اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے
اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ	تو آخرت کے منکروں کے : دِل
الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ	کڑھنے لگتے ہیں۔ جب اس کے علاوہ
بِالْاٰخِرَةِ وَاِذَا ذُكِرَ	دوسروں کا تذکرہ ہوتا ہے تو یکایک
الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا	وہ خوشی سے کھل جاتے
هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ہ	ہیں۔

(الزمر ۴۵، پ ۲۴)

بلکہ قرآن ہی نہ سنو۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	منکرین حق کہتے ہیں، اس قرآن مجید
لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا	کو ہرگز نہ سنو، جب یہ سنایا
الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ	جائے تو تم شور و غوغا کرو، شاید
لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ہ	تم غالب آجاؤ۔

(حٰم سجدہ ۲۶، پ ۲۴)

حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں مریض شرک کی عجیب حالت تھی۔

وَاِنِّيْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ	جب بھی میں نے ان کو (تیری
لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا	طرف) بلایا تاکہ تو ان کو معاف

Marfat.com

اَصَابِعَهُمْ فِیْ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِیَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَکْبَرُوا اسْتِکْبَارًاہ نوح ۷۔ پ ۲۹۔	فرما دے ، تو انہوں نے کانوں میں انگلیاں ڈال لیں اور اپنے کپڑوں سے چہروں کو ڈھانپ لیا اور اپنے کیے پر اکڑ گئے اور بہت بڑی ، سرکشی اور تکبر کیا

اسی لیے حضرت خلیلؑ نے نہایت اچھے اور دلچسپ انداز ں ان کو توحید سمجھانے کی کوشش فرمائی یہ اندازِ بیان ان کی زبردست معجزانہ فصاحت و بلاغت کا مرقع ہے۔ جب شام ہوئی تو پردۂ ظلمت سے ستارے درخشاں ہوئے تو اپنی قوم کا عقیدہ نقل کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ یہ میرا ربّ ہے۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد چمکتے ہوئے تارے ڈوب گئے۔ فرمایا ڈوبنے والے رب نہیں ہو سکتے، کیونکہ وہ محکوم ہیں، محکوم و مجبور کبھی خدا نہیں ہو سکتے، یعنی رب ڈوبنے والا نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ ہوتا ہے جو ڈبوتا ہے اور جسے چاہتا ہے ڈوبنے سے بچا کر کنارے لگا دیتا ہے۔

اَمَّنْ یَّهْدِیْکُمْ فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ یُّرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ط ءَاِلٰهٌ مَّعَ	کون ہے جو خشکی اور سمندروں کے اندھیروں میں تمہاری راہنمائی کرتا ہے اور کون خوشخبری دینے والی ہواؤں کو بھیجتا ہے، جو اس کی رحمت کو لیے ہوتی ہیں، کیا کوئی اللہ کے ساتھ

Marfat.com

اللّٰہُ تَعٰلَی اللّٰہُ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ہ (النمل ۶۳، پ۲۰)

ہے (ایسا کرنے والا) بہت بلند ہے اللہ پاک جس کے ساتھ تم شریک بناتے ہو۔

پھر پردہ ظلمت چاک ہوا اور چاند چمکتا ہوا نکل آیا، فرمایا، یہ ہے میرا رب، لیکن چاند بھی آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔

اب صبح ہوئی مہر جہاں تاب روشن ہوا، فرمایا یہ میرا رب ہے یہ ان سب سے بڑا ہے، لیکن روشنی اور تمازت کو بھی قرار نہیں۔ پہلے بڑھ رہی تھی، دوپہر کے بعد ڈھلنے لگی سورج غروب ہو گیا، وہ پکار اٹھے یہ سب محکوم و مجبور اور بے بس ہیں ان کو لانے اور لے جانے والا سچا مالک و مختار اللہ ہی عبادت کے لائق ہے۔ اب ان کا مکالمہ قرآن کے پیارے الفاظ میں سنیئے!

وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ہ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ج قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ج فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ

اس طرح ابراہیم (علیہ السلام) کو ہم نے زمین و آسمان کا نظام حکومت دکھایا تاکہ وہ یقین کرنے والوں میں ہو جائے۔ چنانچہ جب رات چھا گئی، تو اس نے ایک تارا دیکھا کہا یہ میرا رب ہے۔ لیکن جب وہ تارا ڈوب گیا تو کہنے لگے میں ڈوبنے والے کو بالکل پسند نہیں

الْاٰفِلِیْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ
بَازِغًا قَالَ هٰذَا
رَبِّیْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ
لَئِنْ لَّمْ یَهْدِنِیْ رَبِّیْ
لَاَکُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ
الضَّآلِّیْنَ ۝ فَلَمَّا
رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً
قَالَ هٰذَا رَبِّیْ هٰذَآ
اَکْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ
قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ
مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ ۝
اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ
لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ
مَآ اَنَا مِنَ
الْمُشْرِکِیْنَ ۝ وَ
حَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ؕ
قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ
فِی اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ؕ

کرتا۔ جب چمکتے ہوئے چاند کی
طرف دیکھا تو کہا یہ میرا رب
ہے۔ جب وہ بھی ڈوب گیا۔
تو فرمایا۔ اگر میرا رب مجھے ہدایت
سے نہ نوازے گا تو میں بھی گمراہ
لوگوں میں شامل ہو جاؤں گا۔ پھر
جب سورج کو چمکتا ہوا دیکھا تو فرمایا
یہ میرا رب ہے۔ یہ ان سب
سے بڑا ہے۔ مگر جب وہ بھی ڈوب
گیا تو ارشاد فرمایا اے برادران قوم
میں بری ہوں ان سے جن کو تم
شریک بناتے ہو۔ میں نے تو
بالکل اپنا چہرہ اس ہستی کی طرف
متوجہ کر لیا ہے۔ جس نے زمین
و آسمان کو پیدا فرمایا اور میں مشرکوں
کے ساتھ نہیں ہوں۔ تو اس کی قوم
اس سے جھگڑنے لگی۔ تو ارشاد فرمایا۔
کیا اللہ کے بارے میں میرے ساتھ
جھگڑتے ہو۔ حالانکہ اس نے مجھے

Marfat.com

وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ رَبِّيْ شَيْئًا ؕ وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ؕ فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

صراط مستقیم دکھائی، میں تمہارے بنائے ہوئے معبودانِ باطل سے نہیں ڈرتا، ہاں اگر میرا رب (نقصان) چاہے تو ضرور ہو سکتا ہے۔ میرے رب کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔ کیا اب بھی تم نصیحت حاصل نہیں کرو گے۔ آخر میں تمہارے ٹھہرائے ہوئے شریکوں سے کیوں ڈروں۔ جب کہ تم اللہ کے ساتھ اِن کو شریک بناتے ہوئے نہیں ڈرتے۔ جن کے لیے اس نے تم پر کوئی سند (دلیل) نہیں اتاری تو ہم دونوں فریقوں میں کون امن و سلامتی کا حق دار ہے۔ بتاؤ اگر تم کچھ علم رکھتے ہو۔

(الانعام ۷۵ تا ۸۱ پ ۷)

بعض مفسرین کا خیال ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے ایمان کا تدریجی عمل تھا، حالانکہ اس خطاب کے سیاق و سباق سے یہ بات

Marfat.com

بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ نہ تو ابراہیمؑ کا تدریجی ایمانی عمل تھا۔ ورنہ ہی وہ معاذ اللہ ایک لمحہ کے لیے ان کو معبودِ حقیقی تصوّر کرتے تھے۔ بلکہ قرآن مجید اس واقعہ کے آخر میں واشگاف الفاظ میں اعلان کرتا ہے۔

وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَىٰ قَوْمِهِ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّن نَّشَاءُ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ (الانعام ۸۳، پ ۷)	یہ ہماری دلیل تھی جو ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو اس کی قوم کے مقابلہ میں عطا فرمائی۔ ہم جسے چاہتے ہیں بلند مرتبے دیتے ہیں۔ حق تو یہ ہے، تمہارا رب نہایت حکیم اور علیم ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام قوم کے سامنے شرک (ستارہ پرستی) وغیرہ کی تردید کے دلائل بیان کر رہے تھے اور یہ دلیل خود اللہ تعالےٰ نے آپ کو عطا فرمائی تھی۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِن قَبْلُ وَكُنَّا بِهِ عَالِمِينَ	ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو ابتداء ہی سے ہدایت سے نوازا تھا۔ اور ہم اس کو خوب جاننے والے تھے۔

(الانبیاء ۵۱) پ ۱۷

اس سے معلوم ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام کو ابتداء سے ہی

Marfat.com

رشد و ہدایت حاصل ہو چکی تھی، اگر پھر بھی ستارے اور چاند سورج ہی کو معبود تصوّر کر رہے تھے تو وہ ہدایت کیا تھی جو پہلے سے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی تھی۔

چاند اور سورج کی حقیقت

ہم نے چاند اور سورج کی منازل مقرر کی ہوئی ہیں وہ اپنے دائرہ کار کے اندر رہ کر اپنی ڈیوٹی بجا لاتے ہیں، کوئی مقررہ قاعدہ سے سر مو بھی انحراف نہیں کر پاتا۔

وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ	سورج اپنے ٹھکانے کی طرف
لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ	چلا جا رہا ہے، یہ زبردست علیم
تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ	ہستی کا حساب مقرر کیا ہوا ہے۔
وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ	اور چاند کے لیے بھی ہم نے منزلیں مقرر
حَتّٰی عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ	کر رکھی ہیں، یہاں تک کہ ان منزلوں
الْقَدِیْمِ لَا الشَّمْسُ	سے گزرتا ہوا بالآخر وہ کھجور کی
یَنْۢبَغِیْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ	سوکھی ہوئی ٹہنی کی پتلا ہو جاتا ہے
الْقَمَرَ وَلَا الَّیْلُ	نہ سورج کے بس میں ہے کہ وہ چاند
سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ	کو پکڑ لے اور نہ رات دن سے آگے
فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ۝	نکل سکتی ہے، ہر ایک اس فضا میں
(یٰسٓ ۳۸-۳۹-۴۰ پ ۲۳)	تیر رہا ہے۔

Marfat.com

بلکہ اِس نظام میں کوئی دخل نہیں دے سکتا

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ؕ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ۝

آپ فرمادیں کیا تم نے غور نہیں کیا، اگر اللہ تعالےٰ قیامت تک تم پر رات کو لمبا کر دے، کون ہے اللہ کے بغیر جو رات کو بدل کر دن کی روشنی کو لے آئے۔ کیا تم سنتے نہیں ہو؟

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝

آپ اعلان کر دیں! غور کرو، اگر اللہ تعالےٰ قیامت تک تم پر دن چڑھائے رکھے کون ہے اس کے بغیر جو دن کو رات میں بدل دے، جس میں تم آرام کرتے ہو۔ کیا پھر بھی نہیں تم دیکھتے۔

(القصص، ۷۱، ۷۲، پ۲۰)

Marfat.com

اس لیے اصل مالک ہی کو سجدہ کرو

وَمِنْ اٰیٰتِهِ الَّیْلُ وَ	رات اور دن سورج اور چا
النَّهَارُ وَالشَّمْسُ	اللہ کی نشانیاں ہیں۔ سورج چا
وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوْا	(نشانیوں) کو سجدہ نہ کرو بلکہ اس
لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ	ذاتِ کبریا کو سجدہ کرو، جس نے
وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ	ان کو پیدا کیا ہے۔ اگر واقعی
خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ	تم اسی کی عبادت کرنے وا
اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ہ	ہو۔

(حٰمٓ سجدہ ۳۷، پ۲۴)

حضرت ابراہیمؑ کی تحریک آخری مرحلہ میں

حضرتؑ کی تحریک قدم بہ قدم آخری مرحلہ میں داخل ہو چکی ہے، فرمایا! اے میری قوم ایک اللہ سے ڈرو (یعنی اللہ کا خوف کرو) اسی ایک اللہ کی عبادت و اطاعت میں زندگی کھپا دو، جس ذاتِ اقدس میں یہ اوصاف ہیں۔

وَاِبْرٰهِیْمَ اِذْ قَالَ	اور جب ابراہیم علیہ السلام نے
لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا	اپنی قوم کو خطاب کرتے ہوئے
اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ذٰلِكُمْ	ارشاد فرمایا! اللہ سے ڈرو!

Marfat.com

خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۭ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

(العنکبوت ۱۶، ۱۷، پ ۲۰)

اور اسی ایک کی عبادت کرو یہی تمہارے لیے بہتر ہے۔ اگر تم اس کو جان جاؤ۔ تم اللہ کو چھوڑ کر جن کو پوج رہے ہو، وہ تو صرف بت ہیں اور یہ (عقیدہ تمہارا خودساختہ) تم ایک جھوٹ بنائے ہوئے ہو۔ جن کو تم (پکارتے) پوجتے ہو۔ اللہ کو چھوڑ کر۔ وہ تم کو رزق دینے کا کچھ (ذرہ برابر) بھی اختیار نہیں رکھتے، تو اللہ سے رزق مانگو اسی کی عبادت کرو اور اسی کا شکریہ ادا کرتے رہو۔ اور اسی کی طرف تم نے پلٹ کر جانا ہے۔

اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ۝

جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ اور قوم کو کہا! یہ مجسّمے کیسے ہیں جن کے تم گرویدہ ہوئے جا رہے ہو۔

قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا

انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے بزرگوں کو ان کی عبادت کرتے

Marfat.com

عٰبِدِيْنَ ۝	ہوئے اسی طرح پایا۔
قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ	فرمایا! تم بھی بھٹک چکے ہو اور
اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ	اور تمہارے باپ دادا بھی
فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝	گمراہ ہوگئے تھے۔
قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا	کہنے لگے کیا تو سچی بات کر
بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ	رہا ہے؟ یا ہمارے ساتھ شغل
مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ۝	کررہا ہے۔
قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ	فرمایا! نہیں بلکہ فی الواقع تمہارا
رَبُّ السَّمٰوٰتِ	رب وہی ہے۔ جو زمین اور آسمان
وَالْاَرْضِ الَّذِيْ	کا رب ہے، جس نے ان کو پیدا
فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا	کیا ہے۔ اس بات پر، میں
عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ	تمہارے سامنے گواہی دیتا
الشّٰهِدِيْنَ ۝	ہوں۔

حضرتؑ جلال میں آتے ہیں

جب دیکھا کہ یہ اپنی ہٹ دھرمی پر ڈٹے ہوئے ہیں اور ان مورتیوں پر مرے جارہے ہیں تو طبیعت میں غیرت آئی کہ اب ان کے معبودان کی خبر لینی چاہیئے، بلاخوف وخطر ڈنکے کی چوٹ کہا۔ اللہ کی قسم اب یہ مجسمے میرے لیے ناقابلِ برداشت ہوگئے ہیں۔

Marfat.com

وَتَاللّٰہِ لَاَکِیْدَنَّ	اور خدا کی قسم میں تمہاری غیر
اَصْنَامَکُمْ بَعْدَ	موجودگی میں تمہارے بتوں
اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِیْنَ۔	کی ضرور خبر لوں گا۔

(انبیاء ۲۱ - پ۱۷)

چنانچہ جتنے انبیاءؑ بعد میں آئے انہوں نے اُحدؑ مشرکین کے ساتھ یہی رویّہ اختیار کیا، جیساکہ حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تھا۔

اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ	مشرک اللہ کے نبی سے کہنے لگے
بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ	اے ہودؑ ہم سمجھتے ہیں تیرے
قَالَ اِنِّیْٓ اُشْهِدُ	اوپر ہمارے معبودوں میں سے کسی معبود
اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّیْ	کی مار پڑ گئی ہے۔ ہودؑ نے فرمایا
بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۙ	میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں اور
مِنْ دُوْنِهٖ	تم بھی گواہ رہنا، میں تمہارے
فَكِیْدُوْنِیْ جَمِیْعًا	معبودانِ باطل سے بے تعلق
ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ۙ	ہوں۔ جاؤ تم اور تمہارے معبود
اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ	سب مل کر میرے خلاف جو
عَلَى اللّٰهِ رَبِّیْ	چاہو کر ڈالو اور مجھے ایک لمحہ

لہ۔ حق پہچاننے کے بعد باطل پر جمے رہیں۔

Marfat.com

وَرَبِّكُمْ ط	کے لیے بھی مہلت نہ دینا۔
(سورہ ھود)	میرا توکل اللہ پر ہے جو صرف
آیت ۵۴، ۵۵، ۵۶	میرا ہی رب نہیں۔ بلکہ وہ
پ ۱۲	حقیقت میں تمہارا بھی رب
	ہے۔

امتِ محمدیہ کیلئے بھی یہی طریقہ ہے

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ	یقیناً تمہارے (امت محمدیہ)
أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ	کے لیے ابراہیمؑ اور ان کے
إِبْرَاهِيْمَ وَالَّذِيْنَ	ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے
مَعَهٗٓ إِذْ قَالُوْا	جو انہوں نے اپنی قوم کو صاف
لِقَوْمِهِمْ إِنَّا	کہہ دیا تھا کہ ہم تم سے اور تمہارے
بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَ	معبودوں سے جن کی وجہ سے تم
مِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ	نے خدا کو چھوڑ رکھا ہے۔ تم سب
دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا	سے ہم بالکل بیزار ہیں۔ بلکہ ہم
بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا	تم سب کا انکار کرتے ہیں، ہمارے
وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ	اور تمہارے درمیان اس وقت
وَالْبَغْضَآءُ أَبَدًا	تک عداوت اور دشمنی رہے

Marfat.com

حَتّٰی تُؤْمِنُوْا	گی ، جب تک تم ان کو چھوڑ کر
بِاللّٰہِ وَحْدَہٗ۔	ایک اللہ وحدہٗ لاشریک کی
(الممتحنہ ۴ پ ۲۸)	عبادت نہ کرنے لگ جاؤ۔
اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ	میں نے اپنا رُخ صرف اس
لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ	اللہ کی طرف کر لیا ہے ۔ جس
وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا	نے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا
وَّمَآ اَنَا مِنَ	اور میرا مشرکین کے ساتھ کوئی
الْمُشْرِکِیْنَ ہ	واسطہ نہیں

(الانعام ۸۰ ۔ پ ۷)

یہی وہ آخری سٹیج ہے ۔ یہاں پہنچ کر ایسے لوگوں سے واشگاف کہنا ہوتا ہے ۔

قُلْ یٰٓاَیُّھَا	اے نبیؐ کہہ دیں اے
الْکٰفِرُوْنَ ہ لَآ	کافرو! میں ان کی عبادت نہیں
اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ہ	کرتا جن کی عبادت تم کرتے ہو
وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ	اور نہ (اب) تم اس کی عبادت
مَآ اَعْبُدُ ہ	کرنے والے ہو ، جس کی مَیں
وَلَآ اَنَا عَابِدٌ	عبادت کرتا ہوں ۔ اور نہ میں
مَّا عَبَدْتُّمْ	عبادت کرنے والا ہوں ، جن کی
وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ	عبادت تم نے کی ہے ۔ اور

Marfat.com

مَا اَعْبُدُ ۝ — نہ تم عبادت کرنے والے ہو
لَكُمْ دِيْنُكُمْ — جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔
وَلِيَ دِيْنِ ۝ — تمہارے لیے تمہارا دین ۔ میرے
(الکافرون ا تا ۶ پ۳۰) — لیے میرا دین ۔

تمام ایمانداروں کو یہی حکم دیا

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا — اے مومنو! نہ دوستی کرو میرے
لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ — دشمنوں کے ساتھ اور نہ اپنے دشمنوں
وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ — کے ساتھ ، تم ان سے دوستی
تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ — چاہتے ہو حالانکہ انہوں نے انکار
بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ — کردیا اس حق کا جو تمہارے پاس
كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ — آیا ہے ۔ انہوں نے نکالا ہے ،
مِّنَ الْحَقِّ ج — تم کو۔ اور رسول اکرم ؐ کو
يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ — اس لیے کہ تم اپنے اللہ
وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا — پر ایمان لائے ہو ۔ جو تمہارا
بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ؕ — رب ہے۔

(الممتحنہ ۱ - پ۲۸)

لا تتخذوا الیہود — دوسرے مقام پر فرمایا ۔ یہود و
والنصاری اولیاء — نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔

Marfat.com

یہی وجہ ہے حدیث مبارک میں بھی مشرک اور بدعتی کی عزت و تکریم کرنے سے روکا گیا ہے۔

اس لیے ایسے ایمانداروں کی تعریف کی گئی جو اللہ کے لیے محبّت و عداوت رکھتے ہیں۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا	تم کبھی نہیں پاؤ گے کہ جو اللہ اور
يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ	آخرت پر ایمان رکھنے والے
وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ	ہوں۔ وہ ان لوگوں سے محبّت
يُوَآدُّوْنَ مَنْ	کریں۔ جنہوں نے اللہ اور رسول
حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ	کی مخالفت کی ہے، خواہ وہ ان
وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ	کے باپ، بیٹے، بھائی یا ان
اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ	کے اقربا رکیوں نہ ہوں۔ یہ وہ
اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ	لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ
اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ	تعالٰے نے ایمان ثبت کر دیا
قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ	ہے۔ اپنی طرف سے ایک
وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ	روح عطا کر کے قوّت بخشی ہے۔
مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ	وہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ	کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ	چلتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ	ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان

اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا	سے راضی ہوا اور وہ اپنے
عَنْهُ ط اُولٰٓئِكَ	رب پر راضی ہو گئے۔ یہ لوگ
حِزْبُ اللّٰهِ ط اَلَآ	اللہ کی جماعت ہیں۔ سن لو
اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ	اللہ کی جماعت ہی کامیاب
هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ہ	ہونے والی ہے۔

(المجادلہ ۲۲ پ ۲۸)

اتفاق کی بات دیکھیے

حضرت ابراہیم علیہ السلام بار بار اپنی قوم کو ہوش میں لانے کی کوشش کر رہے ہیں، شاید ان کی مردہ بصیرت میں کچھ تازگی پیدا ہو جائے اور غور و فکر کے دریچے کھل جائیں وہ ہیں۔ جو اپنی ضد پہ ضد کیے جا رہے ہیں، اتفاق کی بات دیکھیے اسی کشمکش میں ان کا میلہ آجاتا ہے، مشرک قوم ایسے میلوں میں نہ صرف خود جاتی ہے۔ بلکہ ہر کسی کو ایسی خرافات میں دیکھنا چاہتی ہے۔ اسی شوقِ غلیظ کے ساتھ انہوں نے جناب ابراہیم علیہ السلام کو دعوت دی آئیں آپ بھی چلیں، لیکن وہ کیا جانتے تھے، کہ ابراہیم علیہ السلام تو ایسی خرافات کو مٹانے کے لیے دن رات سوچتے رہتے ہیں۔

چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا۔

فَنَظَرَ نَظْرَةً فِی	تاروں کی طرف دیکھا۔ اور

Marfat.com

اَلنُّجُوۡمِ ۝ فَقَالَ اِنِّیۡ — کہا۔ (بھائی) میں تو بیمار
سَقِیۡمٌ ۝ — ہوں۔

(الصّٰفّٰت ۸۸-۸۹ پ۲۳)

اس جملے کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں، ہو سکتا ہے کہ وہ کچھ بیمار ہوں، یا اس لیے دیکھا ہو کہ اے مالک اب میرے اعلانات پر عمل کرنے کا وقت آ گیا ہے۔ تو مدد فرمانا یا پھر اس حیرانگی سے دیکھا ہو (جیسا کہ بعض موقعوں پر آدمی حیران ہو کر بھی اوپر یعنی آسمان کی طرف دیکھتا ہے)۔ کہ عجب لوگ ہیں، میرے عقیدے کو جاننے کے باوجود مجھے دعوتِ میلہ دے رہے ہیں۔ بعض لوگوں نے یہ لکھا ہے، کیونکہ آپ کی قوم ستاروں سے شگون لیتی تھی اس لیے آپ نے اوپر دیکھ کر اِنِّیْ سَقِیۡمٌ کہا۔ تاکہ یہ اصرار نہ کریں اور اپنے عقیدہ کے مطابق تاثر لے کر بغیر تکرار کے چلے جائیں۔ (واللہ اعلم)

خیر وہ آپؑ کو چھوڑ کر عوامی میلے کی طرف چلے جاتے ہیں۔

ابراہیمؑ جو کہتے تھے وہ کر گزرتے تھے

فَتَوَلَّوۡا عَنۡهُ — پھر وہ آپؑ کو چھوڑ کر میلے میں
مُدۡبِرِیۡنَ ۝ — چلے گئے۔

(الصّٰفّٰت ۹۰، پ۲۳)

دن گنے جاتے تھے۔ جس دن کے لیے اب وقت آیا

Marfat.com

ہے کہ جو کہا تھا کر دکھایا جائے۔ چنانچہ مندر میں گھس گئے اور غیرت و جلال میں آکر فرمانے لگے۔

فَرَاغَ اِلٰٓی اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۝ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ۝

پھر چپکے سے بتوں میں جاکر گھس گئے اور کہنے لگے۔ تم کھاتے کیوں نہیں۔؟ اور تم بولتے بھی نہیں۔ بولو توسہی۔

(الصّٰفّٰت ۹۱-۹۲، پ۲۳)

آپ کی غیرت و جلالت کا اللہ اللہ عجیب منظر ہوگا۔ حالانکہ معلوم تھا۔ بلکہ خود ہی تو اعلان کیا کرتے تھے۔ یہ نہ سنتے ہیں۔ نہ دیکھتے ہیں۔ نہ ہی بول سکتے ہیں۔ لیکن آج خود ہی بلائے جارہے ہیں۔ کبھی مومن پر ایسا وقت بھی آتا ہے۔ کہ وہ غیرتِ توحید سے لبریز ہوکر درسِ توحید دینے کے لیے ایسا بھی کرتا ہے، جیسا کہ حضرت فاروقِ اعظم رضؓ نے طوافِ کعبہ کے وقت حجرِ اسود کو کہا تھا۔ میں جانتا ہوں، تیری حقیقت، تو ایک پتھر کا ٹکڑا ہے۔ میں تو تجھے اس لیے چوم رہا ہوں کہ میں نے سرورِ گرامی علیہ الصّلوٰۃ والسلام کو چومتے ہوئے دیکھا تھا۔ دیکھتے جایئے اب باطل معبودوں کی شامت آنے والی ہے۔

فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ ۝

پھر ان کو دائیں ہاتھ سے پھوڑنا شروع کیا۔

(الصّٰفّٰت ۹۳، پ۲۳)

ابراہیمؑ بڑے ذہین تھے

فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا	پھر بتوں کو توڑ تاڑ کر ریزہ ریزہ
اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ	کر دیا۔ مگر بڑے کو چھوڑ دیا۔ تاکہ
لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ٥	وہ اس کی طرف رجوع کریں۔

(الانبیآء ۵۸۔ پ۱۷)

جتنے نبی اپنے اپنے زمانے میں تشریف لائے وہ اپنے دور کے سب سے بڑے ذہین اور دانشور تھے۔ دیکھیے ابراہیم علیہ السّلام کتنے زیرک اور دانشور ہیں، کہ سب بتوں کو توڑا مگر بڑے کو چھوڑا۔ تاکہ جب قوم واپس آکر کے دیکھے گی تو اس حادثہ پر غور و فکر کرتے ہوئے یقیناً اس کی طرف رجوع کریں گے۔

اگر اِلَیْہِ کی ضمیر (اشارہ) بڑے بت کی طرف ہو تو شاید یہ سوچیں کہ بڑے میاں نے کسی بات پر ناراض ہو کر چھوٹوں کا تیا پانچہ کر دیا ہے۔ یا کم ازکم یہ تو ان کے دلوں میں خیال آئے گا۔ واقعی وہ جوان (ابراہیمؑ) سچ کہتا تھا کہ یہ سب بے کار ہیں۔ نہ انہوں نے اپنے آپ کو بچایا اور نہ یہ بڑے میاں ہی روک سکے۔ہاں اگر اِلَیْہِ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی طرف ہو تو معنٰی بالکل صاف ہے۔ کہ جب میرے پاس آئیں گے تو بات کرنے کا اور موقعہ مل جائے گا۔

Marfat.com

قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۔ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ؕ

کہنے لگے ہمارے خداؤں کا یہ حال کس نے کیا۔ وہ بہت ہی ظالم ہے۔ کچھ کہنے لگے۔ ہم نے ان کے خلاف (ابراہیمؑ) ایک نوجوان کو چیلنج کرتے سنا ہے۔

(الانبیاء ۵۹-۶۰ پ۱۷)

زبردست ہنگامہ

قوم جب واپس پلٹی تو ان کی مسرت و شادمانی غم اور پریشانی میں تبدیل ہو گئی۔ زبردست اضطراب اور شدید ہنگامہ برپا ہوا۔ ہنگامی حالات کا اعلان، اور اجلاس پہ اجلاس بلائے جا رہے ہیں۔ تاکہ عوام کو اپنی کارکردگی دکھا کر فوری طور مطمئن کیا جائے، پھر دفعتاً فیصلہ سنایا جاتا ہے۔

قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ۔

(الانبیاء ۶۱، پ۱۷)

فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ۔

(الصّٰفّٰت ۹۴، پ۲۳)

پورے اتفاق سے فیصلہ صادر کیا گیا۔ ابراہیم کو پکڑ کر لوگوں کے سامنے حاضر کرو۔ تاکہ عوام دیکھ لیں (ان کی کیسی مرمت کی جاتی) فیصلہ سنتے ہی لوگ بھاگم بھاگ ابراہیمؑ کے پاس پہنچے۔

Marfat.com

ابراہیمؑ زبردست بہادر تھے

خدا معلوم لوگ کس غیظ و غضب کے ساتھ کس طرح آپؑ کو پکڑ کے لائے ہوں گے، کتنے آوازے کسے اور کتنی گستاخیاں کی ہوں گی۔ لیکن ابراہیمؑ ہجوم مشرکین کو زمین کے ذرّات سے بھی حقیر تصوّر فرماتے ہوئے ایسی جرأت اور مردانگی سے جواب دیتے ہیں کہ ان کی کئی کئی گز لمبی زبانیں اس طرح گنگ ہوگئیں، جیسے ان کو سانپ سونگھ گیا ہو۔ ان میں دانشور پڑھے لکھے اور ان پڑھ ہر قسم کے لوگ موجود ہیں لیکن کوئی بولنے کی جرأت نہیں کر پاتا۔ کیوں بولیں۔

اور کس بنیاد پر بات کریں

وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ	جو اللہ کے ساتھ کسی اور کو بھی
اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ	پکارتے ہیں۔ ان کے پاس کوئی
لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ	دلیل نہیں، ان کا حساب رب
فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ	کے ذمہ ہے۔ یقین جانیئے
رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ	کافر کبھی کامیاب نہیں
الْكٰفِرُوْنَ ۝	ہوتے۔

(المؤمنون ۱۱۷، پ۱۸)

Marfat.com

حضور اکرمؐ زبردست بہادر تھے

جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا کہ جتنے انبیاءؑ دنیا میں تشریف لائے وہ سب کے سب بہادر ہوا کرتے تھے۔ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت و بہادری کا اقرار و اعتراف صحابہ کرام نے کیا۔

صحابہؓ کہتے ہیں۔ ایک دفعہ آدھی رات کے وقت مدینہ کے نواحی پہاڑ میں زبردست دھماکہ ہوا، لوگ اپنے بستروں سے اُٹھ کر اس طرف بھاگے۔ اچانک ہم کیا دیکھتے ہیں۔ کہ حضور اکرمؐ گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار ادھر سے واپس تشریف لا رہے ہیں اور ہمیں آکر تسلی دیتے ہیں کہ جاؤ آرام کرو فکر کی کوئی بات نہیں۔

اسی طرح جنگ و جدال میں ایسے مقامات بھی آتے ہیں کہ بڑے بڑے بہادر جرنیل بھاگتے ہوئے پلٹ کر بھی نہیں دیکھ پاتے لیکن میدانِ حنین کی طرف دیکھیئے، چند جان نثاروں کو چھوڑ کر دنیا کا بہادر ترین انسان اور وقت کا پیغمبرؐ تنہا یہ کہہ کر اپنوں کو بُلا اور دشمن کو للکار رہا ہے۔ کہ میں سچا نبی ہوں۔ جھوٹا نہیں اور سردار عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ مقصد یہ کہ میں سچا ہوں۔ کیونکہ جھوٹوں کا کام بھاگنا ہے۔ اور پھر خاندانی ہوں۔ خاندانی لوگ میدان چھوڑ کر بھاگا نہیں کرتے۔

اسی لیے فاتح خیبر کہا کرتے تھے کہ آپؐ اشجع النّاس (سب سے زیادہ بہادر) تھے۔

جرگہ ابراہیمؑ سے سوال کرتا ہے

ابراہیمؑ کو جرگے کے سامنے پیش کیا گیا تو سرداران شرک و بدعت بڑے طمطراق رعب داب کے ساتھ لال پیلے ہو کر پوچھتے ہیں۔

قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ؕ	اے ابراہیم تو نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ حرکت کی۔

جواب

قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ○	فرمانے لگے بلکہ ان کے اس بڑے نے یہ کاروائی کی ہوگی۔ پوچھ لیجئے! اگر یہ بات کر سکتے ہیں۔

(الانبیاء ۶۲، ۶۳۔ پ۱۷)

خاموشی ہی خاموشی ہے۔ اکڑی ہوئی گردنیں جھک گئیں۔ گریبانوں میں جھانکنے لگے۔

فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ■	یہ سن کر وہ لوگ اپنے ضمیر کی طرف پلٹے اور اپنے دل میں کہنے لگے۔ واقعی ہی تم خود ظالم ہو۔
ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى	مگر پھر گردنیں اٹھا کر کہنے

Marfat.com

رُءُوسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ	لگے۔ تو جانتا ہے۔ یہ
مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ہ	بات نہیں کر سکتے۔
(اَلانبیآء ۶۴-۶۵ پ۱۷)	(یعنی گونگے پہلوان ہیں)

ابراہیمؑ گویا ہوئے۔

قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ	ابراہیمؑ نے فرمایا اللہ کو چھوڑ کر
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا	تم ان کو پکارتے ہو عبادت کر
يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَّلَا	ہو جو تم کو فائدہ اور نقصان نہیں
يَضُرُّكُمْ ہ	پہنچا سکتے۔
اُفٍّ لَّكُمْ وَ	افسوس ہے تم پر اور تمہارے
لِمَا تَعْبُدُوْنَ	معبودوں پر جن کی اللہ کو چھوڑ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	کر عبادت کرتے ہو۔ کیا تم تھوڑی
اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ہ	سی بھی عقل نہیں رکھتے۔

(الانبیآء ۶۶، ۶۷-پ۱۷)

اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا۔

قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ	تم ایسی چیزوں کو کیوں پوجتے ہو
مَا تَنْحِتُوْنَ ہ	جن کو تم خود تراشتے ہو۔
وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ	حالانکہ اللہ نے تم کو پیدا کیا
وَمَا تَعْمَلُوْنَ ہ	جو کچھ تم بناتے ہو ان کو بھی۔

(الصّٰفّٰت ۹۵-۹۶، پ۲۳)

ابراہیمؑ کے خلاف کاروائی کا آغاز

قَالُوْا مَنْ فَعَلَ	کہنے لگے ہمارے معبودوں کے
هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا اِنَّهٗ	ساتھ کس نے یہ زیادتی کی ہے
لَمِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔	واقعتاً وہ بڑا ظالم شخص ہے
قَالُوْا سَمِعْنَا	(مجمع سے آواز آئی) ہم نے سُنا
فَتًى يَّذْكُرُهُمْ	ہے ایک نوجوان (ان بتوں کے
يُقَالُ لَهٗ	خلاف) گفتگو کرتا ہے۔ اس کا
اِبْرٰهِيْمُ۔	نام ابراہیم ہے۔
قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى	کہنے لگے (سردار) اس کو پکڑ کر
اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ	لوگوں کے سامنے حاضر کرو۔
يَشْهَدُوْنَ۔	تاکہ لوگ بھی اس کو دیکھ لیں۔

(الانبیاء ۵۹-۶۰-۶۱، پ۱۷)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مجمع میں بلانے کا مقصد یہ تھا، تاکہ عوام بھی گواہ ہو جائیں۔ اس لیے کہ جو سزا اس کو دی جائے، لوگ سمجھیں کہ واقعی یہ آدمی سزا کا مستحق تھا۔

Marfat.com

مشرک تشدد پر اتر آئے

جب ان کو دلیل کا جواب نہ آیا۔ ابراہیمؑ بار بار کہتے ہوں گے۔

هاتوا برهانكم ان كنتم صٰدقين۔ — اگر تم سچے ہو تو کوئی دلیل لاؤ۔

دلیل کہاں سے لائیں، جبکہ پہلے کہہ دیا تھا۔

وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا — میں کیوں ڈروں تمہارے شریکوں سے، جبکہ تم اللہ کے ساتھ شرک (غداری) کرتے ہوئے نہیں ڈرتے۔ اللہ نے تو شرک کی حمایت کے لیے ایک دلیل بھی نہیں اتاری۔

(الانعام ۸۱- پ۷)

اب دھمکیاں دینے لگے۔ اس کی قوم کے پاس بس اتنا جواب تھا کہ:-

قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ۔ — اس کو پکڑو اور زندہ جلا دو اس طرح اپنے خداؤں کی مدد کرو۔ اگر کچھ کرنا چاہتے ہو۔

(الانبیاء ۶۸، پ۱۷)

مشرکین کی شروع سے ہی یہی روش رہی ہے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تبلیغ سے متاثر ہو کر جو جادوگر ایمان
لائے انہیں بھی فرعون نے دھمکیاں دی تھیں۔

فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ	اچھا اب میں تمہارے ہاتھ پاؤں
وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ	مخالف سمتوں سے کٹواتا ہوں۔
وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِیْ	اور کھجور کے تنوں پر تمہیں سولی
جُذُوْعِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَمُنَّ	دی جائے گی۔ پھر تم کو پتہ
اَيُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا	چل جائے گا۔ ہم میں کس کا
وَّاَبْقٰى ۝	عذاب دیرپا اور شدید ترین ہے۔

(طٰہٰ ۷۱، پ۱۶)

کفار مکہ نے بھی یہی رویہ نبی اکرمؐ کے ساتھ اختیار کیا تھا

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ	منکرین حق آپ کے خلاف
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	تدبیریں سوچ رہے تھے کہ آپ
لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ	کو قید کر دیا یا قتل کر دیا جائے۔
اَوْ يُخْرِجُوْكَ	یا پھر ملک سے نکال دیا جائے

Marfat.com

وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝	وہ اپنی مکروفریب کی چال چل رہے تھے اور اللہ بھی اپنی تدبیر کر رہا تھا۔ اللہ بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔

(الانفال ۸، پ۹)

لیکن جن کا اللہ پر ایمان ہو وہ تو ایک پل بھر بھی گھبرانے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔

حکومت حرکت میں آئی

ابھی خاص وعام کے ساتھ یہ کشمکش جاری تھی کہ حکومتِ وقت نے اس بات کا سختی سے نوٹس لیا۔ جب حاکمِ وقت نمرود کے پاس مکمل رپورٹ پہنچی تو وہ آپے سے باہر ہو گیا۔ چنانچہ یہ فکر لاحق ہو گئی کہ اگر ابراہیمؑ بتوں کی خدائی کا انکار کرتا ہے تو میری خدائی کو کب تسلیم کرتا ہوگا۔ چنانچہ فوراً حکم صادر کیا کہ ابراہیمؑ جہاں کہیں ہو، اس کو فی الفور میرے دربارِ عالیہ میں پیش کیا جائے باپ، رشتہ دار، پوری قوم یہ چاہتی تھی یہ تحریک دب جائے اور اس کے داعی کو عبرت ناک سزا سے دوچار کیا جائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام حاکمِ وقت کے سامنے جاتے ہیں۔

Marfat.com

حاکمِ وقت سے گفتگو

حاکمِ وقت نے حاکمانہ لب و لہجہ میں پوچھا اے ابراہیمؑ، ہمارے ہوتے ہوئے تم کسی اور کو کس طرح ربّ مانتے ہو؟

ابراہیم علیہ السّلام بھرپور اعتماد سے فرمانے لگے۔ میں زمین و آسمان میں صرف اور صرف ایک ذات کبریا کو خدا مانتا ہوں اس کے بغیر سب مجبور و محکوم ہیں۔ خالق و مالک تو اللہ ہے۔ تو بھی اسی طرح ایک انسان ہے جس طرح ہم انسان ہیں، نمرود چونک اٹھا، کرسی پر اکڑتے ہوئے گردن اٹھا کر بولا!

ہاں ہاں تو میرے بغیر بھی کسی کو خدا مانتا ہے۔ فوراً اپنے ربّ کے اوصاف بیان کرو۔ ورنہ تیری ہڈیاں توڑ دی جائیں گی۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى	کیا آپ نے اس شخص کے
الَّذِیْ حَآجَّ	بارے میں غور نہیں کیا؟ جو ابراہیمؑ
اِبْرٰھٖمَ فِیْ	سے جھگڑا تھا۔ جھگڑا اس
رَبِّہٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ	بات پر کہ ابراہیمؑ کا رب کون
الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ	ہے؟ اس بنا پر کہ اللہ نے اس
اِبْرٰھٖمُ رَبِّیَ	کو حکومت سے نوازا تھا۔ جب
الَّذِیْ یُحْیٖ	ابراہیم علیہ السّلام نے کہا میرا
وَیُمِیْتُ ۙ قَالَ	رب وہ ہے جس کے اختیار

Marfat.com

اَنَا اُحۡیٖ وَاُمِیۡتُ	میں زندگی اور موت ہے ۔ بادشاہ
قَالَ اِبۡرٰھِیۡمُ	کہنے لگا زندگی اور موت میرے
فَاِنَّ اللّٰہَ یَاۡتِیۡ	اختیار میں ہے ۔ ابراہیمؑ نے
بِالشَّمۡسِ مِنَ	فرمایا اچھا اللہ تعالیٰ سورج کو
الۡمَشۡرِقِ فَاۡتِ	مشرق سے نکالتا ہے تو اس کو
بِھَا مِنَ الۡمَغۡرِبِ	مغرب سے نکال، وہ منکر حق
فَبُھِتَ الَّذِیۡ کَفَرَؕ	ششدر رہ گیا ۔ اللہ ایسے
وَاللّٰہُ لَا یَھۡدِی الۡقَوۡمَ	ظالموں کو کبھی ہدایت نہیں
الظّٰلِمِیۡنَ ۝	دیا کرتا ۔

(البقرۃ ۲۵۸، پ۳)

علامہ ابن کثیر نے تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھا کہ نمرود کو حکومت کرتے ہوئے چار سو سال گزر گئے تھے ۔ جس وجہ سے اس کے دماغ میں رعونت اور انانیت پیدا ہو گئی ۔ اس نے جہلاء کے جذبات سے کھیلتے ہوئے دو قیدیوں کو منگوایا ۔ جس کو پھانسی کا حکم تھا ۔ اس کو آزاد کر دیا اور جس کو قید سے رہائی ملنے والی تھی اس کو بلا کر اس کی گردن کٹوا دی اور پھر بڑے ناز کے ساتھ مجمع کی طرف دیکھتے ہوئے ابراہیم سے مخاطب ہوا، دیکھا مارنے اور زندہ کرنے کا مجھے بھی اختیار ہے ۔ اب جہلا کی حالت دیدنی ہو گی ۔ بغلیں مارتے اور تالیاں بجاتے ہوں گے ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سوچا کہ بے وقوف بادشاہ لوگوں کے جذبات سے کھیل رہا ہے۔ لہٰذا انھوں نے اس دلیل کی لطافت کو سمجھانے کی بجائے فوراً ایسی دلیل دی جس سے کوئی مغالطہ نہیں دیا جا سکتا تھا۔

• فرمایا کہ میں اس اللہ کی بات کر رہا ہوں جو سورج کو مشرق سے نکالتا ہے۔ تو اس کو مغرب سے نکال دے۔

بس پھر کیا وہ بالکل خاموش حیران و ششدر رہا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ فوراً تسلیم و اطاعت کے لیے اپنے آپ کو پیش کرتا۔ لیکن اس نے اپنی خفّت مٹانے اور عوام کو قابو رکھنے کے لیے وہی طریقہ اختیار کیا جو ہر دور میں ظالم اور فاسق و فاجر حکمران کیا کرتے ہیں

امن عامہ کے تحت گرفتاری

فوراً حکم دیا کہ امن عامہ کے تحت اس کو گرفتار کر لیا جائے۔!
چنانچہ آپ کو دس دن تک جیل میں رکھا اور پھر شاہ کی کونسل نے زندہ جلا دینے کا فیصلہ کیا۔ با الفاظِ دیگر عوام بھی اور حکمران بھی سب کے سب اس بات پر متفق ہیں کہ اس کو زندہ نہ چھوڑا جائے۔ بلکہ عبرتناک سزا دی جائے۔

عوامی مطالبہ

قَالُوا حَرِّقُوهُ وَ اگر اپنے خداؤں کو بچانا چاہتے

لہ انبیائے قرآن

Marfat.com

انْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝ ہو تو فوراً اس کو زندہ جلا دو۔

(الانبیاء ۶۸ - پ ۱۷)

شاہی کونسل کا فیصلہ

قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ ۝ اس کے لیے ایک بڑا گہرا قلعہ بناؤ اس کو آگ سے بھر کر اسے دہکتے ہوئے انگاروں میں پھینک دو۔

(الصّٰفّٰت ۹۷ - پ ۲۳)

شاہی آرڈیننس جاری ہوا

شاہی آرڈیننس کے تحت پوری مشینری آگ کو بھڑکانے میں لگی ہوئی ہے۔ علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے، لوگوں کے جذبات کا عالم! عورتیں نذریں مانتی تھیں۔ اگر فلاں مشکل یا بیماری رفع ہو جائے۔ تو میں اتنی لکڑیاں آگ میں پھینکوں گی۔ مؤرخین نے تحریر فرمایا۔ آج تک آگ کا اتنا بڑا الاؤ دیکھنے میں نہیں آیا۔ جتنا مشرک قوم نے ایک موحد کو جلانے کے لیے تیار کیا تھا۔ آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کرتے دکھائی دیتے تھے۔ جب آگ میں پھینکنے کا وقت آیا، تو مسئلہ پیدا ہوا۔ اتنی پھیلی آگ میں کس طرح جھونکا جاتے۔

Marfat.com

شاہی کونسل کا ہنگامی اجلاس طلب کیا جاتا ہے۔ زیرِ غور مسئلہ کہ آگ میں کس طرح پھینکا جائے؟

فیصلہ ہوتا ہے، ایسی منجنیق تیار کی جائے جس میں جھولا دے کر آگ کے سنٹر میں پھینک دیا جائے۔

اسی طرح ہی کیا گیا (اس تجویز دینے والے کو اللہ تعالیٰ نے اسی وقت زمین میں دھنسا دیا اور قیامت تک زمین میں دھنستا جائے گا[1]

ابراہیمؑ کی منفرد آزمائش

قرآن مجید کے گہرے مطالعہ سے یہ بات منکشف ہوتی ہے۔ جب بھی کسی نبی پر انتہائی آزمائش آئی تو اللہ پاک نے لوگوں میں کسی کو حمایتی بنا دیا۔ موسیٰ علیہ السلام کو دیکھیے، پیدائش کے وقت حفاظت کے تمام انتظامات ناکافی ہوگئے جا رہے ہیں۔ تو والدۂ موسیٰؑ کو حکم ہوا۔

وَاَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰۤی اُمِّ	ہم نے موسیٰ کی والدہ کو اشارہ
مُوۡسٰۤی اَنۡ اَرۡضِعِیۡهِ	کیا کہ دودھ پلائے جا۔ جب تجھے
فَاِذَا خِفۡتِ عَلَیۡهِ	اس کی جان کا خطرہ ہو تو اس کو
فَاَلۡقِیۡهِ فِی الۡیَمِّ	صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈال دینا
وَلَا تَخَافِیۡ وَلَا تَحۡزَنِیۡ	ہم اس کو تیرے پاس ہی لے
اِنَّا رَآدُّوۡهُ اِلَیۡكِ	آئیں گے۔ اور اس کو

[1] ابن کثیر

Marfat.com

وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿	نبی بنادیں گے۔
فَالْتَقَطَهٗۤ اٰلُ فِرْعَوْنَ	آخر کار فرعون کے گھروالوں نے
لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا	اس کو دریا سے نکالا تاکہ وہ
وَّحَزَنًا ط اِنَّ فِرْعَوْنَ	ان کا دشمن اوران کے لیے
وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا	باعثِ رنج بنے۔ کیونکہ فرعون
كَانُوْا خٰطِـِٕيْنَ	اور ہامان اور اس کے تمام ساتھی
(القصص ۷-۸، پ۲۰)	غلط کار تھے۔

یعنی موسیٰ علیہ السّلام کے دشمن کی بیگم کو حمایتی بنادیا۔

وَقَالَتِ امْرَاَتُ	فرعون کی بیوی نے اپنے خاوند
فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ	فرعون کو کہا۔ اس کو قتل نہ کرنا
لِّيْ وَلَكَ ط لَا	شاید میری تیری آنکھوں کے
تَقْتُلُوْهُ ۖ عَسٰۤى اَنْ	لیے ٹھنڈک بنے اور ہو سکتا ہے،
يَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ	ہمارے لیے فائدہ مند ہو یا ہم اس کو
وَلَدًا ۔	اپنا بچہ بنالیں۔

(القصص ۹، پ۲۰)

اسی طرح جب موسیٰ علیہ السّلام سے ایک سرکاری پارٹی کا آدمی اتفاقاً قتل ہو جاتا ہے۔ سرکار نے بغیر تفتیش کے یک دم فیصلہ کیا کہ موسیٰؑ کو قتل کردیا جائے (کیونکہ موسیٰ علیہ السلام ظلم کی مخالفت اور مظلوم کی مدد کرتے تھے) چنانچہ حکومت کے ایک رازداں کے دل

Marfat.com

یں ہمدردی پیدا ہوئی اور وہ بھاگتا ہوا آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے

وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ	ایک آدمی شہر کے پرلے سرے
اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ	سے دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا
يَسْعٰى، قَالَ يٰمُوْسٰٓى	اے موسیٰ، وڈیروں نے تجھے
اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ	قتل کرنے کا فیصلہ کر لیا
بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ	ہے۔ لہٰذا آپ بھاگ جائیں
فَاخْرُجْ اِنِّىْ لَكَ	میں آپ کی خیرخواہی کر
مِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝	رہا ہوں۔

(القصص ۲۰، پ۲۰)

خود نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھیے، جب شعب ابی طالب میں محصور کیے گئے تو کفار میں ایسے حمایتی اٹھ کھڑے ہوئے، جنہوں نے اس ظلم کے خلاف زبردست آواز اٹھائی۔ آخر کار بائیکاٹ ختم کر دیا گیا۔

لیکن یہاں ابراہیم علیہ السلام تنہا باپ اور خلقت تماشائی۔ انتظامیہ چوکس وزیر بھاگے پھر رہے ہیں۔ اور سی، آئی، ڈی دیواروں کو سونگھ رہی ہے۔ غیر معمولی انتظامات زبردست پہرے ہیں مجرم توحید کو لایا جاتا ہے۔ لوگ ایڑیاں اٹھا اٹھا کر دیکھتے ہیں۔ کون ہے ابراہیم! مارو قتل کرو جلدی پھینکو کے نعرے لگائے جا رہے ہیں۔ لیکن مرد جلیل کے چہرے پر ذرہ برابر رنج و ملال نہیں۔

Marfat.com

جناب ابراہیم علیہ السّلام نے بے پرواہی سے ہجوم مشرکین کو دیکھا اور پھر اللہ کی یاد میں محو ہو گئے۔

آزمائش کے آخری لمحات

اُف خدایا یہ کیسا منظر ہے جو آج تک تیرے فرشتوں نے بھی نہیں دیکھا تھا نظر اٹھائی تو دفعتاً جبریلِ امین نمودار ہوئے۔ روح الامین عرض کرتے ہیں۔ جناب میں حاضر ہوں۔ کوئی خدمت ہو تو حکم فرمایئے

حضرت ابراہیمؑ نے کہا کیا آپ کو ربّ العزت نے ایسا حکم دیا تھا۔

جبریل جواب دیتے ہیں نہیں۔

پھر جاؤ مجھے آپ کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ مجھے دیکھ رہا ہے

حسبی اللہ نعم الوکیل

ابراہیمؑ نے حسبی اللہ کہہ کر اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیا۔ اب کاروائی زمین پر نہیں عرش معلّٰی پر ہو گی۔ کیونکہ ارشاد یہی ہے۔

ومن یتوکّل علی اللہ فھو حسبہ	جس نے حسبی اللہ کہا اب اللہ اس کا ذمہ دار ہو گیا۔

-پ ۲۸ طلاق ۳

وعلی اللہ فلیتوکّل المتوکلون

اس لیے اعتماد کرنے والوں کو صرف خدا پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔

Marfat.com

اب دیکھیئے ادھر حاکمِ وقت کا اشارہ ہوتا ہے کہ جلّاد! پھینک دو! کرین کا بٹن دبا دیا گیا۔ مجمع سے آواز آتی ہے۔ اچھا ہوتا اگر معافی مانگ لیتا۔۔۔ خواہ مخواہ جان گنوائی۔

انہیں کیا خبر آسمانوں میں کیا فیصلہ ہو چکا ہے۔

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

حافظ ابن کثیر نے ابن عباس رضؓ کے حوالے سے لکھا بارش کا فرشتہ ہمہ تن گوش بیٹھا انتظار کر رہا تھا۔ کب حکمِ خداوندی آتے اور میں اتنی بارش برساؤں کہ ایک لمحہ کے اندر آگ بھسم ہو کر کے رہ جائے۔ لیکن آج حکم براہِ راست آگ کو پہنچتا ہے۔

قُلْنَا يٰنَارُ	ہم نے حکم دیا اے آگ ٹھنڈی
كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا	ہو اور سلامتی بن جا ابراہیمؑ
عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ (انبیاء ۶۹، پ۱۷)	کے لیے۔

آج بھی ہو جو براہیمؑ کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

تفسیر ابن ابی حاتم میں ہے۔ کہ ابراہیمؑ چالیس دن تک آگ میں رہے۔ حضرت ابراہیم فرمایا کرتے تھے، جتنا آرام میں نے چالیس دن آگ میں محسوس کیا تھا۔ ساری زندگی اتنا آرام میسر نہیں آیا۔ یاد رہے ابراہیمؑ کو آگ میں ننگا کر کے پھینکا گیا تھا۔ اسی لیے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے فرمایا تھا۔ قیامت کے دن سب سے پہلے جس خوش نصیب کو جنت کا لباس پہنایا جائے گا وہ خلیلِ خدا ابراہیم علیہ السّلام ہوں گے۔

خلیلِ خدا علیہ السلام کامیاب مُشرک ناکام ونامراد

فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا	وہ چاہتے تھے ابراہیم کو ماردیں
فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ۝	لیکن ہم نے ان کو بُری طرح ذلیل
(الصّٰفّٰت آیا ۹۸، پ۲۳)	کردیا۔
وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا	انہوں نے ابراہیم کو مارنا چاہا
فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ۝	پر ہم نے ان کو ناکام کردیا۔

(الانبیآء ، ۷۰، پ۱۷)

فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ	ہم نے ابراہیم کو آگ سے
النَّارِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ	بچالیا۔ اس واقعہ میں بڑی عبرت
لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝	ہے۔ مگر ایمان لانے والوں کیلئے

(العنکبوت ۲۴، پ۲۰)

یعنی اہل ایمان کے لیے اس واقعہ کے اندر بڑے اسباق عبرت ہیں۔ جس طرح ابراہیم کو اس کے باپ اور دوسرے لوگوں نے نیچا دکھانے کی کوشش کی لیکن ابراہیمؑ کامیاب اور دوسرے ناکام ہوئے۔ حتیٰ کہ انہوں نے آگ میں جانا قبول کر لیا۔ مگر نظریہ توحید کو نہ چھوڑا۔ اسے اہل ایمان اگر تم بھی اپنی سچی بات پر قائم رہے۔ تو یاد رکھو،

Marfat.com

اہلِ مکہ کی کوششیں اور سازشیں تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔ نیچا دکھانے والے خود ذلت و رسوائی دیکھیں گے۔

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ	عزت اللہ اور اس کے رسول
وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝	اور مومنوں کے لیے ہے۔

(منٰفقون ۸، پ۲۸)

آگ سے نکلنے کے بعد نہ معلوم ابراہیم علیہ السلام نے کتنی مدت تبلیغ دین کا کام کیا ہوگا۔ جو بات انہوں نے آگ سے نکل کر لوگوں کے سامنے رکھی۔ قرآن کے الفاظ میں سنیئے۔

وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ	تم نے اللہ کو چھوڑ کر بتوں کو
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ	اپنے درمیان دنیا کی زندگی میں
مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ	محبت کا ذریعہ بنالیا ہے۔ مگر قیامت
فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	کے روز تم ایک دوسرے کا انکا
ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ	بھی کروگے۔ ایک دوسرے پر
بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ	لعنت بھی۔ تمہارا ٹھکانا آگ
بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَّمَاْوٰىكُمُ	ہوگا۔ اور پھر تمہارا کوئی مددگار
النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝	نہیں ہوگا۔

(العنکبوت ۲۵، پ۲۰)

جیسا کہ دوسرے مقام پر اس کی وضاحت فرمائی۔

اَلْاَخِلَّاۗءُ يَوْمَىِٕذٍۢ بَعْضُهُمْ	اس روز دوست ایک دوسرے

Marfat.com

لِبَعۡضٍ عَدُوٌّ اِلَّا — کے دشمن ہو جائیں گے اور صرف متقین
الۡمُتَّقِیۡنَ ؕ — کی آپس میں دوستی قائم رہے گی۔

(الزّخرف ۶۷، پ۲۵)

كُلَّمَا دَخَلَتۡ — ہر گروہ جب دوزخ میں داخل
اُمَّةٌ لَّعَنَتۡ اُخۡتَهَا — ہوگا۔ تو اپنے سے پہلے گروہ پر
حَتّٰٓی اِذَا ادَّارَكُوۡا — لعنت کرتا ہوا داخل ہوگا۔ جب
فِيۡهَا جَمِيۡعًا قَالَتۡ — سب گروہ جہنم میں داخل ہو جائیں
اُخۡرٰٮهُمۡ لِاُوۡلٰٮهُمۡ — گے۔ تو ایک دوسرے پر لعنت
رَبَّنَا هٰٓؤُلَاۤءِ — کریں گے۔ اور کہیں گے اے
اَضَلُّوۡنَا فَاٰتِهِمۡ — ہمارے رب ان کی وجہ سے ہم
عَذَابًا ضِعۡفًا مِّنَ — گمراہ ہوئے۔ (انہوں نے ہمیں
النَّارِ ؕ — گمراہ کیا) لہٰذا ان کو آگ کا ڈبل
(الاعراف ۳۸۔ پ۸) — عذاب ہونا چاہیے۔

قوم کو سمجھانے کے ساتھ ساتھ آخر دم تک اپنے باپ کو سمجھاتے رہے

اِذۡ قَالَ لِاَبِيۡهِ — جناب ابراہیم نے اپنے باپ سے
يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعۡبُدُ — کہا۔ ابا جان آپ کیوں ان چیزوں
مَا لَا يَسۡمَعُ وَلَا — کی عبادت کرتے ہیں۔ جو نہ سنتی
يُبۡصِرُ وَلَا يُغۡنِیۡ — ہیں نہ دیکھتی ہیں اور نہ ہی آپ کے

عَنۡكَ شَيۡئًا ۝	کوئی سنوار سکتے ہیں۔
يٰۤاَبَتِ اِنِّىۡ قَدۡ جَآءَنِىۡ	ابا جان میرے پاس ایک ایسا علم
مِنَ الۡعِلۡمِ مَا لَمۡ	آیا ہے۔ جو آپ کے پاس نہیں
يَاۡتِكَ فَاتَّبِعۡنِىۡۤ اَهۡدِكَ	آیا۔ آپ میرے پیچھے چلیں۔ میں
صِرَاطًا سَوِيًّا ۝	آپ کو سیدھا راستہ بتاؤں گا۔
يٰۤاَبَتِ لَا تَعۡبُدِ الشَّيۡطٰنَ	ابا جان آپ شیطان کی پیروی نہ
اِنَّ الشَّيۡطٰنَ كَانَ	کریں۔ شیطان تو رحمان کا نافرمان
لِلرَّحۡمٰنِ عَصِيًّا ۝	ہے۔
يٰۤاَبَتِ اِنِّىۡۤ اَخَافُ	ابا جان مجھے ڈر ہے کہ کہیں آپ
اَنۡ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ	رحمان کے عذاب میں مبتلا نہ ہو
مِّنَ الرَّحۡمٰنِ فَتَكُوۡنَ	جائیں۔ اور شیطان کے ساتھی
لِلشَّيۡطٰنِ وَلِيًّا ۝	بن جائیں۔

(مریم ۴۲ تا ۴۶ - پ ۱۶)

ابراہیمؑ کو باپ کا جواب

قَالَ اَرَاغِبٌ اَنۡتَ	کہا باپ نے۔ اے ابراہیم، کیا
عَنۡ اٰلِهَتِىۡ يٰۤاِبۡرٰهِيۡمُ	تو میرے معبودوں سے پھر گیا
لَئِنۡ لَّمۡ تَنۡتَهِ	ہے (انکار کرتا ہے) اگر تو باز نہ آیا
لَاَرۡجُمَنَّكَ وَاهۡجُرۡنِىۡ	تو میں تجھے پتھر مار مار کر ختم کر

Marfat.com

مَلِيًّا ۔ دوں گا ۔ پس تو ہمیشہ کے لیے

(مریم ۴۶، پ۱۶) مجھ سے دور ہو جا ۔ (گھر سے نکل جا)

ابراہیمؑ گھر بار کو چھوڑتے ہیں

قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ابا جان ۔ آپ کو (آخری) سلام!

سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ میں آپ کے حق میں اپنے رب

اِنَّهٗ كَانَ بِيْ کے حضور دُعا کروں گا ۔ کہ میرا رب

حَفِيًّا ۔ آپ کو معاف کر دے ۔ کیونکہ میرا

(مریم ۴۷، پ۱۶) رب بڑا مہربان ہے ۔

وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا میں آپ کو اور آپ کے معبودوں

تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ کو چھوڑ رہا ہوں ۔ جن کو آپ

اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہیں ۔ میں

عَسٰٓى اَلَّآ اَكُوْنَ اپنے رب کو پکاروں گا ۔ مجھے

بِدُعَآءِ رَبِّيْ امید ہے میں اپنی دعا میں ناکام

شَقِيًّا ۔ نہیں ہوں گا ۔

(مریم ۴۸ ۔ پ۱۶)

قرآن پاک کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے ۔ کہ آپ نے حسب وعدہ دو مرتبہ اپنے باپ کی مغفرت کے لیے دُعا فرمائی

رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَ اے میرے پروردگار مجھے اور میرے

Marfat.com

لِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ	باپ اور تمام مومنوں کو حساب
يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ہ	کے دن معاف فرمادے۔

(ابراھیم ۴۱ پ ۱۳)

دوسری دفعہ

وَاغْفِرْ لِاَبِيْٓ اِنَّهٗ	اے اللہ مجھے معاف فرما اور
كَانَ مِنَ الضَّآلِّيْنَ ہ	میرے باپ کو معاف کرنا وہ
وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ	گمراہوں میں ہے۔ اور مجھے قیامت
يُبْعَثُوْنَ ؕ	کے روز ذلیل نہ کرنا۔ جب سارے
(الشعرآء ۸۶، ۸۷۔ پ ۱۹)	لوگ اٹھائے جائیں گے۔

قرآن حکیم نے یہ بھی وضاحت فرمادی۔ یہ سب کچھ وعدہ کی وجہ سے ہوا۔

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ	ابراہیمؑ نے اپنے باپ کے لیے
اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ	جو دعائے مغفرت کی تھی۔ وہ
اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ	اس وعدے کی وجہ سے تھی۔ جو وعدہ
وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ	آپؑ نے اپنے والد سے کیا تھا
فَلَمَّا تَبَيَّنَ	مگر جب آپ پر یہ بات بالکل
لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ	واضح ہوگئی کہ ان کا باپ خدا کا
لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ؕ	دشمن ہے تو وہ اس سے بیزار ہو
اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ	گئے۔ کیونکہ ابراہیمؑ نرم دل ،

لَاَوَّاهٌ حَلِیْمٌ ٥ — خدا ترس اور بردبار تھے

(التوبہ ۱۱۴، پ ۱۱)

دعا ہمدردی کی وجہ سے ہوتی ہے

کسی بھی نبی کے لیے جائز نہیں کہ وہ مشرک کے لیے دعائے مغفرت کرے۔ کیونکہ دعا کا مطلب تو یہ ہے کہ یہ جرم قابلِ معافی ہے۔ دوسرا جس کے حق میں دُعا کی جاتی ہے۔ اس سے ہمدردی کا ہونا قدرتی امر ہے کیونکہ دُعا ہمدردی کی وجہ سے کی جاتی ہے۔ جب کہ دونوں وجوہ جائز نہیں قرآن مجید میں آیا کہ ایسے لوگوں کے ساتھ کبھی دلی محبّت نہ کرو۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا اللہ نے مشرک پر جنّت کو حرام قرار دیا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا	اے ایمان والو! ان لوگوں
لَا تَتَّخِذُوا الَّذِیْنَ	کو دوست نہ بناؤ، جو تمہارے
اتَّخَذُوْا دِیْنَكُمْ	دین کو کھیل تماشا سمجھتے ہیں ان لوگوں
هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ	سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی
الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ	گئی اور کفّار کو بھی دوست نہ بنانا
مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ	اللہ سے ڈرو اگر تم مومن
اَوْلِیَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ	ہو۔
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ٥	

(المائدہ ۵۷، پ ۶)

دوستی کے حق دار

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ۔ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝

تمہارے دوست تو حقیقت میں صرف اللہ اور اللہ کا رسول اور اہلِ ایمان ہیں ۔ جو نماز قائم کرتے ہیں ، زکوٰۃ دیتے ہیں ۔ اور اللہ کے سامنے جھکنے والے ہیں ۔ اور جس نے اللہ اور اس کے رسول اور اہلِ ایمان کو دوست بنا لیا ۔ اسے معلوم ہونا چاہیے کہ غالب رہنے والی ہی اللہ کی جماعت ہے ۔

(المآئدہ ۵۵، ۵۶، پ۶)

إِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝

جس نے کسی کو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرایا ، اس پر اللہ نے جنت حرام کر دی ہے ۔ اس کی جگہ جہنم ہے اور اللہ ایسے ظالموں کا مددگار نہیں ہوگا ۔

(المآئدہ ۷۲ ، پ۶)

مشرک کیلئے کسی کو دعائے مغفرت کرنے کی اجازت نہیں

مَاكَانَ لِلنَّبِيِّ وَ	نبی اور مومنوں کے لیے یہ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ اَنْ	بات زیبا نہیں کہ وہ مشرکوں
يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ	کے لیے دُعائے مغفرت کریں
وَلَوْكَانُوْٓا اُولِيْ	چاہے وہ ان کے رشتہ دار
قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ	ہی کیوں نہ ہوں۔ جب کہ یہ
مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ	بات صاف ہو چکی ہے۔
اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝	وہ جہنمی ہیں۔

(التوبہ ۱۱۳، پ ۱۱)

اسی لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حیات طیبہ کو اُسوہ بناتے ہوئے وضاحت کر دی گئی کہ ابراہیم علیہ السلام کی زندگی تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے۔ سوائے اس بات کے جو انہوں نے اپنے باپ کی دعائے مغفرت کے سلسلہ میں کہی تھی۔ یعنی اس کو ہرگز نمونہ نہ سمجھا جائے۔

Marfat.com

ابراہیمؑ کا باپ کے لیے دعا کرنا تمہارے لیے نمونہ نہیں

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ	تم لوگوں کے لیے ابراہیم اور
أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْ	ان کے ساتھیوں میں اچھا نمونہ
إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِيْنَ	ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے
مَعَهُ ۚ إِذْ قَالُوْا	صاف کہہ دیا تھا۔ ہم تم سے اور
لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآؤُا	تمہارے معبودوں سے جن کو تم
مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ	خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہو۔ بالکل
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	بیزار ہیں۔ ہم تم سب کا انکار
كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا	کرتے ہیں ہمارے اور تمہارے
بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ	درمیان ہمیشہ کے لیے لڑائی اور
الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ	عداوت ہو گئی ہے۔ جب تک
أَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ	تم ایک اللہ وحدہٗ لاشریک پر
وَحْدَهٗ ۔ إِلَّا قَوْلَ	ایمان نہ لاؤ۔ (مگر یہ بات
إِبْرَاهِيْمَ لِأَبِيْهِ	قابل اتباع نہیں) جو انہوں نے
لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ	کہا تھا۔ اسے باپ میں تیری
وَمَا أَمْلِكُ لَكَ	مغفرت کی دعا ضرور کروں گا۔ اللہ

مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ط رَبَّنَا عَلَیْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَیْكَ اَنَبْنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ ٥

(الممتحنہ ۴)

پارہ ۲۸

سے تیرے حق کچھ ضرور حاصل کر لوں۔ یہ تو میرے لبس کی بات نہیں۔ دیعنی مانگونگا ضرور، معاف کرنا نہ کرنا اللہ کی اپنی مرضی ہے) ان کی دُعا یہ تھی۔ اے ہمارے رب تیرے اوپر ہم نے بھروسہ کیا اور تیری طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اور تیری طرف پلٹ کر جانا ہے۔

قیامت کے روز آپؑ کے باپ کا انجام

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلّم قال یلقیٰ ابراھیم اباہ اٰزر یوم القیٰمۃ و علیٰ وجہٖ اٰزر قترۃٌ وغبرۃٌ۔ فیقول لہٗ ابراھیم الم اقل لک لا تعصنی فیقول ابوہٗ فالیوم

ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابراہیم علیہ السلام قیامت کے روز اپنے باپ آزر کو دیکھیں گے۔ اور آپؑ کے باپ کے چہرہ پر سیاہی اور گرد و غبار دگندگی) ہوگی۔ اس وقت ابراہیمؑ اپنے باپ سے فرمائیں گے۔ اباجی! کیا میں نے دنیا میں آپ کو

Marfat.com

لا اعصيك
فيقول ابراهيم
يارب انك
وعدتني ان
لا تخزيني يوم
يبعثون فاى
خزى اخرى من
ابى الا بعد
فيقول الله تعالىٰ
انى حرمت
الجنة على
الكافرين۔ ثم
يقال يا ابراهيم
انظر ما تحت
رجليك فينظر
فاذا هو
بذيخ متلطخ
فيوخذ بقوائمه
فيلقى فى

نہیں کہا تھا؟ کہ میری نافرمانی
نہ کرو۔ اس وقت ان کے باپ
کہیں گے۔ بس اب کے بعد
میں نافرمانی نہیں کروں گا۔ اب
ابراہیم علیہ السلام اپنے رب کے
حضور عرض کریں گے۔ میرے اللہ
آپ نے تو وعدہ کیا تھا۔ کہ آپ
مجھے قیامت کے روز ذلت و
رسوائی سے بچالیں گے۔ اس سے
بڑھ کر کیا ذلت ہو سکتی ہے کہ
میرا باپ ذلیل ہوا جا رہا ہے۔
اب اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں
گے کہ اے ابراہیمؑ! میں نے
کفار کے لیے جنت کو حرام کر
دیا ہے۔ اے ابراہیمؑ! اپنے
قدموں کی طرف دیکھو۔ جب
ابراہیم اپنے قدموں میں دیکھیں
گے تو آپ کا باپ گندگی میں
لتھڑا ہوا بجو بن چکا ہو گا۔ فرشتے

Marfat.com

النَّار ۔ اس کو ٹانگوں سے پکڑ کر جہنم میں پھینک دیں گے۔

(بخاری پارہ ۱۳، کتاب بدء الخلق)

اسی بنا پر قرآن مجید نے بار بار اعلان کیا ہے۔

شرک معاف نہیں ہوگا۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ	یقیناً اللہ پاک شرک کو معاف
اَنْ یُّشْرَكَ بِہٖ	نہیں کریں گے۔ اس کے سوا سب
وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ	کچھ معاف کر دیں گے، جس کو وہ
ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ ط	معاف کرنا چاہیں گے۔ جس نے
وَمَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰہِ	اللہ کے ساتھ شرک کیا، وہ گمراہی
فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا	میں بہت ہی دور نکل گیا۔

(النسآء ۱۱۶، پ ۵)

دوسرے مقام پر فرمایا۔

سب سے بڑا ظلم شرک ہے

ان الشرك لظلم عظیم ۔ شرک سب سے بڑا ظلم ہے

کیونکہ مشرک خدا کا غدّار ہوتا ہے۔ غدّار کو کوئی حکومت معاف نہیں کیا کرتی۔ بشرطیکہ غدّار کو پکڑنے والے غیرت مند اور خود

Marfat.com

ٹھیک ہوں۔ اللہ پاک غیرت والا بھی ہے اور عادل و منصف بھی۔ اسی لیے ہم پر شرک کی اقسام کو سمجھنا اور بچنا نہائیت ضروری ہے۔

حضرت ابراہیمؑ پر صرف ایک جوان ایمان لایا

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جس طرح مظالم کا نشانہ بنایا گیا پوری قوم اور حکومتِ وقت نے جس انداز میں ان کے ساتھ غضبناک سلوک کیا۔ اس کو دیکھ کر کوئی شخص بھی آگے بڑھ کر ایمان لانے کی جرأت نہ کر سکا۔ جیسا کہ بعض مورخین حضرات نے لکھا ہے کہ آپ کا باپ اور دوسرے لوگ بھی دل سے تو ابراہیمؑ کی سچائی کو مان گئے تھے۔ لیکن ایمان لانے کی سعادت پوری قوم میں صرف اور صرف ایک جوان کو نصیب ہوئی۔ وہ آپؑ کے بھتیجے لوطؑ تھے۔

فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ	پس آپ پر لوط علیہ السلام ایمان
وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ	لائے اور ابراہیمؑ کہنے لگے میں
اِلٰى رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ	اپنے رب کی طرف ہجرت کرتا
هُوَ الْعَزِيْزُ	ہوں۔ وہ زبردست اور حکیم
الْحَكِيْمُ ۝	ہے۔

(العنکبوت ۲۶ پ۲۰)

سورہ صافات میں قرآن مجید نے اسی پس منظر کے ساتھ ان کی ہجرت کا ذکر کیا ہے۔

فَاَرَادُوْا بِهٖ	انہوں نے آپ کے خلاف
كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ	یہ کاروائی (آگ میں جلانا) کرنا
الْاَسْفَلِيْنَ ؕ	چاہی۔ مگر ہم نے انہیں کو ذلیل کر دیا۔

خلیل خدا ہجرت فرماتے ہیں

وَقَالَ اِنِّیْ	اور کہا میں اپنے رب کی طرف
ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّیْ	جاتا ہوں۔ وہی میری راہنمائی
سَيَهْدِيْنِ ؕ	فرمائے گا۔

(الصّٰفّٰت ۹۸-۹۹ پ۲۳)

یعنی میں اللہ کی خاطر نکل رہا ہوں۔ کیونکہ اسی کی وجہ سے یہ سب میرے مخالف ہوئے ہیں۔ نیز دنیا میں میرے لیے بظاہر کوئی ٹھکانا نہیں ہے جس کی طرف میں جاؤں۔ اللہ پر آس امید لگائے نکل رہا ہوں۔ جدھر وہ چاہیں گے مجھے لے جائیں گے۔

آپ کے ہمراہ آپ کی رفیقۂ حیات حضرت سارہؑ اور جوان بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام بھی تھے۔

ہجرت کا مقصد

جان جائے تو جائے پر ایمان نہ جائے

مہاجرین کو بسانا حکومت کا فرض ہے

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت

Marfat.com

ہجرت کا معنیٰ

ہجرت کا لغوی معنیٰ ہے، کسی چیز کو ترک کرنا، چھوڑ دینا، لیکن شرعی اصلاح میں ہر اس چیز کو چھوڑ دینا جو اللہ اور اس کے رسول کے راستے میں رکاوٹ بنتی ہو، اس کو چھوڑنا ہجرت اور چھوڑنے والا مہاجر ہوگا۔

ہجرت معمولی کام نہیں

کسی قوم کا داعی حق کے مقابلہ میں آجانا ہی ہجرت کا جواز پیدا نہیں کر دیتا۔ بلکہ جب تک یہ واضح نہ ہو جائے کہ اس قوم میں خیر کی آبیاری ناممکن ہو گئی ہے تو ایسے حالات میں نبی کو اللہ کی طرف سے احکاماتِ ہجرت آجایا کرتے ہیں۔ مصلح اور عام داعی حق کو حکم نہیں آیا کرتا، تاہم خداداد بصیرت اور قرآن و سنّت کی روشنی میں فیصلہ ہجرت کرنے کا اس داعی حق کو اختیار ہوتا ہے۔ کسی قوم میں نبی کا ہجرت کرنا معمولی کھیل نہیں کہ دل اکتایا، بستر بوریا اٹھایا اور چل نکلے ایسی بستی تو بزمِ ہستی کے لیے ایک بوجھ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی اور اس قوم کو بہت جلد نیست و نابود کر دیا جاتا ہے۔

Marfat.com

نبی اپنی مرضی سے ہجرت نہیں کرسکتا

جیسا کہ میں نے ابھی ابھی ذکر کیا، کہ ہجرت ایسا معمولی واقعہ نہیں کہ نبی جب چاہے ملک وملت کو چھوڑ چھاڑ کر کسی آرام کی جگہ چلا جائے۔ بلکہ نبی کو جب تک صاف حکم نہ آئے وہ ہجرت کرنے کا مجاز نہیں ہوتا۔ جیسا کہ یونس ؑ کا واقعہ ایسے ہی حالات کی نشان دہی کرتا ہے۔

وَذَا النُّوْنِ اِذْ	اور مچھلی والا (یونس ؑ) جب ناراض
ذَّهَبَ مُغَاضِبًا	ہو کر چلا گیا اور وہ سمجھا تھا۔
فَظَنَّ اَنْ لَّنْ	شاید ہم اس کو پکڑ نہیں سکیں
نَّقْدِرَ عَلَيْهِ	گے (مچھلی نے حکم خدا سے اس کو
فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ	نگل لیا) پھر یونس نے اندھیروں میں پکارا
اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ	اے اللہ تیرے بغیر میرا کوئی
اَنْتَ سُبْحٰنَكَ	نہیں۔ یقیناً مجھ سے غلطی ہو گئی
اِنِّي كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ	پھر ہم نے اس کی دعا قبول
فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ	کی اور اس کو غم سے نجات
مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ	بخشی اسی طرح ہم مومنوں کو
نُـْۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۝	نجات دیا کرتے ہیں۔

(الانبیاء ۸۷، ۸۸ - پ ۱۷)

Marfat.com

تمام مفسروں نے لکھا ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام حکم ہجرت آنے سے قبل ہی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے۔ جس کی وجہ سے اتنی بڑی مشکل میں پھنسا دیئے گئے۔

تمام انبیاءؑ نے ہجرت فرمائی

یہ دنیا جب سے معرض وجود میں آئی ہے اسی وقت سے لیکر حق و باطل کے معرکے پیش آتے رہے۔ حق و باطل کی اس طویل آویزش میں ہمیں بے شمار ہجرتیں دکھائی دیتی ہیں۔ جناب نوحؑ کی طرف دیکھیے۔

قوم کو ساڑھے نو سو سال ۹۵۰ مسلسل نصیحت و موعظت فرمائی۔ لیکن قوم نے پیغام حق سنانے والے حضرت نوحؑ کو بے شمار اذیتیں دیکر ان گنت گستاخیاں کر کے بد دعا کرنے پر مجبور کر دیا۔ حضرت نوحؑ اپنے رب کے حضور فریاد کناں ہیں۔

فَدَعَا رَبَّهُ أَنِّي	اے میرے رب اب میں مغلوب
مَغْلُوبٌ فَانْتَصِرْ ه	ہو گیا ہوں۔ میرا بدلہ لے۔

(القمر ۱۰ ، پ ۲۷)

وَقَالَ نُوحٌ رَّبِّ	نوح علیہ السلام نے بددعا کی
لَا تَذَرْ عَلَى	رب میرے ان کافروں میں سے
الْأَرْضِ مِنَ	کسی کو بھی زمین پر بسنے والا

Marfat.com

الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا	نہ چھوڑ۔
اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ	اگر تو نے ان کو چھوڑ دیا تو یہ
يُضِلُّوْا عِبَادَكَ	تیرے بندوں کو گمراہ کر دیں گے
وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا	اور ان کی نسل میں جو بھی پیدا ہوگا۔
فَاجِرًا كَفَّارًا ۝	وہ بدکار اور بڑا کافر ہی ہوگا۔

(نوح ۲۶-۲۷، پ۲۹)

اس بد دعا کے بعد ایسا پانی کا طوفان آیا جسکی مفصّل روئیداد قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم کی جاسکتی ہے۔

کفار کو مٹانے کے بعد حضرت نوح علیہ السلام کو کسی دوسرے علاقے میں تعیّنات کیا گیا۔

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ	ہم نے اس کی دعا کو قبول کیا
فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ	اور اس کو اور اس کی اہل کو
الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝	کربِ عظیم سے نجات دی۔

(الانبیاء ۷۶، پ۱۷)

حضرت ابراہیمؑ کا عراق سے ہجرت کر کے شام، مصر، اور ارض مقدس کی طرف جانا اور پھر حجاز میں تشریف لانا اور اپنے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام کے ذریعہ ارضِ حجاز کو مرکزِ دعوت مقرر کرنا، حضرت یعقوبؑ اور جناب یوسفؑ مصر کی طرف سیدنا لوط علیہ السلام کی ہجرت علاقہ سدوم کی جانب کلیم اللہ کی پہلی ہجرت مدین کی طرف اور اس کے

Marfat.com

بعد فلسطین کو مسکن بنانا۔ خود نبی رحمت کی حیات طیبہ بھی ہجرت سے خالی نہیں۔

جان جائے تو جائے ایمان نہ جائے

اس دنیائے فانی میں دو نعمتیں ایسی ہیں، جن پر انسان ہر چیز قربان کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ یعنی زندگی اور مقصد زندگی، ہر انسان کا مقصد زندگی الگ الگ ہوتا ہے۔ کوئی عزت و جاہ کی خاطر کسی نے مال و متاع پر اور کوئی دنیا کی زیبائی اور رعنائی پر زندگی کو قربان کر دیتا ہے۔ اور اکثر ایسے ہیں جو فانی دنیا کی ناپائیدار نعمتوں پر زندگی کو فنا کیے جا رہے ہیں

بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا۔ — تم نے دنیا کو سب کچھ سمجھ رکھا ہے۔

مگر اس جہانِ رنگ و بو میں ایسے مومن موجود ہیں۔ جو مقصدِ زندگی کی خاطر ہر چیز قربان کرنے کے لیے نہ صرف تیار ہیں۔ بلکہ قربان کر چکے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

یہ اللہ پاک سے سودا کرنے والے ہیں

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ — دنیا میں ایسے بھی انسان (مومن) ہیں جو رضائے الٰہی کی طلب میں اپنی زندگی کھپا دیتے ہیں۔ اور

وَ اللّٰہُ رَءُوْفٌ — ایسے بندوں پر اللہ بہت زیادہ
بِالْعِبَادِ — مہربان ہے۔

(البقرۃ ۲۰۷ پ۲)

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ — سچ یہ ہے۔ اللہ نے مومنوں
الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَ — سے ان کے نفس اور مال جنت
اَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ — کے بدلے خرید لیے ہیں۔

(التوبہ ۱۱۱ پ۱۱)

قرآن مجید نے یہ بات لوگوں کے سامنے رکھی کہ مال وجان غرضیکہ ہر چیز قربان۔ لیکن ایمان جانے نہ پائے۔ کیونکہ یہی مقصد حیات ہے۔ اگر مقصد حیات ضائع ہوا تو زندگی کا کوئی فائدہ نہیں۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ — ہم نے جن وانس کو پیدا ہی اپنی
وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ — عبادت واطاعت کے لیے کیا۔

الذاریات ۵۶ پ۲۷

کن حالات میں ہجرت کا حکم ہے

جیسا کہ ابھی ذکر ہوا، کہ مقصد حیات (ایمان) کے لیے ہر چیز قربان کردینا ہی کامل ایمان کی نشانی ہے۔ ایسے ہی جذبات کا مندرجہ ذیل آیات میں ذکر کیا گیا ہے

قُلْ یٰعِبَادِیَ — اے میرے بندو! جو ایمان لائے

Marfat.com

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ اِنَّ	ہو۔ میری زمین بہت وسیع
اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ	ہے۔ بس تم میری بندگی
فَاعْبُدُوْنِ ○	کیے جاؤ۔

(العنکبوت ۵۶، پ ۲۱)

اس آیت مبارکہ میں واضح ارشاد موجود ہے۔ اگر مکے میں خدا کی بندگی کرنا مشکل ہو رہی ہے تو ملک چھوڑ کر نکل جاؤ۔ ملکِ خدا تنگ نیست۔ اللہ کی زمین تنگ نہیں ہے۔ جہاں بھی تم خدا کے بندے بن کر رہ سکتے ہو۔ وہاں چلے جاؤ۔

موت کے ڈر سے نکلنے والے مہاجرین نہیں ہوا کرتے

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ	کیا تم نے ان لوگوں کے حالات
خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ	پر غور نہیں کیا۔ جو موت کے
وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ	ڈر سے اپنے گھر بار چھوڑ کر
الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ	نکلے تھے۔ اور وہ ہزاروں کی
اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ	تعداد میں تھے۔ اللہ نے ان
اَحْيَاهُمْ اِنَّ اللّٰهَ	سے فرمایا۔ مر جاؤ، پھر ان کو
لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى	دوبارہ زندہ کیا۔ حقیقت یہ ہے
النَّاسِ وَلٰكِنَّ	اللہ انسان پر بہت فضل و کرم
اَكْثَرَ النَّاسِ لَا	کرنے والا ہے، لیکن اکثر لوگ

Marfat.com

یَشْکُرُوْنَ ہ	شکر ادا نہیں کرتے۔

(البقرہ ۲۴۳ پ۲)

کسی دنیوی مفاد کیلئے ہجرت کرنا جائز نہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک آدمی نے عورت کے لیے ہجرت کی اور مدینہ پہنچ گیا۔ اس وقت آپ نے ارشاد فرمایا۔

انما الاعمال بالنیات	آپ نے فرمایا۔ تمام اعمال کا
وانما لامرئ	انحصار نیت پر ہے۔ آدمی جس
ما نوی فمن	چیز کی نیت (ارادہ) کرے گا۔
کانت ھجرتہ الی	وہ اُسی کو پائے گا۔ جس نے اللہ اور
اللہ ورسولہ فھجرتہ	اس کے رسول کی طرف ہجرت
الی اللہ ورسولہ	کی بس اس کی ہجرت تو واقعی
ومن کانت ھجرتہ	اللہ اور اس کے رسول کیطرف
الی دنیا یصیبھا	ہے۔ لیکن جس نے دنیا کی خاطر
او امراۃ یتزوجھا	ہجرت کی کہ (شاید) اس کو دنیا
فھجرتہ	مل جائے۔ اور جس نے کسی عورت
الی ما ھاجر	کیلئے ہجرت کی تاکہ اس سے نکاح کرے
الیہ۔	بہرحال اس کی ہجرت اس کی طرف
(بخاری ومسلم)	ہوگی۔ جس کی خاطر اس نے ہجرت کی۔

Marfat.com

مہاجرین کے لیئے ہدایت

فرمایا جا رہا ہے۔ اے میرے بندو! موت سے نہ ڈرو۔ موت تو ایسی چیز ہے۔ جس سے کسی کو چھٹکارا نہیں۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ — ہر چیز نے فنا ہو جانا ہے۔ باقی
وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ — رہنے والی ذاتِ گرامی تو صرف
ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝ — رب ذوالجلال والاکرام ہے۔

(الرّحمٰن ۲۷ پ۲۷)

جب ہر کسی نے جانا ہے۔ بلکہ جو آیا ہے۔ وہ جانے کے لیے آیا ہے تو چھپنے سے تم موت کے پنجہ سے بچ نہیں سکتے۔

اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ — تم جہاں کہیں ہو گے۔ موت
الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ — بہر حال تم کو آکر رہے گی۔ خواہ
فِىْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۝ — تم کیسی مضبوط عمارتوں میں چھپ جاؤ۔

(النسآء ۷۸، پ۵)

موت کا ایک دن معیّن ہے

فرمایا چھپنے چھپانے کی کیا ضرورت موت تو اپنے وقت مقرّرہ پر آئے گی۔

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ — کوئی ذی روح اللہ کے حکم کے

اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ — بغیر نہیں مر سکتا۔ موت کا ایک
كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ — دن مقرر ہے۔

(النسآء ۱۴۵ پ۴)

قرآن مجید کے اس مقام پر مہاجرین کو موت سے نہ ڈرنے اور اللہ پر بھروسہ کرنے کا سبق دیا جا رہا ہے۔ اگر تم کو یہ پریشانی ہو کہ گھر بار اور کاروبار چھوڑنے سے شاید تمہاری گزران تنگ ہو جائے گی تو یاد رکھو وہ تو کیڑے مکوڑوں کو رزق دے رہا ہے۔ تم اشرف المخلوقات اور مزید یہ کہ تم اللہ کے راستے کے مسافر اور اس کے دین کے لیے مہاجر ہوئے ہو۔ آخر سوچو تو سہی تمہیں کیوں نہیں رزق دے گا۔

میرے بندوں سے کہہ دیں

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ قف ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝ — ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ پھر تم میری ہی طرف پلٹ کر لائے جاؤ گے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ — جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے۔ ہم ان کو جنت کی بلند و بالا عمارتوں میں رکھیں گے۔ جن کے نیچے نہریں چلتی ہیں۔ وہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ عمل کرنے والوں

Marfat.com

فِيْهَا ط نِعْمَ اَجْرُ	کے لیے کیسا بہترین اجر
الْعٰمِلِيْنَ ۝	ہے۔
الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى	یہ ان کے لیے جنہوں نے صبر
رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝	کیا اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں
وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ	پھر کتنے ہی جانور ہیں۔ جو اپنا رزق
لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا	اٹھائے نہیں پھرتے، اللہ تعالیٰ
اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ	ان کو رزق دیتا ہے۔ اور تمہارا
وَهُوَ السَّمِيْعُ	رزّاق بھی وہی اللہ ہے۔ وہ ہر
الْعَلِيْمُ ۝	کچھ سُنتا اور جانتا ہے۔

(العنکبوت ۵۷ تا ۶۰ پ ۲۱)

مہاجرین کو بسانا حکومت اور عوام کی مشترکہ ذمّہ داری ہے

مدینہ طیبہ میں مہاجرین اور انصار کی مواخات کروانے کا مقصد اخوّت و ہمدردی کے ساتھ یہ بھی تھا۔ کہ اہلِ ایمان کو پتہ چل جائے کہ مہاجرین کی آباد کاری صرف حکومت کا فرض نہیں، بلکہ انصار کی طرح عوام کو بھی فراخ دلی کا مظاہرہ کرنا چاہیئے۔ یہ عوام اور حکومت کا مشترکہ کام ہے۔

Marfat.com

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ	اور وہ لوگ جو مہاجرین کی آمد
وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ	سے پہلے ہی ایمان لاکر دارالہجرت
يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ	میں رہتے تھے۔ یہ مہاجرین سے
اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ	محبت کرنے والے ہیں اور جو
فِيْ صُدُوْرِهِمْ	کچھ بھی ان کو دیا جائے۔ اس
حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا	کی کوئی حاجت تک اپنے دلوں
وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى	میں محسوس نہیں کرتے۔ اور اپنے
اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ	آپ پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں
بِهِمْ خَصَاصَةٌ	خواہ اپنی جگہ ان کو خود ہی ضرورت
وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ	کیوں نہ ہو۔ حقیقت یہ ہے۔ جو
نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ	لوگ اپنے دل کی تنگی سے بچالیے
هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝	گئے وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔
وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْ	اور لوگ (مہاجر) جو بعد میں آئے۔ وہ
بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ	دعائیں مانگتے ہیں۔ اے ہمارے
رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ	پروردگار ہمیں اور ہمارے بھائیوں
لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ	کو معاف فرما دے۔ جو ہم سے
سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ	پہلے ایمان لائے۔ ہمارے دلوں
وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا	میں اہلِ ایمان کے بارے میں کوئی
غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	بغض نہ رہے۔ اے ہمارے رب

Marfat.com

رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ (حشر ۱۰، پ۲۸)

تو بہت مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔

مہاجرین دونوں جہانوں میں کامیاب ہونگے

جس نے اللہ پاک کی رضا جوئی کے لیے ہجرت کی اگر دوران سفر آخرت کو سدھارا تو گناہ معاف آخرت میں سرخروئی نصیب ہوگی۔ اگر منزل مقصود تک پہنچ گیا تو دنیا میں بھی فراخی پائے گا۔

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

جو کوئی اللہ کی راہ میں ہجرت کریگا وہ رہنے کیلیے زمین میں بہت جگہ پائے گا۔ اور بسر اوقات کے لیے بڑی فراخی ہوگی۔ اور جو اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کے لیے نکلے۔ لیکن راستہ میں موت آگئی۔ اس کا اجر اللہ پاک کے ذمہ ہوگیا۔ اور اللہ تو رحم کرنے والا اور معاف کردینے والا ہے

(النساء ۱۰۰، پ۵)

Marfat.com

ہجرت ایمان کی کسوٹی ہے

اللہ اور اس کے رسول کی خاطر ہجرت کرنا، ہر کسی کے بس کا روگ نہیں یہ ایسی پل صراط ہے، جس کی کاٹ تلوار سے زیادہ تیز اور بال سے زیادہ باریک ہے، ہجرت کی تکالیف و مشکلات ایمان سے خالی دل کو ننگا کر دیتی ہے یہ ایسا ترازو ہے، جس میں ہر آدمی نہیں بیٹھ سکتا، اس پیمانے سے کھرے کھوٹے کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ اس لیے قرآن مجید نے مہاجرین کو اصحاب صدق و صفا کے القاب سے نوازا ہے۔

اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ	اور جو اپنے گھروں اور جائدادوں
دِیَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ	سے نکالے گئے۔ یہ لوگ اللہ اور
یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ	اس کے رسول کی خوشنودی چاہتے
اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّیَنْصُرُوْنَ	ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول کی
اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ	حمایت پر کمربستہ رہتے ہیں۔ یہی
هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝	لوگ سچے ہیں

(الحشر ۸ پ۲۸)

وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِی اللّٰهِ	جو ظلم سہنے کے بعد اللہ کی خاطر
مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا	ہجرت کر گئے، ان کو ہم دنیا
لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِی الدُّنْیَا	ہی میں اچھا ٹھکانا دیں گے۔
حَسَنَةً ؕ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ	اور آخرت کا اجر تو بہت

Marfat.com

اَکْبَرُ ۘ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ۙ — بڑا ہے ۔ کاش وہ جان لیں ۔
اَلَّذِیْنَ صَبَرُوْا — وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا
وَعَلٰی رَبِّهِمْ — جو اپنے رب کے بھروسہ پر کام
یَتَوَکَّلُوْنَ ۝ — کرتے ہیں ۔

(النحل ۴۱، ۴۲ ۔ پ ۱۴)

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ — اور جو لوگ ایمان لائے ۔ اور
هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا — جنہوں نے ہجرت کی ۔ اللہ کے
فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ — راستے میں گھربار چھوڑا اور اللہ
وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّ — کے راستے میں جہاد کیا اور جنہوں
نَصَرُوْا اُولٰٓئِكَ — نے مہاجرین کو پناہ دی ۔ اور ان
هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ — کی مدد کی ۔ یہی لوگ سچے اور
لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ — ایمان دار ہیں ۔
رِزْقٌ كَرِیْمٌ ۝

(الانفال ۷۲، پ ۱۰)

ہجرت کی دُعا

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ — دعا کرو اے پروردگار ! مجھ کو جہاں بھی
مُدْخَلَ صِدْقٍ — تو لے جائے سچائی کے ساتھ
وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ — لے جا ۔ اور جہاں سے بھی نکال

Marfat.com

صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ○	سچائی کے ساتھ نکال اور اپنی طرف سے ایک اقتدار کو میرا مددگار بنا۔

بنی اسرآئیل ۸۰، پ۱۵

۱۵ ہجرت نہ کرنے والے کا انجام

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ○	وہ لوگ جو اپنے نفس پر ظلم کر رہے ہوتے ہیں۔ ان کی روحیں جب فرشتے قبض کرتے ہیں۔ تو پوچھتے ہیں۔ ہیں کہ تم کس حال میں تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم زمین (ملک) میں مجبور تھے۔ فرشتے کہتے ہیں، کہ کیا خدا کی زمین وسیع نہ تھی۔ تم ہجرت کر جاتے۔ یہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانا جہنم ہے۔ اور بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔

(النسآء ۹۷، پ۵)

مجبوروں کو معاف کیا جائے گا۔

اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ	ہاں جو مرد، عورتیں، اور بچے
مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ	واقعی بے بس ہیں۔ اور نکلنے کا
وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ	کوئی راستہ اور ذریعہ نہیں پاتے
حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ۙ	بعید نہیں اللہ پاک ان کو معاف
فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ	کردے، کیونکہ اللہ معاف کرنے
يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ	والا، بخشنے والا ہے۔
عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝	

(النسآء، ۹۸، ۹۹، پ۵)

صحابہؓ کی ہجرت کے سبق آموز واقعات

ہجرتِ ابو سلمہؓ کا رقت انگیز واقعہ:

صرف ایک واقعہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے، کہ صحابہ کرام نے ہجرت کا حکم سنتے ہی کس حال میں اس پر عمل کیا۔

حضرت امِ سلمہؓ اپنی ہجرت کی داستانِ الم بیان کرتے ہوئے بیان کرتی ہیں۔

"میرے شوہر ابو سلمہؓ مدینہ جانے لگے تو میں بھی اپنے بچے سلمہ کو گود میں لیے ہوئے نکلی، بچے کے ابا نے مجھے اونٹ پر بٹھا کر نکل

Marfat.com

مقام لی۔ ابھی ہم مکہؓ سے باہر ہی نکلے تھے ، میرے میکے کے لوگ آگئے۔ اور راستہ روک کر کہنے لگے ، ابوسلمہ تم جانا چاہتے ہو تو جا سکتے ہو۔ لیکن ہم بچی کو نہیں جانے دیں گے ۔ لیکن اللہ کے بندے ابوسلمہؓ بال بچوں کی قربانی دیتے ہوئے ، سیدھے مدینہ طیبہ کی طرف رُخ کرتے ہیں۔ ادھر بچےؓ کے چچا وغیرہ آ گئے کہ تم اپنی لڑکی کو لے جاؤ ، بچہ ہمارا ہے۔ ہم اس کو تمہارے گھر نہیں جانے دیں گے۔

آخر کار امّ سلمہؓ کو اس کے والدین لے گئے۔ بچےؓ اور خاوند کی جدائی نے ایک سال کے اندر اس بی بی کو نڈھال کر دیا ، تب جا کر ظالموں نے فیصلہ کیا کہ اس بے چاری کو جانے دو ، ورنہ ابوسلمہؓ کے غم سے یہ مَر جائے گی۔

حضرت ابراہیمؑ کی ہجرت

وَقَالَ اِنِّیْ ذَاهِبٌ	حضرت ابراہیمؑ نے کہا۔ میں تو
اِلٰی رَبِّیْ	اپنے رب کی طرف جا تا ہوں۔
سَیَهْدِیْنِ ۝	وہی میری راہنمائی فرمائے گا۔

حضرتؑ کے الفاظ بتا رہے ہیں ، کہ آپ کو پہلے سے معلوم نہ تھا کہ مجھے کدھر جانا ہے۔ وطن چھوڑتے وقت آپ نے کہا۔ بس میں اللہ کے بھروسے پر نکل رہا ہوں۔ جدھر وہ راہنمائی کریں گے ، میں چلا جاؤں گا۔

Marfat.com

پہلی منزل

صاحبِ قصص القرآن نے لکھا ہے: آپؑ نے دورانِ ہجرت پہلا قیام کلدانیین میں فرمایا، یہاں کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد آپ بمعہ حضرت سارہؑ اور لوط علیہ السّلام کے حاران بستی میں قیام پذیر ہوئے۔

مقامِ حاران

پھر آپؑ کچھ عرصہ تک حاران نامی بستی میں ٹھہرے۔ یہاں بھی دینِ حنیف کی دعوت کا کام جاری رکھا۔ بالآخر آپ ہمراہ رفیقۂ حیات اور بھتیجے ارضِ فلسطین میں تشریف لے گئے۔

وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا	پھر ہم لوطؑ اور ابراہیمؑ کو ظالموں
اِلَى الْاَرْضِ الَّتِیْ	سے) نکال کر ارض مقدس (۔
بٰرَكْنَا فِيْهَا	(بابرکت) کی طرف لے گئے (اس دنیا
لِلْعٰلَمِيْنَ ۝	کے لیے برکت والی ہے)

(الانبیآء ۱۷، پ۱۷)

یہی وہ زمینِ فلسطین ہے، جس کی روحانی و مادی برکات دنیا میں مسلّمہ ہیں، دنیا کے کسی خطّے میں اتنے انبیائے کرامؑ نہیں ہوئے۔ آج بھی اسی ارض فلسطین میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر حضرت موسیٰ علیہ السّلام تک تمام انبیاء مدفون ہیں۔

Marfat.com

نیک بچے کیلئے دُعا

حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے جب اپنے ملک گھر بار باپ اور اپنی قوم کو چھوڑا تو اس وقت ان کو یہ کمی بڑی شدّت کے ساتھ محسوس ہوئی۔ کہ اے اللہ اگر یہ قوم تیرے دین کو نہیں مانتی تو کم از کم نیک اولاد عنایت کر دے۔ جو میرا سہارا اور غمخوار بننے کے ساتھ ساتھ میرے بعد تو تیرے دین کا پرچار کرتی رہے۔ پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اولاد مانگی ہے تو نیک اولاد۔

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝	اے میرے پروردگار! مجھے نیک اولاد عنایت فرما۔

(الصّٰفّٰت ۱۰۰ پ ۲۳)

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی یہ دُعا اُسی وقت قبول نہیں ہوئی۔ بلکہ قرآن حکیم میں یہ بات انہی کی زبانِ اطہر سے بیان کی گئی ہے، کہ دُعا بہت مدت کے بعد بلکہ عمر کے آخری حصّے میں مُستجاب ہوئی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ ۝	شکر ہے، اس خداوند قدوس کا جس نے بڑھاپے میں مجھے اسمٰعیل اور اسحٰق جیسے بیٹے عطا کیے۔ حقیقت ہے۔ میرا رب ضرور دُعا کو سنتا ہے

(ابراھیم ۳۹ پ ۱۳)

Marfat.com

حضرتؑ کا فلسطین میں قیام

جنابؑ نے اپنے بھتیجے جناب لوطؑ کو شرقِ اُردن میں تبلیغ کے لیے مامور فرمایا۔ اور فلسطین کے مغربی اطراف میں خود سکونت پذیر ہوئے۔ اس زمانے میں یہ علاقہ کنعانیوں کے زیرِ اقتدار تھا۔ یہاں کچھ عرصہ قیام فرمانے کے بعد مصر کی طرف چلے گئے۔ (از قصص القرآن)

حضرتؑ کی نازک ترین آزمائش

اسی سفر میں آپؑ کو اس آزمائش کا سامنا کرنا پڑا۔ جس سے شاید صرف اور صرف ابراہیم علیہ السلام کو سابقہ ہوا، یعنی عزت و ناموس کی آزمائش کہ ظالم بادشاہ نے آپؑ کی حرم پاک پر دست درازی کرنے کی ناپاک کوشش کی۔ حضرت امام بخاری نے بڑی تفصیل کے ساتھ اس الم ناک واقعہ کو صحیح بخاری میں نقل فرمایا۔ یہ ایسی آزمائش ہے، کہ اس موقع پر بڑے بڑے لوگوں کے اوسان خطا ہو جایا کرتے ہیں۔ لیکن جناب خلیل خدا علیہ السلام بڑے حوصلہ کے ساتھ اپنی رفیقۂ حیات کو ایک تجویز سمجھاتے ہیں۔ بالآخر اللہ کے لیے نکلنے والے ابراہیم اور آپ کی رفیقۂ محترمہ (یعنی ہماری اماں جان) اللہ کے فضل و کرم سے سرخرو ہو کر نکلتے ہیں۔

بے حیا ظالم اور بے شرم بادشاہ اپنے آپ میں ذلیل و خوار ہوا اور حضرتؑ کو راضی کرنے کے لیے اپنی بیٹی آپؑ کے ہمراہ کرتا ہے۔ مذکورہ

Marfat.com

واقعہ حدیث کے الفاظ میں:۔!

اذ اتى على	جب (حضرت ابراہیمؑ اور بی بی سارہ)
جبار من الجبابرة	ایک ظالم حکمران کے ملک سے
فقيل له ان	گزرے۔ اس کے نوکر چاکروں نے
ههنا رجلا معه	بادشاہ کو کہا کہ ہمارے شہر میں ایک
امراة من احسن	مسافر آیا ہے۔ جس کی عورت بہت
الناس فارسل	ہی زیادہ خوبصورت ہے۔ ظالم
اليه فساله عنها	بادشاہ نے حکم دیا، ابراہیم کو فوراً میرے
فقال من هٰذه	سامنے پیش کرو۔ ان سے پوچھا یہ
قال اُختي	عورت کون ہے۔ ابراہیمؑ نے کہا
فاتٰى سارة قال	یہ میری بہن ہے۔ حضرت ابراہیمؑ
يا سارة ليس	بادشاہ سے فارغ ہو کر حضرت سارہؑ
على وجه الارض	کے پاس آئے۔ اور کہا اے سارہ!
مومنٌ غيري	اس سرزمین میں میرے اور تیرے
وغيرك وانّ	سوا کوئی مومن نہیں اور اس ظالم
سألني فاخبرته	بادشاہ نے مجھے پوچھا ہے۔ کہ یہ
انك اختي	تیرے ساتھ عورت کون ہے؟ تو
فلا تكذّبيني	میں نے تجھے اپنی بہن کہا ہے۔
فارسل اليها	تو بھی اس کے سامنے بہن بتلانا۔

Marfat.com

فلمّا دخلت
عليه ذهب
يتناولها
بيده فاخذ
فقال ادعی الله
لی ولا اضرك
فدعت الله
فاطلق ثمّ
تناولها الثانية
فاخذ مثلها
او اشد فقال
ادعی الله لی و
لا اضرك فدعت
فاطلق فدعا
بعض حجبته
فقال انكم لم
تاتونی بانسان
انما اتيتمونی
بشيطان فاخدمها

ایسا نہ ہو میں جھوٹا ہو جاؤں۔
اس ظالم بادشاہ نے حضرت
بی بی سارہ کو جبراً منگوایا۔ جب
ان کے پاس پہنچائی گئیں۔ تو
ظالم نے دست درازی کی کوشش
کی لیکن ظالم دھڑام نیچے گرا۔ پھر
فریاد کرنے لگا اے نیک خاتون
اپنے رب سے میری عافیت کی
دُعا کر۔ میں تجھ کو کچھ نہیں کہوں گا۔
آپ کی دُعا سے اچھا ہو گیا۔
پھر دوسری مرتبہ زیادتی کی کوشش
کی دوبارہ پھر پہلے کی طرح یا اس سے بھی زیادہ
اللہ کی گرفت میں آیا۔ اب پھر
التجا کی۔ اے نیک عورت اب
کے بار دُعا کر میں اچھا ہو جاؤں تو
میں تجھے کچھ نہیں کہوں گا۔ ہماری
امّاں جان حضرت سارہ نے دُعا
فرمائی۔ اللہ کے فضل وکرم سے پھر
تندرست ہوا۔ اس بار اس نے

Marfat.com

هاجر فاتته و هو قائم يصلي فاومأ بيده مهيم قالت رد الله كيد الكافر او الفاجر في نحره و اخدم هاجر فقال ابو هريرة تلك امكم يا بني ماء السماء۔

اپنے نوکر کو بلا کر کہا۔ تم اچھی عورت میرے پاس لائے ؟ یہ عورت ہے یا شیطان ؟ (بے شرم اپنی بے شرمی کو مٹانے کے لیے ایسا کہہ رہا تھا۔ حالانکہ شیطان لعین تو خود تھا) اس نے ہاجرہ کو حضرت سارہؓ کی خدمت میں دے دیا۔ جب حضرت سارہؓ جنابؑ ابراہیمؑ کی خدمت میں آئیں تو آپؑ اللہ کے حضور ہاتھ باندھ کر نماز میں مصروف تھے۔ حضرت ابراہیمؑ نماز کی حالت میں اشارہ سے پوچھتے ہیں۔ کیا معاملہ ہوا ؟ حضرت سارہؓ نے عرض کیا، اے خلیلِ خدا ! اللہ ذوالجلال نے کافر و فاجر کی شرارت کو اس کے اوپر الٹ دیا ہے۔ سارا ماجرا ذکر کیا۔ اور کہا بالآخر اس نے اپنی اس لڑکی کو خادمہ کے طور میرے حوالے کر دیا ہے۔ جناب ابوہریرہؓ نے یہ حدیث مبارکہ ذکر کرنے کے بعد کہا۔ اے بارش پر پلنے والو۔ (یعنی اے عرب قوم۔ یہی تو تمہاری والدہ ہاجرہ ہیں

(بخاری جز ۱۳ کتاب بدء الخلق)

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت مبارکہ

وادی غیر ذی زرع میں چھوڑنا

ام اسمٰعیل علیہ السلام

کی

بھاری آزمائش

چاہِ زمزم

Marfat.com

حضرت اسماعیلؑ کی ولادت

ہم نے اس سے قبل ذکر کیا تھا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہجرت فرمائی تو سفر کے دوران آپ نے نیک اولاد کے لیے اپنے رب کے حضور التجا کی تھی۔

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصّٰلِحِينَ ۝	اے میرے پروردگار! مجھے نیک بچہ عطا فرما۔

(الصّٰفّٰت ۱۰۰، پ ۲۳)

فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيمٍ ۝	ہم نے ابراہیمؑ کو بردبار بچہ عنایت کیا۔

(الصّٰفّٰت ۱۰۱، پ ۲۳)

لیکن یاد رہے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا فوراً قبول نہیں ہوئی بلکہ دعا زندگی کے آخری حصّہ میں مستجاب ہوئی۔ جیسا کہ خود قرآن مجید نے انہی کی زبان سے وضاحت فرمائی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي وَهَبَ لِي عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيلَ وَاِسْحٰقَ اِنَّ رَبِّي لَسَمِيعُ الدُّعَآءِ ۝	شکر ہے اس خداوند قدوس کا جس نے بڑھاپے میں، مجھے اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ عنایت فرمائے۔ یقیناً میرا رب دعا قبول کرنے والا ہے۔

(ابراھیم ۳۹، پ ۱۳)

Marfat.com

تمام مفسرین کرامؒ نے لکھا ہے۔ جناب خلیل اللہؑ کو ۸۶ سال کی عمر میں حضرت اسمٰعیلؑ عطا کیے گئے۔

نئی آزمائش

اللہ پاک کی یہ عجب سنت ہے کہ جب کسی بندے کو نعمت عطا فرماتا ہے تو ساتھ ہی نیکوں کی آزمائش بھی شروع کر دیتا ہے۔ جن کے مرتبے بلند ہوتے ہیں ان کی آزمائش بھی بلند تر ہوتی ہے۔ جیسا کہ خود سرورِ کائنات نے فرمایا تھا۔ اس سرزمین پر سب سے زیادہ آزمائش انبیاء کی گئی۔

حضرتؑ کی زندگی کا مقصد

بندۂ مومن کی زندگی اطاعت و تسلیم و رضا کے سوا کچھ نہیں۔ اُدھر حکم ہوا۔ اَسْلِمْ۔ بس مطیع ہو جا۔ اِدھر، اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اے خدا! میں تیرا غلام تیرے مطیع ہو چکا ہوں۔

کسی شاعر نے خوب کہا۔

مصوّر کھینچ وہ نقشہ جس میں یہ صفائی ہو!
ادھر فرمانِ پیغمبر! ادھر گردن جھکائی ہو!

بس آقا کا اشارہ ہوا۔ نو مولود بچے اسمٰعیل اور ان کی والدہ ہاجرہ کو لے کر سوئے حجاز روانہ ہوتے ہیں۔ آخر کار اس مقام پر پہنچ گئے۔ جس جگہ کعبۃ اللہ ہے۔ یہاں آزمائش کا اختتام نہیں ہوا، بلکہ ابھی تو ابتدا ہے

Marfat.com

حکم ہوا۔ ابراہیمؑ اس شیر خوار بچے اور اس کی امی کو چھوڑ کر واپس پلٹ جاؤ کتنی نازک آزمائش، جو بچہ ساری عمر کی مناجات کا نتیجہ، آنکھوں کی ٹھنڈک بڑھاپے میں امیدوں کا سہارا، اور ماں باپ کا اکلوتا چشم و چراغ ہے۔ اسے چھوڑنے کا حکم ہوا، دوبارہ پلٹ کر نہیں دیکھا...... پانی کا مشکیزہ کچھ کھجوریں دے کر خدا حافظ کہا۔ اور محبت و فراق کے جذبات لیے ہوئے واپس ہوئے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت ہاجرہ اس کے پس منظر سے ناواقف تھیں۔ بڑی حیران و پریشان، سوچتی ہوں گی نہ معلوم کیا ماجرا ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا، کہ بڑھاپے میں ملنے والے چاند سے بچہ کو ایک لمحہ کے لیے جُدا نہ کیا جاتا۔ لیکن آپؑ ہیں کہ جو چھوڑ کر کے چلے جا رہے ہیں ساتھ ہی اس سوچ کا آنا فطرتاً ضروری تھا کہ پتہ نہیں کیا خطا ہوئی۔ جو رب کا خلیل میرا سرتاج مجھے چھوڑ کر جا رہا ہے..... بالآخر پیچھے دوڑیں اور بے قرار ہو کر پوچھا۔

آپ ہمیں اس لق و دق ریگستان میں بے یار و مددگار تنہا چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ بتائیں تو سہی، آپ ناراض ہیں؟ یا ربِّ کائنات کا حکم ہے۔

حضرت خلیلِ خدا رُخ موڑے بغیر فرماتے ہیں، ہاں یہ سب کچھ اسی کے حکم سے ہو رہا ہے۔ اب کیا ہے۔ وہ عظیم ماں جو صبر و وفا کا پیکر شکر و رضا کا مجسمہ تھیں گویا ہوئیں۔ حضورؑ بڑے شوق سے تشریف لے جائیں۔ فکر نہ کرنا، اگر اس مالکِ حقیقی کا حکم ہے تو اذا لا یضیعنا اللہ ابدا، پھر وہ اللہ ہمیں ماں بیٹے کو گزند نہیں پہنچنے دے گا۔

دیکھتے جائیے! اسمٰعیلؑ کی والدہ کتنی صابرہ و شاکرہ ہیں۔ دنیا میں ایسی

مائیں بہت کم پیدا ہوئیں اے ہاجرہ تجھ پر خدا کی کروڑوں رحمتیں ہوں۔ تو نے ایسا جواب دیا جو ابراہیمؑ کی رفیقہ اور اسمٰعیلؑ کی والدہ کے شایانِ شان تھا جناب ابراہیمؑ تھوڑی دور جا کر دعا کرتے ہیں۔ اب ان الفاظ کو قرآن کے بلیغ انداز میں سنیے۔

رَبَّنَآ اِنِّيٓ اَسْكَنْتُ مِنْ	پروردگار میں نے ایک بے آب و
ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ	گیاہ زمین میں اپنی اولاد کو تیرے محترم
زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ	گھر کے پاس لا بسایا ہے میرے رب
الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا	اس لیے چھوڑے جا رہا ہوں کہ یہ
الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً	نماز قائم کریں۔ تو لوگوں کے دلوں
مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ	کو ان کی طرف مائل کر دے اور کھانے
اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ	کے لیے ان کو پھل عطا فرما۔ شاید
الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ۝	یہ تیرا شکر ادا کریں۔
رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ	اللہ تو جانتا ہے جو کچھ ہم چھپاتے
وَمَا نُعْلِنُ ۭ وَمَا يَخْفٰى	ہیں۔ اور جو ظاہر کرتے ہیں۔ زمین
عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ	و آسمان میں میرے اللہ کے لیے کوئی
وَلَا فِي السَّمَاۗءِ ۝	چیز پوشیدہ نہیں۔

(ابراہیم ۳۷، ۳۸، پ ۱۳)

اُمِّ اسماعیلؑ پر بھاری آزمائش

حضرت ہاجرہ اپنے لختِ جگر کو کچھ روز پانی اور کھجوریں کھلاتی رہیں، ختم ہونے والی چیز ختم ہو جایا ہی کرتی ہے۔

پانی کھجوریں ختم

آخر کار پانی کھجوریں ختم اور ساتھ ہی والدۂ اسماعیلؑ کی چھاتی سے دودھ بھی جاتا رہا۔ چھوٹے بچے کو، تو بار بار دودھ کی ضرورت ہوتی ہے۔ ننھا بچہ تشنگی کی شدت سے بار بار روتا اور ہونٹوں پر زبان پھیرتا اور کروٹیں بدلتا دیکھا نہیں جاتا ہے۔ ادھر بچے کا پھول جیسا چہرہ کملانے لگا۔ ادھر اُمِّ اسماعیل کی حالت دگرگوں ہوتی جارہی ہے۔ ہائے خدایا! کیسا منظر ہے، عجیب ماں بیٹے پر آزمائش اور اپنی نوعیت کے لحاظ سے دنیا میں منفرد آزمائش تھی بے ساختگی کے عالم میں حضرت ہاجرہ صفا پہاڑی کی چوٹی پر چڑھ گئیں، چاروں طرف نظر دوڑائی، کہیں پانی مل جائے۔ لیکن پانی دور تک دکھائی نہ دیا۔ واپس پلٹیں۔ اسماعیل کے چہرہ کو چوما اور پھر دوسری پہاڑی یعنی مروہ کے اوپر گئیں، پانی دکھائی نہ دیا۔ غور فرمائیے! کیسی حالت، اِسی تجسس میں سات مرتبہ صفا مروہ کا چکر لگایا۔ آخری مرتبہ مروہ کے اوپر کھڑی تھیں، کہ دفعتاً آواز سُنی، پلٹ کر دیکھا تو جبریلِ امین نے اسماعیل کی ایڑیوں کے پاس اپنے پر کو زمین پر مار دیا۔ اسماعیل کی ایڑیوں

کے نیچے چمکتا ہوا پانی نظر آیا۔ دوڑ کر لختِ جگر کے پاس گئیں۔ اسماعیل کو اٹھا کر دوسری جگہ لٹایا۔ اور فوراً پانی کے گرداگرد چھوٹی سی حد قائم کر دی۔ بچے کو پلایا اور خود سیر ہو کر پانی پیا، خدا کا شکر بجا لائیں۔ نہ صرف اس آزمائش میں سرخرو ہوئیں۔ بلکہ دو انعامات سے نوازی گئیں۔ ایک تو یہ جہاں محترمہ مکرمہ کے بے قراری میں قدم لگے اور چکر کاٹے۔ ربّ کریم نے ان دو پہاڑیوں کو شعائر اللہ کہہ کر قیامت تک کے لیے حجاج کرام پر سعی کو لازم قرار دیا۔ مقصد یہ تھا، چاہے تم خوشی میں ہو یا غم میں تمہیں بھی اس طرح چکر کاٹنے ہوں گے۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ	یقیناً صفا اور مروہ (دو پہاڑیاں)
مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ	اللہ پاک کے نشان ہیں (اللہ کی
فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ	اور نشانیوں میں سے یہ بھی دو نشانیاں
اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا	ہیں) لہذا جو بھی حج یا عمرہ کرے اس
جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ	کے لیے کوئی حرج نہیں، کہ وہ ان دونوں
يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ وَ	کے درمیان سعی (دوڑ لگائے) کرے
مَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ	جو خوشی سے کوئی نیکی کرے گا۔ اللہ
فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ	تعالیٰ کو اس نیکی کا علم ہے اور وہ تو
عَلِيْمٌ ۝	قدر کرنے والا ہے۔

(البقرہ ۱۵۸، پ۲)

دوسرا تحفہ زمزم کی صورت میں ایسا پانی۔ جس میں غذائیت کے

Marfat.com

کے تمام لوازمات موجود، اور ہر بیماری کی شفار کھ دی گئی ہے۔ نہ معلوم کتنے مریض صحت یاب ہوئے اور کتنے مسافروں کو بھوک کی سختیوں سے اس پانی نے نجات بخشی۔ اللہ اللہ! کیسے دوانعامات جن سے آج تک کسی نیک کا بلے نیاز ہونا تو درکنار، مومن تو سعی اور زمزم کے لیے تڑپ رہے ہیں اور قیامت تک سعی بین الصفا والمروۃ اور زمزم کی خاطر مومن تڑپتے رہینگے۔ یہ ایسی یادگاریں ہیں جن کا مقابلہ کروڑوں اور اربوں کی لاگت سے بھی نہیں کیا جا سکتا۔ یہ خاندان ابراہیم کے لیے دنیا و آخرت میں عزت و عظمت اور صدقہ جاریہ کے نشان ہیں۔

نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہ کو تفصیل سے بیان فرمایا۔

حضرت ابراہیمؑ نے اسمٰعیلؑ اور اُمِّ اسمٰعیلؑ کو درخت کے نیچے بٹھایا!

ثُمَّ جَاءَ بِهَا	حضرت ابراہیمؑ ہاجرہ اور ان کے
اِبْرَاهِيمُ وَبِابْنِهَا	بچے حضرت اسمٰعیلؑ کو مکہ میں لے آئے
اِسْمٰعِيلَ وَهِيَ تُرْضِعُهُ	حضرت ہاجرہ اسمٰعیل کو دودھ پلاتی
حَتّٰى وَضَعَهُمَا	تھیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے ان دونوں
عِنْدَ الْبَيْتِ عِنْدَ	کو ایک بڑے درخت کے تلے
دَوْحَةٍ فَوْقَ	بٹھا دیا۔ جو اس مقام پر تھا، جہاں

Marfat.com

زَمْزَمَ فِيْ اَعْلَى الْمَسْجِدِ وَلَيْسَ بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ اَحَدٌ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ فَوَضَعَهُمَا هُنَالِكَ	آب زم زم ہے۔ مسجد کے بلند جانب میں اس وقت مکہ میں آدمی کا نام و نشان نہ تھا۔ نہ وہاں پانی کا وجود تھا۔

ابراہیمؑ ملک شام کو چل دیئے

ثُمَّ قَفّٰى اِبْرَاهِيْمُ مُنْطَلِقًا فَتَبِعَتْهُ اُمُّ اِسْمَاعِيْلَ فَقَالَتْ يَا اِبْرَاهِيْمُ اَيْنَ تَذْهَبُ وَتَتْرُكُنَا بِهٰذَا الْوَادِي الَّذِيْ لَيْسَ فِيْهِ اِنْسٌ وَلَا شَيْءٌ فَقَالَتْ لَهٗ ذٰلِكَ مِرَارًا وَجَعَلَ لَا يَلْتَفِتُ اِلَيْهَا۔	پھر حضرت ابراہیمؑ دونوں کو وہاں چھوڑ گئے۔ اور ایک تھیلہ کھجور کا ایک مشکیزہ پانی کا دے گئے۔ خود اپنے ملک (شام) کو چل دیئے۔ جب حضرت ابراہیمؑ چلنے لگے تو ہاجرہ ان کے پیچھے ہوئیں اور کہنے لگیں، حضرت آپ کہاں چلے ہم کو اس جنگل میں چھوڑے جاتے ہو، جہاں آدمی کا پتہ تک نہیں نہ کوئی چیز ملتی ہے۔ کئی کئی بار پکار پکار کر حضرت ہاجرہ نے یہ کہا مگر ابراہیمؑ نے دیکھا تک نہیں

حضرت ہاجرہ نے کہا اللہ ہماری حفاظت کریگا

فَقَالَتْ لَهُ اٰللّٰهُ	آخر حضرت ہاجرہؑ نے ان سے
الَّذِیْ اَمَرَكَ بِهٰذَا	کہا کیا اللہ کا ایسا ہی حکم ہے ۔!
قَالَ نَعَمْ قَالَتْ	انہوں نے کہا ہاں! تب حضرت
اِذَنْ لَّا یُضَیِّعُنَا ثُمَّ	ہاجرہ نے یہ کہا کہ پھر پروردگار ہماری
رَجَعَتْ فَانْطَلَقَ	حفاظت کرے گا، ہم کو ہلاک نہیں کرے
اِبْرَاهِیْمُ حَتّٰی	گا۔ یہ کہہ کر حضرت ہاجرہ لوٹ آئیں
كَانَ عِنْدَ	اور حضرت ابراہیم چل دیئے۔ جب
الثَّنِیَّةِ حَیْثُ لَا	اس پہاڑی پر پہنچے ۔جہاں سے
یَرَوْنَهٗ اِسْتَقْبَلَ	دکھائی نہیں پڑتے تھے (اسی پہاڑی
بِوَجْهِهِ الْبَیْتَ	سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں
ثُمَّ دَعَا بِهٰؤُلَاءِ	داخل ہوئے تھے) تو ادھر رُخ کیا۔
الْكَلِمَاتِ وَرَفَعَ	جہاں اب کعبہ ہے۔ پھر دونوں ہاتھ
یَدَیْهِ فَقَالَ	اٹھا کر یہ دُعا کی۔ (ان کلمات کے ساتھ)
رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْكَنْتُ	مالک ہمارے! میں نے اپنی اولاد
مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ	ایسے میدان میں چھوڑ دی ہے ۔
غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ حَتّٰی بَلَغَ	جہاں کچھ نہیں اگتا (کیونکہ کعبہ حضرت
یَشْكُرُوْنَ۔ وَ	آدم کے وقت سے تھا۔ لیکن گر کر مٹ

Marfat.com

وَجَعَلَتْ اُمُّ اِسْمٰعِيْلَ
تُرْضِعُ اِسْمٰعِيْلَ وَ
تَشْرَبُ مِنْ ذَالِكَ الْمَآءِ
حَتّٰى اِذَا نَفِدَ مَا فِى
السِّقَآءِ عَطِشَتْ وَعَطِشَ
ابْنُهَا وَجَعَلَتْ تَنْظُرُ
اِلَيْهِ يَتَلَوّٰى اَوْقَالَ
يَتَلَبَّطُ فَانْطَلَقَتْ
كَرَاهِيَةَ اَنْ تَنْظُرَ اِلَيْهِ
فَوَجَدَتِ الصَّفَا اَقْرَبَ
جَبَلٍ فِى الْاَرْضِ يَلِيْهَا
فَقَامَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ
اسْتَقْبَلَتِ الْوَادِىَ تَنْظُرُ
هَلْ تَرٰى اَحَدًا فَلَمْ تَرَ اَحَدًا
فَهَبَطَتْ مِنَ الصَّفَا حَتّٰى اِذَا
بَلَغَتِ الْوَادِىَ رَفَعَتْ طَرَفَ
دِرْعِهَا ثُمَّ سَعَتْ سَعْىَ الْاِنْسَانِ
الْمَجْهُوْدِ حَتّٰى جَاوَزَتِ الْوَادِىَ
ثُمَّ اَتَتِ الْمَرْوَةَ فَقَامَتْ

گیا تھا۔ ادھر حضرت ہاجرہ
کا یہ حال ہوا۔ وہ حضرت اسمٰعیل
کو دودھ پلاتی اور مشک میں سے
پانی پیتی رہیں۔ جب پانی ختم
ہو گیا تو خود بھی پیاسی
ہوئیں، بچہ کو بھی پیاس لگی بچہ
کو دیکھا تو وہ پیاس کے مارے
تلے اوپر ہو رہا ہے۔ یا تڑپ
رہا ہے۔ وہ اس نیت سے
سرک گئیں۔ کہ بچہ کا یہ حال نہ
دیکھیں، دیکھا تو صفا پہاڑ قریب
ہے۔ اس پر چڑھیں شاید کوئی
آدمی نظر آئے (کسی سے پانی
مانگیں)، لیکن کوئی نہیں دکھائی دیا
وہاں سے اتریں اور اپنا کرتہ
سمیٹ کر نالے کے نشیب میں
اس طرح دوڑیں۔ جیسے کوئی
مصیبت زدہ (آفت کا مارا) دوڑتا
ہے۔ نالے کے پار جا کر مروہ

عَلَيْهَا وَنَظَرَتْ هَلْ تَرَىٰ	پہاڑ پر چڑھیں۔ وہاں بھی
اَحَدًا فَلَمْ تَرَ اَحَدًا	دیکھا کوئی آدمی نظر نہ پڑا
فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ سَبْعَ	سات چکر انہوں نے اس
مَرَّاتٍ۔	طرح کاٹے۔

تاریخ سعی صفا مروہ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ	ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا آنحضرت
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
فَذٰلِكَ سَعْيُ النَّاسِ	جب ہی سے لوگوں نے صفا
بَيْنَهُمَا فَلَمَّا اَشْرَفَتْ	مروے کی سعی (اج ہیں) شروع
عَلَى الْمَرْوَةِ سَمِعَتْ	کی۔ خیر جب (ساتویں) پھیرے
صَوْتًا فَقَالَتْ صَهٍ تُرِيْدُ	میں) مروے پر چڑھیں۔ تو انہوں
نَفْسَهَا ثُمَّ تَسَمَّعَتْ	نے ایک آواز سُنی، چپ رہ:
فَسَمِعَتْ اَيْضًا	کر پھر کان لگایا تو وہی آواز سُنی
فَقَالَتْ قَدْ اَسْمَعْتَ	اس وقت پکار اٹھیں (خدا کے
اِنْ كَانَ عِنْدَكَ	بندے، میں نے تیری آواز سنی
غَوَاثٌ فَاِذَا	اگر تو کچھ ہماری مدد کر سکتا ہے
هِيَ بِالْمَلَكِ عِنْدَ	تو پھر دیکھا۔ تو جہاں آب زمزم
مَوْضِعِ زَمْزَمَ	ہے۔ وہاں اللہ کے فرشتے،

Marfat.com

فَبَحَثَ بِعَقِبِهِ اَوْ قَالَ بِجَنَاحِهِ حَتّٰى ظَهَرَ الْمَآءُ فَجَعَلَتْ تُحَوِّضُهُ وَتَقُوْلُ بِيَدِهَا هٰكَذَا وَجَعَلَتْ تَغْرِفُ مِنَ الْمَآءِ فِيْ سِقَائِهَا وَهُوَ يَفُوْرُ بَعْدَ مَا تَغْرِفُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللّٰهُ اُمَّ اِسْمٰعِيْلَ لَوْ تَرَكَتْ زَمْزَمَ اَوْ قَالَ لَوْ لَمْ تَغْرِفْ مِنَ الْمَآءِ لَكَانَتْ زَمْزَمُ عَيْنًا مَّعِيْنًا قَالَ فَشَرِبَتْ وَاَرْضَعَتْ وَلَدَهَا۔

حضرت جبریلؑ ملے انہوں نے اپنی ایڑی یا پَر مار کر زمین کھود ڈالی پانی نکل آیا۔ حضرت ہاجرہ حوض کی طرح اس کو بنانے لگیں۔ ہاتھ سے اس کے گرد منڈیر کرنے لگیں۔ اور پانی چلّو سے لے لے کر اپنی مشک میں بھرتی جاتی تھیں۔ جوں جوں پانی لیتی جاتی تھیں۔ وہ چشمہ اور جوش مارتا جاتا تھا۔ (پانی زیادہ ہوتا جاتا تھا) ابن عباسؓ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ اسمٰعیل کی والدہ پر رحم کرے، اگر وہ زمزم کو اپنے حال پر چھوڑ دیتیں یا یوں فرمایا اگر وہ چلّو بھر بھر کر مشک میں پانی نہ لیتیں تو زمزم ایک بہتا چشمہ رہتا۔ پھر حضرت ہاجرہ نے پانی پیا۔ اور اپنے بچے کو بھی پلایا۔

Marfat.com

جبریلؑ نے ہاجرہؑ کو تسلّی دی

فَقَالَ لَهَا الْمَلَكُ	فرشتے (حضرت جبریلؑ) نے ان
لَا تَخَافُوا الضَّيْعَةَ	سے کہا (تم جان کا ڈر نہ کرو۔
فَاِنَّ هٰهُنَا بَيْتَ	یہاں اللہ کا گھر ہے۔ یہ بچہ
اللّٰهِ يَبْنِيْ هٰذَا	اور اس کا باپ دونوں (مل کر)
الْغُلَامُ وَاَبُوْهُ فَاِنَّ	اس گھر کو بنائیں گے۔ اور اللہ
اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَهْلَهٗ	اپنے گھر والوں کو تباہ نہیں
وَكَانَ الْبَيْتُ	کرے گا۔ اس وقت کعبے کا یہ
مُرْتَفِعًا مِّنَ الْاَرْضِ	حال تھا۔ ٹیلے ٹبّے کی طرح زمین
كَالرَّابِيَةِ تَاْتِيْهِ	سے اونچا تھا۔ دائیں اور بائیں
السُّيُوْلُ فَتَاْخُذُ عَنْ	طرف سے (برسات کا پانی نکل
يَمِيْنِهٖ وَشِمَالِهٖ	جاتا تھا۔ ہاجرہ نے ایک مدت
وَكَانَتْ كَذٰلِكَ	اسی طرح گذاری۔ چند روز کے
حَتّٰى مَرَّتْ بِهِمْ رُفْقَةٌ	بعد جرہم (قبیلے) کے کچھ لوگ
مِّنْ جُرْهُمَ اَوْ اَهْلُ	یا کچھ گھر والے جو کداء کے رستے
الْبَيْتِ مِنْ جُرْهُمَ مُقْبِلِيْنَ	مکّہ کی بلند جانب سے آرہے
مِنْ طَرِيْقِ كَدَاءَ فَنَزَلُوْا	تھے۔ ادھر سے گزرے۔ وہ مکّہ
فِيْ اَسْفَلِ مَكَّةَ	کے نشیب میں اترے۔ انھوں

Marfat.com

فَرَاَوْا طَائِرًا عَائِفًا
فَقَالُوْا اِنَّ هٰذَا الطَّائِرَ
لَيَدُوْرُ عَلٰى مَاءٍ
لَعَهْدُنَا بِهٰذَا الْوَادِيْ
وَمَا فِيْهِ مَاءٌ
فَاَرْسَلُوْا جَرِيًّا
اَوْ جَرِيَّيْنِ فَاِذَا هُمْ
بِالْمَاءِ فَرَجَعُوْا
فَاَخْبَرُوْهُمْ بِالْمَاءِ
فَاَقْبَلُوْا قَالَ
وَاُمُّ اِسْمٰعِيْلَ عِنْدَ
الْمَاءِ فَقَالُوْا
اَتَاْذَنِيْنَ لَنَا
اَنْ نَّنْزِلَ عِنْدَكِ
فَقَالَتْ نَعَمْ
وَلٰكِنْ لَا حَقَّ لَكُمْ
فِي الْمَاءِ، قَالُوْا نَعَمْ
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

نے ایک پرندہ دیکھا جو وہاں
گھوم رہا تھا۔ وہ کہنے لگے یہ پرندہ
جو گھوم رہا ہے۔ ضرور پانی پر گھوم
رہا ہے۔ ہم تو اس میدان سے
واقف ہیں۔ یہاں کبھی پانی نہیں
دیکھا۔ خیر انہوں نے ایک یا دو
آدمی خبر لینے کے لیے بھیجے۔ وہ
آئے۔ دیکھا تو پانی موجود ہے۔ پھر
اپنے لوگوں کے پاس لوٹ گئے
ان کو پانی کی خبر دی۔ وہ بھی
آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا اسمٰعیلؑ کی والدہ
وہیں بیٹھی تھیں۔ ان لوگوں نے کہا
تم ہم کو یہاں اترنے (اور سکونت
کرنے) کی اجازت دیتی ہو۔
انہوں نے کہا۔ ہاں رہو۔
مگر پانی میں تمہارا کوئی حق نہیں
ان لوگوں نے قبول کیا۔ ابن عباس
نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

وَسَلَّمَ فَأَلْفَىٰ ذٰلِكَ أُمَّ إِسْمٰعِيْلَ وَهِيَ تُحِبُّ الْأُنْسَ۔

(بخاری)

نے فرمایا، تو لوگوں نے (وہاں رہنے کی) ایسے وقت میں اجازت مانگی جب خود اسمٰعیلؑ کی والدہ یہ چاہتی تھیں کہ یہاں بستی ہو (آدمی کی صورت نظر آئے)

Marfat.com

جرہم قبیلے کی مکہ میں آمد

فنزلوا وارسلوا الی
اھلیھم فنزلوا
معھم حتّٰی اذا کان
بھا اھل ابیات
مّنھم وشبّ الغلام
وتعلّم العربیّة
منھم وانفسھم
واعجبھم حین
شبّ فلمّا
ادرک زوّجوہ
امرأة مّنھم
وماتت امّ
اسمٰعیل ٥

جرہم کے لوگ وہاں اتر
پڑے اور اپنے بال بچّوں کو
بھی بلا بھیجا۔ وہ بھی وہیں اتر آئے
جب مکّہ میں کئی گھر بن گئے۔ اور
اسمٰعیل جوان ہوئے۔ انہوں
نے عربی زبان جرہم کے لوگوں
سے سیکھی اور جوان ہو کر ان کی
نگاہ میں بہت اچھے نکلے۔ جرہم
کے لوگ اُن سے محبت کرنے لگے
اور اپنے خاندان کی ایک عورت
ان کو بیاہ دی۔ ان کی والدہ
حضرت ہاجرہ فوت ہو گئیں۔ اور جب
اسمٰعیل کی شادی ہو چکی تو مدت کے بعد

Marfat.com

حضرت ابراہیمؑ، اسمٰعیلؑ کی خبر گیری کیلئے آیا کرتے تھے

فَجَاءَ اِبْرَاهِيْمُ بَعْدَ	حضرت ابراہیمؑ اپنے جوروبچے
مَا تَزَوَّجَ اِسْمٰعِيْلُ	کو دیکھنے آئے۔ اسمٰعیلؑ اس
يُطَالِعُ تَرِكَتَهٗ	وقت گھر میں نہ تھے انہوں نے
فَلَمْ يَجِدْ اِسْمٰعِيْلَ	ان کی بی بی (اپنی بہو) سے پوچھا۔؟
فَسَاَلَ امْرَاَتَهٗ عَنْهُ	اسمٰعیلؑ کہاں ہیں۔ اس نے
فَقَالَتْ خَرَجَ يَبْتَغِيْ	کہا روزی کی تلاش میں گئے ہیں
لَنَا ثُمَّ سَاَلَهَا	ابراہیمؑ نے پوچھا، تمہاری گزران
عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ	کیسے ہوتی ہے، معاش کا کیا
فَقَالَتْ نَحْنُ بِشَرٍّ	حال ہے کہا بہت بہت بُری بڑی
نَحْنُ فِيْ ضِيْقٍ وَّشِدَّةٍ	تنگی کی گزران ہے۔ ان سے خوب
فَشَكَتْ اِلَيْهِ قَالَ	شکایت کی، ابراہیمؑ نے کہا جب
فَاِذَا جَاءَ زَوْجُكِ	تمہارے خاوند آئیں تو میری
فَاقْرَئِيْ عَلَيْهِ السَّلَامُ	طرف سے ان کو سلام کہنا اور
وَقُوْلِيْ لَهٗ يُغَيِّرُ	اور یہ کہنا کہ اپنے دروازے کی
عَتَبَةَ بَابِهٖ فَلَمَّا	چوکھٹ بدل ڈالیں۔ ابراہیم یہ کہہ کر وہاں

Marfat.com

جَاءَ اِسْمٰعِيْلُ كَاَنَّهٗ
اٰنَسَ شَيْئًا فَقَالَ
هَلْ جَاءَكُمْ مِّنْ
اَحَدٍ قَالَتْ نَعَمْ
جَاءَنَا شَيْخٌ كَذَا
وَكَذَا فَسَاَلَنَا
عَنْكَ فَاَخْبَرْتُهٗ
وَسَاَلَنِيْ كَيْفَ عَيْشُنَا
فَاَخْبَرْتُهٗ اَنَّا فِيْ جَهْدٍ
وَشِدَّةٍ قَالَ فَهَلْ
اَوْصَاكِ بِشَيْءٍ قَالَتْ
نَعَمْ اَمَرَنِيْ اَنْ
اَقْرَءَ عَلَيْكَ
السَّلَامَ وَيَقُوْلُ
غَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِكَ
قَالَ ذَاكَ اَبِيْ
وَقَدْ اَمَرَنِيْ اَنْ
اُفَارِقَكِ اِلْحَقِيْ
بِاَهْلِكِ فَطَلَّقَهَا

سے روانہ ہوئے۔ جب اسمٰعیلؑ گھر میں آئے تو اپنے باپ کی خوشبو پائی، بی بی سے پوچھا کوئی آیا تھا۔ اس نے کہا ہاں ایک بوڑھا ایسی ایسی شکل کا آیا تھا۔ اس نے آپ کو پوچھا میں نے کہہ دیا۔ وہ روزی کی تلاش میں گئے ہیں، پھر مجھ سے پوچھا، تمہاری گزران کس طرح ہوتی ہے میں نے کہا بڑی تکلیف اور تنگی سے۔ اسمٰعیلؑ نے کہا اور بھی کچھ! انہوں نے کہا! اس نے کہا، ہاں، تم کو سلام کہا ہے اور یہ کہا ہے کہ اپنے دروازے کی دہلیز بدل ڈالو! اسمٰعیلؑ نے کہا وہ میرے والد تھے۔ انہوں نے مجھے حکم دیا، میں تجھ کو چھوڑ دوں۔ اب تو اپنے گھر والوں میں چلی جا۔ اسمٰعیلؑ نے اس کو طلاق

Marfat.com

وَتَزَوَّجَ مِنْهُمْ أُخْرٰى
فَلَبِثَ عَنْهُمْ إِبْرَاهِيمُ
مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ
أَتَاهُمْ بَعْدُ فَلَمْ
يَجِدْهُ فَدَخَلَ عَلٰى
امْرَأَتِهٖ فَسَأَلَهَا
عَنْهُ فَقَالَتْ خَرَجَ
يَبْتَغِيْ لَنَا قَالَ
كَيْفَ أَنْتُمْ وَ
سَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ
وَهَيْئَتِهِمْ فَقَالَتْ
نَحْنُ بِخَيْرٍ وَّسَعَةٍ
وَأَثْنَتْ عَلَى اللّٰهِ
فَقَالَ مَا طَعَامُكُمْ
قَالَتِ اللَّحْمُ
قَالَ مَا شَرَابُكُمْ
قَالَتِ الْمَاءُ قَالَ
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ
فِي اللَّحْمِ وَالْمَاءِ

دے دی۔ اسمٰعیلؑ نے جرہم کی ایک
دوسری عورت سے نکاح کر لیا۔
پھر اللہ کو جتنے دنوں منظور تھا۔
ابراہیمؑ اپنے ملک میں ٹھہرے
رہے اس کے بعد پھر آئے، تو
پھر اسمٰعیلؑ گھر پہ نہ ملے۔ وہ
ان کی (دوسری) جورو کے پاس
گئے۔ پوچھا اسمٰعیلؑ کہاں ہیں۔ اس
نے کہا روٹی کمانے کی فکر میں گئے
ہیں۔ ابراہیمؑ نے کہا تمہارا کیا حال ہے،
زندگی کیونکر گزرتی ہے، اچھی
تو رہتی ہو اس نے کہا اللہ کا شکر
ہے، ہم خیر و خوبی کے ساتھ گزران
کر رہے ہیں۔ ابراہیمؑ نے پوچھا
تم کھاتے کیا ہو۔
اس نے کہا گوشت، پوچھا
پیتے کیا ہو، اس نے کہا پانی!
حضرت ابراہیمؑ نے دعا کی،
یا اللہ ان کے گوشت پانی میں

Marfat.com

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ يَوْمَئِذٍ حَبٌّ وَلَوْ كَانَ لَهُمْ دَعَا لَهُمْ فِيْهِ وَقَالَ فَهُمَا لَا يَخْلُوْ عَلَيْهِمَا اَحَدٌ بِغَيْرِ مَكَّةَ اِلَّا لَمْ يُوَافِقَاهُ۔

میں برکت دے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ان دنوں مکہ میں اناج کا نام نہ تھا۔ نہیں تو ابراہیمؑ اس میں بھی برکت کی دعا کرتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خاصیت اللہ نے مکہ ہی میں رکھی ہے۔ اگر دوسرے ملک والے صرف گوشت اور پانی پر گزران کریں تو بیمار ہو جائیں۔

ابراہیمؑ نے کہا چوکھٹ کی حفاظت کرنا

قَالَ فَاِذَا جَاءَ زَوْجُكِ فَاقْرَئِيْ عَلَيْهِ السَّلَامَ وَمُرِيْهِ يُثَبِّتُ عَتَبَةَ بَابِهٖ فَلَمَّا جَاءَ اِسْمٰعِيْلُ قَالَ

حضرت ابراہیمؑ نے (اپنی بہو) سے کہا، جب تمہارے خاوند آئیں تو میری طرف سے ان کو سلام کہنا، اور یہ کہنا، کہ یہ چوکھٹ بہت عمدہ ہے اس کو حفاظت سے رکھو! (ابراہیمؑ یہ کہہ کر روانہ ہو گئے۔ جب اسمٰعیل گھر میں

Marfat.com

هَلْ اَتَاكُمْ مِنْ
اَحَدٍ قَالَتْ نَعَمْ
اَتَانَا شَيْخٌ
حَسَنُ الْهَيْئَةِ
وَاَثْنَتْ عَلَيْهِ
فَسَاَلَنِيْ عَنْكَ
فَاَخْبَرْتُهٗ فَسَاَلَنِيْ
كَيْفَ عَيْشُنَا
فَاَخْبَرْتُهٗ اَنَّا بِخَيْرٍ
قَالَ فَاَوْصَاكِ بِشَيْءٍ
قَالَتْ نَعَمْ هُوَ يَقْرَاُ
عَلَيْكَ السَّلَامَ
وَيَاْمُرُكَ اَنْ
تُثْبِتَ عَتَبَةَ
بَابِكَ قَالَ
ذَاكَ اَبِيْ وَاَنْتِ
الْعَتَبَةُ اَمَرَنِيْ
اَنْ اُمْسِكَكِ۔

آئے تو باپ کی بھنک پاکر
اپنی بی بی سے پوچھا۔ کوئی آیا
تھا۔ انہوں نے کہا ہاں ایک
بوڑھے سے خوبصورت سے صاحب
آئے تھے، ابراہیمؑ کی بہت تعریف
کی، تم کو پوچھتے تھے۔ میں نے
کہہ دیا (وہ باہر گئے ہیں) انہوں
نے مجھ سے پوچھا تمہاری گزران
کیونکر ہوتی ہے، میں نے کہا،
بہت اچھی طرح۔ اسمٰعیل نے پوچھا
اور بھی کچھ کہا، اس نے کہا ہاں تم
کو سلام کہا ہے۔ اور یہ کہا ہے۔
تمہارے دروازے کی چوکھٹ بہت
عمدہ ہے۔ اس کو حفاظت سے
رکھنا، تب اسمٰعیلؑ نے کہا کہ وہ
میرے والد تھے۔ اور انہوں نے
یہ حکم دیا ہے، کہ میں تجھ کو اپنی
زوجیت میں رہنے دوں۔

(صحیح البخاری۔ کتاب الانبیاء)

Marfat.com

قربانی کی وجہ تسمیہ

خلیلِ خدا علیہ السلام کی بے مثال قربانی

آزمائش کے بعد دنیا کی امامت کا تاج پہنایا گیا

Marfat.com

حضرت ابراہیمؑ کا خواب

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اِنِّيْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ؕ قَالَ يٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ.

(الصّٰفّٰت ۱۰۲، پ ۲۳)

جب وہ بھاگنے لگے تو ابراہیمؑ نے کہا اے میرے بچے یقیناً میں نے خواب میں دیکھا بے شک میں آپ کو ذبح کر رہا ہوں۔ بتایئے تیرا کیا خیال ہے۔ اسمٰعیلؑ نے عرض کیا ابا جان آپ کر گزریں جو آپ کو حکم ملا ہے۔ اللہ نے چاہا تو مجھے صابر پائیں گے۔

حضرت ابراہیمؑ نے خواب میں دیکھا کہ میں بیٹے کو ذبح کر رہا ہوں۔ تو خواب کا بیٹے سے ذکر کر کے پوچھا، بیٹا تیرا کیا خیال ہے، بیٹے سے پوچھنے کی کئی وجوہ ہو سکتی ہیں کہ اگر بیٹے نے خوشی سے اپنے آپ کو تعمیل حکم کے لیے پیش کیا تو وہ بھی ثواب کا مستحق ہو جائے گا۔ ورنہ حکم خداوندی کی تعمیل تو بہر حال کی جائے گی۔

دوسرا شاید وہ دیکھنا چاہتے ہوں، کہ جس صالح بیٹے کی آرزو کی تھی۔ کیا واقعتاً وہ صالح بیٹا ہے۔ تیسری وجہ ظاہر ہے، کہ خواب کا تعلق بیٹے سے بھی ہے۔ لہذا بیٹے سے پوچھنا مناسب سمجھا۔

باپ بیٹے سے

قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ

ابراہیمؑ نے کہا بیٹا میں خواب میں دیکھتا ہوں۔ کہ میں تجھے

Marfat.com

اِنِّیْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ	ذبح کر رہا ہوں۔ اب تو بتا تیرا
مَاذَا تَرٰی ط	کیا خیال ہے۔

بیٹا باپ سے

قَالَ یٰٓاَبَتِ افْعَلْ	اسمٰعیلؑ نے عرض کیا ابا جان جو
مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْٓ	کچھ آپ کو حکم دیا جا رہا ہے اسے
اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ	کر ڈالیے۔ آپ انشاءاللہ مجھے
الصّٰبِرِیْنَ ہ	صابروں سے پائیں گے۔

(الصّٰفّٰت آیت ۱۰۲، پ ۲۳)

آدابِ فرزندی کی معراج

حضرت اسمٰعیلؑ کا جواب آدابِ فرزندی کی معراج ہے۔ اسی موقعہ پر علامہ اقبالؒ نے فرمایا تھا۔

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسمٰعیلؑ کو آدابِ فرزندی

حضرت خلیلِ خدا اپنے فرزند ارجمند کو لے کر میدانِ منٰی کی طرف جا رہے ہیں۔

شیطان کا اضطراب

اللہ تعالٰی کی عبادت و اطاعت کا عظیم الشان اور عدیم المثال

Marfat.com

مظاہرہ شیطانِ مردود کس طرح دیکھ سکتا تھا۔ چنانچہ شیطان بھاگم بھاگ حضرت ہاجرہ کے پاس گیا اور کہنے لگا اے امّ اسمٰعیلؑ آپ کا بیٹا کدھر گیا ہے۔ حضرت ہاجرہؓ نے فرمایا وہ اپنے ابّا جان کے ساتھ گیا ہے۔ شیطان نے کہا اے ہاجرہ تجھے خبر نہیں اسے تو ابراہیم ذبح کرنے کے لیے لے گیا ہے۔ حضرت ہاجرہ حیران ہو کر پوچھتی ہیں، کہ کبھی ایسے بھی ہوا ہے، کہ باپ اپنے بیٹے کو ذبح کرے اور خاص کر اتنے خوبصورت نیک سیرت بیٹے کو؟ اب شیطان نے سوچا شاید میرا داؤ چل جائے گا کہنے لگا اے والدہ اسمٰعیلؑ آج ابراہیمؑ اُسے ضرور ذبح کر دے گا، کیونکہ ان کا کہنا ہے کہ مجھے ایسا کرنے کا خدا نے حکم دے رکھا ہے۔ حضرت ہاجرہ نے فرمایا اگر اللہ پاک نے ایسے ہی حکم دیا ہے تو جاؤ چلے جاؤ۔ میں اپنے اللہ پر اسی طرح راضی ہوں۔[1]

شیطان ابراہیمؑ کے تعاقب میں

حضرت ہاجرہ سے مایوس ہو کر شیطان جمرہ عقبہ (آج کل جس کو بڑا شیطان کہا جاتا ہے) کے پاس کھڑا ہو کر ابراہیم علیہ السلام کو پھسلانے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سات پتھر مارے۔

پھر دوسری جگہ جمرہ وسطیٰ کے پاس آخر تیسری دفعہ جمرہ اولیٰ کے پاس شیطان نے آخری کوشش کی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تینوں جگہ

---

[1] ابنِ کثیر

Marfat.com

سات سات کنکریاں ماریں۔ نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریاں مارنے کو بھی حُجّاج کے لیے شعائر قرار دے دیا۔

ابراہیمؑ کی اپنے رب کے حضور بے مثال قربانی

آج سے ہزاروں سال پیشتر دنیا کے ایک گوشے میں عجیب وغریب واقعہ رونما ہو رہا ہے کہ ایک وادیٔ غیر ذی زرع کے اوپر دو مخلص ترین وجود جمع ہیں۔ باپ کی زبان پر۔

اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ	میں سب کو چھوڑ چھاڑ کر ایک ہی
لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ	ذاتِ کبریا کا ہو گیا ہوں۔ جس نے
وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا	زمین و آسمانوں کو پیدا کیا۔ اور
اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔	میں مشرکوں سے نہیں ہوں۔

(الانعام ۷۹، پ)

بیٹا آنکھیں موند کر گردن اور چہرہ زمین کے ساتھ لگائے ہوئے بس یہی کہہ جا رہا ہے۔

سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ	آپ انشاء اللہ دیکھیں گے کہ
مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ہ	میں صابروں میں سے ہوں۔

چشمِ فلک نے وہ نظارہ نہ دیکھا اور نہ دیکھے گا۔

حکمِ الٰہی کی تعمیل میں جناب خلیل الٰہی نے جگر گوشے کو پیشانی کے بل کنکریلی زمین پر لٹایا۔ تاکہ پیارے اور معصوم رُخِ زیبا کو دیکھ کر پدری

Marfat.com

جذبہ استقامت کی راہ میں حائل نہ ہو جائے۔

فَلَمَّآ اَسْلَمَا	آخر میں جب باپ بیٹے نے سر
وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۝	تسلیم خم کر دیا اور ابراہیمؑ
(الصّٰفّٰت ۱۰۳ پ۲۳)	نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا دیا۔

ہائے جس بیٹے کے لیے مدتِ مدید دعائیں مانگیں تھیں۔ جس کی خبر گیری کے لیے میلوں سفر کیا تھا۔ اور جس کو ہاجرہؑ نے پیار کی لوریاں دیں تھیں۔ اور جس چہرے کو چوم کر اپنے دل کو تنہائی میں تسلی دیا کرتی تھی آج وہی چہرہ مٹی میں لتھڑا ہوا الٹا پڑا ہے۔

حضرت ابراہیم نے بیٹے کو زمین پر لٹا کر یہ ثابت کر دیا کہ اللہ کی رضا جوئی کے لیے ہر چیز قربان کی جا سکتی ہے۔ اور یہی وہ راستہ ہے۔ جس سے آدمی اصل نیکی تک پہنچتا ہے۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى	تم نیکی کو ہرگز نہیں پہنچ سکتے جب
تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ	تک اللہ کی راہ میں وہ چیز خرچ
وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ	نہ کر ڈالو، جس کو تم بہت عزیز سمجھتے
شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ	ہو۔ اور جو کچھ بھی تم خرچ کرو گے
بِهٖ عَلِيْمٌ	اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔

(آلِ عمران ۱ پ۴)

Marfat.com

مقصودِ امتحان تھا نہ کہ جان

حضرت ابراہیمؑ نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ لیکن اللہ کا فضل و کرم
اس نے اسمٰعیلؑ کو بچا کر ایک دُنبے کی قربانی قبول کر لی[1] کیونکہ مقصودِ امت
تھا نہ کہ جان!

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا	اللہ تعالے کو ان کے خون
وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ	اور گوشت کی غرض نہیں، بلکہ
يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ط	اسے تو اخلاص، تقویٰ مطلوب

(الحجّ ۳۷، پ۱۷)

وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰاِبْرٰهِيْمُ ۙ	ہم نے آواز دی کہ اے ابراہ
قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا	تو نے خواب سچا کر دکھایا۔
اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى	ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جز
الْمُحْسِنِيْنَ ۝	دیا کرتے ہیں۔
اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا	یقیناً ایک کھلی آزمائش تھی
الْمُبِيْنُ ۝ وَفَدَيْنٰهُ	اور ہم نے ایک بڑی قربانی
بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۝ وَتَرَكْنَا	(دُنبے کی) دے کر اسمٰعیل کو چھڑ
عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ ۝	لیا۔ اور ہم نے اس کا ذکر خیر ہمیشہ
سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۝	کیلئے بعد میں آنے والوں میں رکھ دیا۔ سلام

[1] ابن عباس، ابن کثیر

Marfat.com

كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ - اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ○

(الصّٰفّٰت ۱۰۲ تا ۱۱۱ پ ۲۳)

ابراہیمؑ پر۔ ہم نیکی کرنے والے کو ایسی جزا دیتے ہیں۔ یقیناً وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا۔

بعض لوگوں نے عقل پرستی بلکہ اسرائیل روایات پرستی کا ثبوت مہیا کرنے کے لیے لکھا کہ چھری کا پھالہ، چھری کے دستے میں مڑ گیا۔ کسی نے کہا، نہیں جناب، اسمٰعیلؑ کی گردن ہی تانبے کی بن گئی اور کچھ تو عقل کے آگے لگ کر بھاگنے لگے اور کہا لٹانے کا معنیٰ ہے کہ دونوں خدا کے سامنے جھک گئے۔ حالانکہ قرآن حکیم نے فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ کے الفاظ کہہ کر آگے اس کیفیت کو اہل نظر پر چھوڑ دیا ہے۔

ابراہیمؑ کو خدا نے اپنا دوست بنایا

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ○

(النسآء ۱۲۵، پ ۵)

اور اس شخص سے بہتر کس کا طریق زندگی ہو سکتا ہے۔ جس نے اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا اور اپنا رویہ نیک رکھا۔ اور یکسو ہو کر ابراہیمؑ کے طریقے کی پیروی کی ابراہیم کو اللہ تعالیٰ نے اپنا دوست بنا لیا تھا۔

دنیا کی امامت کا تاج پہنایا گیا

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ
رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ
قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ
لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ
وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ؕ قَالَ
لَا يَنَالُ عَهْدِى
الظّٰلِمِيْنَ ۝

(البقرۃ ۱۲۴) پ ۱

اور جب ابراہیمؑ کو اس کے رب نے چند باتوں میں آزمایا ۔ اور وہ ان سب میں پورا اتر گیا ۔ تو اس کے رب نے فرمایا ! میں تجھے سب لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں ۔ ابراہیمؑ نے عرض کیا ، کیا میری اولاد سے بھی یہی وعدہ ہے ، اللہ تعالیٰ نے جواب دیا ۔ میرا وعدہ ظالموں کے ساتھ نہیں ہے ۔

Marfat.com

قربانی تمہارے باپ ابراہیمؑ کی سُنّت ہے

فضائل و مسائل

قربانی کے جذبہ کو عام کیجئے

Marfat.com

قربانی کی وجہ تسمیہ

قربانی کا لفظ قربان بروزن سلطان سے نکلا ہے۔ عربی محاورات میں، قربان ہر اس چیز کو کہتے ہیں۔ جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جائے، جیساکہ امام ابوبکر جصاص مرحوم نے احکام القرآن میں نقل کیا

والقربان ما یقصد بہ	قربان ہر اُس کام کو کہا جاتا ہے
القرب من رحمۃ اللہ تعالیٰ	جس کا مقصد اللہ کی قربت و رضا
من اعمال البر۔	حاصل کرنا ہو۔

لیکن عرف عام میں دسویں ذوالحجہ کو بکرے، دنبے، گائے وغیرہ ذبح کرنے کا نام قربانی ہے۔

قربانی کی ابتداء

جب سے حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے۔ اسی وقت سے لے کر اللہ تعالیٰ کے راستے میں اس کی رضا کے لیے قربانی کرنا شروع ہے، جیساکہ خود اللہ پاک نے قرآن حکیم کے اندر واقعۂ قربانی کو بیان فرمایا۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ	آپ ان کو آدم علیہ السلام کے
ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ	دو بیٹوں کا واقعہ سنائیں۔ جب
إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا	ان دونوں نے قربانی پیش کی۔

Marfat.com

فَتُقُبِّلَ مِنْ	تو ان میں سے ایک کی قربانی
اَحَدِهِمَا وَلَمْ	قبول ہوئی، اور دوسرے کی
يُتَقَبَّلْ مِنَ	قربانی قبول نہیں کی گئی۔ (جس
الْاٰخَرِ ط قَالَ	کی قربانی نہ قبول ہوئی) اس نے
لَاَقْتُلَنَّكَ ط قَالَ	کہا دوسرے بھائی کو میں تجھے
اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ	قتل کردوں گا۔ اس نے جواب دیا۔
مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ہ	اللہ پاک تو متقی لوگوں کی قربانی قبول کرتا ہے
لَئِنْ بَسَطْتَّ اِلَيَّ	اگر تو مجھے قتل کرنے کے لیے
يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَا اَنَا	ہاتھ اٹھائے گا تو میں تجھے قتل
بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ	کرنے کے لیے ہاتھ نہیں اٹھاؤں
لِاَقْتُلَكَ اِنِّيْ اَخَافُ	گا۔ میں اللہ رب العلمین سے
اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ہ	ڈرتا ہوں۔

(المآئدہ ۲۸،۲۷ - پ ۱)

ہر اُمّت کیلئے قربانی تھی

اسی طرح اللہ رب العزت نے مسئلہ حج بیان فرماتے ہوئے قربانی کا یوں تذکرہ فرمایا۔ کہ تمام اُمتوں کے لیے قربانی تھی۔

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا	ہر امت کے لیے ہم نے قربانی کا
مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ	طریقہ مقرر کیا تاکہ وہ ان جانوروں

Marfat.com

اللّٰہِ عَلٰی مَا رَزَقَھُمْ مِّنْ بَھِیْمَۃِ الْاَنْعَامِ ط فَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ فَلَہٗٓ اَسْلِمُوْا ۔ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِیْنَ ۔

پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے ان کو عطا کیے ہیں ۔ تمہارا الٰہ ایک ہے ۔ بس اُسی کے تابع دار ہو جاؤ ۔ خوشخبری دیجئے عاجزی کرنے والوں کو ۔

(الحج ۳۴، پ۱۷)

اُمّتِ محمدیہؐ کے لئے قربانی

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔

اے نبی مکرمؐ ، آپ کہہ دیں کہ میری نماز اور میری قربانی اور جینا اور مرنا صرف اللہ کے لیے ہے ۔ جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے ۔

(الانعام ۱۶۲ پ۸)

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ۔ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ ۔ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ ۔

یقیناً ہم نے آپ کو (دنیا و آخرت کی عظمتیں) اور حوضِ کوثر عنایت کیا آپ نماز پڑھا کریں اور قربانی دیا کریں ۔

(الکوثر پ۳۰)

قربانی اللہ تعالٰے کے شعائر میں سے ہے۔

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ	قربانی کے اونٹ اللہ تعالٰے
مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ	کے شعائر (نشانات) میں سے ہیں۔
فِيْهَا خَيْرٌ۔	ان میں تمہارے لیے بہتری ہے۔

(الحج ۳۶، پ۱۷)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان

سُنَّةُ اَبِيْكُمْ	قربانی تمہارے باپ جناب ابراہیمؑ
اِبْرَاهِيْمَ۔	کی سنت ہے۔

صحابہؓ کا استفسار

قالوا فما لنا فيها يا رسول	اے اللہ کے رسولؐ! اس سنت
الله؟ قال بكل شعرة	سے ہمیں کیا ملے گا فرمایا ہر بال کے
حسنة (ابن ماجه)	بدلے میں ایک نیکی۔

نبی اکرمؐ ہر سال قربانی دیا کرتے تھے

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کہتے ہیں، نبی اکرمؐ دس سال تک مدینہ طیبہ میں رہے۔ یعنی ہجرت کے بعد پوری زندگی آپ ہر سال قربانی کیا کرتے تھے۔

(ترمذی ابواب الاضاحی)

Marfat.com

حقیقتِ قربانی

لَن یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُومُھَا	اللہ کو تمہاری قربانیوں کے گوشت
وَلَا دِمَآءُھَا وَلٰکِن	اور خون نہیں پہنچتے، بلکہ اس کو تمہارا
یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنکُمْ ط	اخلاص (تقویٰ) مقصود ہے۔

(الحج ۳۷، پ۱۷)

جذبۂ قربانی کو عام کیجئے۔

یہی وہ جذبہ ہے۔ جس کو ساری زندگی پر نافذ کرنے کی تلقین فرمائی۔

قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ	اے نبیؐ فرما دیجئے! اگر تمہارے
وَاَبْنَآؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَ	والدین، تمہارے بیٹے، بھائی، بیویاں
وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَ	تمہارے رشتہ دار، وہ مال جو تم نے جمع
وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْھَا وَ	کیے ہیں اور وہ تجارت جس کے خسارے
تِجَارَۃٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَھَا	سے ڈرتے ہو، تمہارے پسندیدہ محلات
وَمَسٰکِنُ تَرْضَوْنَھَا اَحَبَّ	ومکانات تم کو اللہ اور اس کے رسول
اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَ	اور جہاد فی سبیل اللہ سے زیادہ
جِھَادٍ فِیْ سَبِیْلِہٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی	عزیز ہیں۔ تو تمہیں اللہ کے فیصلہ
یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ ط وَاللّٰہُ	(عذاب) کا انتظار کرنا چاہیئے۔ اور
لَا یَھْدِی الْقَوْمَ	اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں

Marfat.com

اَلْفٰسِقِیْنَ ؁ دیا کرتے۔

(التوبہ ۲۴ پ ۱۰)

صحابہ کرامؓ کی زندگی پر جذبہ قربانی کے اثرات

صحابہ کرام فی سبیل اللہ خرچ کرنے میں مسابقت کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ تاریخ اسلام کا مشہور و معروف واقعہ حضرتِ عمر فاروقؓ اور جناب ابو بکرؓ صدیق کا واقعہ خیرات میں مسابقت ہے۔ حضرت فاروقؓ خود اپنی کیفیت ذکر کرتے ہیں ایک دفعہ رسولِ مکرمؐ نے ہمیں صدقہ و خیرات کا حکم دیا۔ میرے پاس اس وقت کافی سرمایہ تھا۔ میں نے دل میں یہ بات ٹھان لی کہ جناب ابو بکرؓ ہر دفعہ نیکی میں مجھ سے بڑھ جایا کرتے ہیں۔ آج میں ان کو کسی صورت اپنے سے نیکی میں بڑھنے نہیں دوں گا۔ چنانچہ میں گھر پلٹا اور تمام سرمایہ کا نصف لے کر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گرامی میں پیش کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا۔ اے عمرؓ گھر کتنا مال چھوڑ کر آئے ہو۔ میں نے عرض کیا، اے حبیبِ خدا! سارے مال میں سے آدھا مال و متاع آپ کی خدمت میں لے آیا ہوں۔

اس کے بعد جناب ابو بکرؓ آئے۔ آپؐ نے دریافت کیا، کہ ابو بکرؓ آپ کتنا مال لائے ہیں۔ یاد رہے کہ حضرتِ صدیقؓ کو جناب فاروقؓ کے جذبات کا کچھ علم نہیں تھا۔ حضرت صدیقؓ عرض کرنے لگے اے اللہ کے پیغمبرؐ میں تو صرف اللہ اور اس کے رسول کی محبت گھر میں چھوڑ آیا ہوں۔ باقی دنیا کا مال

Marfat.com

تو آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔

جناب فاروق رضؓ کہتے ہیں۔ کہ میں نے حتمی طور پر تسلیم کر لیا کہ عمرؓ تو ساری زندگی نیکیوں میں ابوبکرؓ سے بڑھ نہیں سکتا۔

صحابہؓ کے ایثار کا عجیب واقعہ

غور فرمایئے، جس ملت کے بزرگوں کے ایثار و قربانی کا یہ حال ہو۔ وہاں عام کارکنوں کی کیفیت کیا ہوگی۔ انہیں جذبات کا اثر تھا۔ کہ صدقہ وخیرات کا اعلان سنتے ہی ایک صحابی گھر جانے کی بجائے سیدھا ایک یہودی کے پاس پہنچتا ہے۔ ساری رات کنواں چلا چلا کر پانی یہودی کے پودوں کو دیتا رہا۔ صبح کو تقریباً چار کلو کھجوریں ملیں۔ آدھی گھر میں بچوں کی بھوک بجھانے کے لیے اور آدھی نبی رحمت کی خدمت میں پیش فرمادیں۔

اور ساتھ ہی پورا ماجرا ذکر کیا۔ [1]

صحابہؓ کی آپس میں ایثار و قربانی

حضرت ابوجہیمؓ بن حذیفہ فرماتے ہیں۔ جنگ یرموک میں، میں اپنے چچا زاد بھائی کی تلاش میں نکلا۔ اور ساتھ ہی میں نے پانی کا مشکیزہ بھر لیا شاید بھائی یا کسی غازی کو پانی کی ضرورت ہو۔ جونہی میں نے دیکھا۔ میرا چچا زاد بھائی خون میں لت پت تڑپ رہا ہے۔ میں نے پانی پلانا چاہا۔ اچانک ایک اور زخمی مجاہد کی آواز آئی "پانی" ! میرے چچازاد نے مجھے اشارہ کیا، کہ پانی پہلے اس

---

[1] بصیرت صحابہؓ

Marfat.com

کو پلایا جائے۔ جب میں اس زخمی مجاہد کے پاس پہنچا تو دفعۃً تیسری طرف سے "پانی!" کی آواز سُنائی دی۔ اس مجاہد نے بھی پہلے کی طرح تیسرے کی طرف بھیج دیا۔ جب میں تیسرے غازی کے پاس پہنچا تو وہ شہید ہو چکا تھا۔ میں پلٹ کر دوسرے کے پاس آیا تو اس نے بھی اپنی جان خدا کے حوالے کر دی تھی۔ میں دوڑتا ہوا اپنے بھائی کے پاس آیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ وہ بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دنیا سے کوچ کر چکے ہیں۔ یہی تو وہ جذبہ قربانی ہے جس کی تعریف کی گئی۔

وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ	کہ اللہ کے بندے اپنی ضرورت کے
وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ	باوجود دوسرے کی ضرورت کو ترجیح
وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ	دیتے ہیں اپنی جان کو بخل سے بچانے
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۰	والے ہی کامیاب ہوں گے

(الحشر ۹، پ۲۸)

نیّتِ قربانی

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ	میں نے یکسو ہو کر اپنا رخ اس
لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ	ذاتِ کبریا کی طرف کر لیا ہے۔ جس
وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا	نے زمین و آسمانوں کو پیدا کیا۔ اور
وَّمَآ اَنَا مِنَ	میرا مشرکوں کے ساتھ کوئی تعلق
الْمُشْرِكِیْنَ۔	نہیں۔

اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ	یقیناً میری نماز اور میری قر
وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ	اور میری زندگی اور موت اللہ
لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔	رب العلمین کے لیے ہے ۔
لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِكَ	اس کا کوئی شریک نہیں اس
اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ	مجھے اطاعت کا حکم دے رکھا
الْمُسْلِمِیْنَ ۔	اور میں اطاعت گزاروں میں ہو

(الانعام، ۱۶۲، ۱۶۳، پ)

بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی الفاظ کہے ۔

ھٰذَا عَنِّیْ وَعَمَّنْ لَّمْ	اے اللہ میری طرف سے اور
یُضَحِّ مِنْ اُمَّتِیْ ۔	میری امت کے اس شخص کی طرف
(مشکوٰۃ و ترمذی)	جس نے قربانی نہیں کی ۔

آخر میں بسم اللہ واللہ اکبر ۔

یاد رہے کہ پوری بسم اللہ پڑھنا نبی اکرمؐ سے ثابت نہیں ۔ اسی لیے بس اتنے ہی الفاظ کہنے چاہئیں ۔ اس میں بڑی حکمت پنہاں ہے ۔

قربانی کے متفرق مسائل

میت کی طرف سے قربانی

حضرت علیؓ فرماتے ہیں، بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی کہ میں آپ کے بعد آپ کی طرف سے قربانی کرتا رہوں ۔ اس لیے

Marfat.com

(یا) میں آپ کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔ (مشکوٰۃ)

قربانی کرنے والا حجامت نہ کروائے

ام سلمہؓ کہتی ہیں، حضورؐ نے فرمایا جب قربانی کا عشرہ شروع ہو تو تم میں سے جس نے قربانی کرنی ہے وہ اپنے بال ناخن نہ کاٹے۔ (مسلم)

عام طور پر مشہور ہے کہ جو بھی اس عشرہ میں بال نہیں کٹوائے گا۔ اس کو ثواب ملے گا۔ ہو سکتا ہے۔ نیت پر ثواب مل جائے۔ بظاہر ایسی کوئی دلیل نہیں ہے کہ قربانی نہ کرنے والا بھی بال نہ کٹوائے۔

ایک قربانی پورے گھر کی طرف سے کافی ہے

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مینڈھا خریدنے کا حکم دیا۔ چنانچہ آپ کے لیے کالا سیاہ مینڈھا لایا گیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا عائشہؓ پتھر پر تیز کر کے چھری لاؤ، میں نے چھری پیش کی، نبی اکرمؐ نے مینڈھے کو زمین پر لٹایا، اور یہ الفاظ ادا فرما کر ذبح کیا۔

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ	یا اللہ قبول فرما محمدؐ اور آل محمد
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ اُمَّۃِ	اور امت کی طرف سے
مُحَمَّدٍ۔	

(مسلم)

اس حدیث سے یہ نتیجہ محدثین نے اخذ کیا کہ ایک قربانی سارے گھر کی طرف سے کافی ہے۔

قربانی کا جانور بے داغ ہونا چاہیئے

حضرت براء بن عازبؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ کیسا جانور ذبح نہیں کرنا چاہیئے۔ آپؐ نے لنگڑا، کانا، بیمار بالکل کمزور لاغر بھی ذبح نہ کرنے کا حکم دیا۔ یعنی ایسا جانور جس کا ظاہری عیب نظر آ رہا ہو۔ اس کو بالکل قربانی نہیں کرنا چاہیئے۔ (مشکوٰۃ باب فی الاضحیۃ)

وقت قربانی اہلِ خانہ کا ہونا

خادمِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس کہتے ہیں، میں نے خود دیکھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے ایک مینڈھے کو ذبح فرما رہے ہیں جبکہ آپ کا پاؤں جانور کے پہلو کے اوپر تھا۔ اور آپ چھری پھیرے جا رہے تھے۔ (بخاری شریف)

عورت کا بھی اپنے ہاتھ سے قربانی کرنا جائز ہے

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ اپنی بیٹیوں سے کہا کرتے تھے، قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کیا کرو۔ (بخاری کتاب الاضاحی)

Marfat.com

قربانی کے ایّام میں سب سے افضل عمل

قربانی کے ایّام میں سب سے زیادہ پیارا عمل اللہ پاک کے نزدیک خون بہانا (قربانی کرنا) ہے۔ قربانی کا جانور قیامت کے روز اپنے سینگوں بالوں اور کھروں سمیت آئے گا (یعنی ترازو میں وزن ہوگا) قربانی کا خون گرنے سے پہلے اللہ کے ہاں قبولیت ہو جاتی ہے۔ (بشرطیکہ خلوص پر مبنی ہو) اس لیے چاہیئے کہ قربانی خوشی سے کیجیے۔ (ترغیب) ابن ماجہ

قربانیوں کو موٹا کرو

صحیح بخاری کتاب الاضاحی میں موجود ہے، صحابہ کرام کہتے ہیں کہ ہم مدینہ طیبہ میں اپنی قربانیوں کو خوب موٹا کرنے کا اہتمام کیا کرتے تھے۔
(قربانی کے جانور کو خوب خوراک کھلانا نہلانا تاکہ خوبصورت اور موٹا ہو جائے)

پہلے نماز پھر قربانی

حضرت جندب رضی اللہ عنہ بن سفیان کہتے ہیں کہ میں عید کے دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ جب آپ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ کچھ لوگوں نے نماز سے پہلے قربانیاں کریں ہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے نماز سے پہلے قربانی کی ہے وہ اور قربانی کرے اور جس نے ابھی تک نہیں کی۔ وہ اللہ کا نام لے کر قربانی ذبح کرے۔ (صحیح البخاری)

Marfat.com

(جیسا کہ ہم نے ذبح کرنے کے الفاظ بتادیئے ہیں)

نماز سے پہلے قربانی قبول نہیں

حضرت براءؓ کہتے ہیں میرے ماموں ابو بردہ نے نماز سے پہلے قربانی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو عام گوشت ہوا، قربانی نہیں ہوئی۔ اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے اگر آدمی کسی وجہ سے اجتماعی نماز عید سے رہ جائے تو اس کو نماز پڑھ کر قربانی کرنی چاہیئے۔

قربانی سنّت ہے

امام بخاریؒ نے کتاب الاضاحی یعنی بخاری میں یہ الفاظ نقل فرمائے ہیں

قَالَ ابْنُ عُمَرَ هِيَ سُنَّةٌ مَعْرُوفَةٌ۔ ابن عمرؓ فرمایا کرتے تھے قربانی تو مشہور (معروف سنّت ہے۔

گائے اونٹ میں حصہ داری

ابن عباسؓ کہتے ہیں ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ دوران سفر قربانی کے دن آگئے اور ہم نے قربانیاں کیں۔ تو ہم گائے میں سات حصہ دار بنے اور اونٹ میں دس آدمی۔ (نسائی)

Marfat.com

تکبیرات

نبی اکرمؐ نے ۹، ذوالحجہ سے تیرھویں تاریخ تک تکبیرات کہنے کا حکم دیا ہے
آدمی ہر وقت بھی پڑھ سکتا ہے تاہم ہر نماز کے بعد ضرور پڑھنی چاہئیں۔

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الّا اللہ واللہ اکبر
اللہ اکبر وللہ الحمد ۔

ان تکبیرات کو عیدگاہ کی طرف جانے اور آنے کے وقت بھی باآواز
بلند پڑھنا چاہیے۔ (بخاری)

(بحوالہ خطبات اسلامی جلد ۱)

Marfat.com

حضرت اسحٰق علیہ السلام

کی

ولادت باسعادت

حضرت اسحٰقؑ کو اللہ نے بڑی برکات

سے نوازا

آپؑ کی آخری آرام گاہ

Marfat.com

حضرت اسحٰقؑ کی ولادت

تمام مورخین نے تحریر فرمایا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اسحٰقؑ کی خوشخبری دی گئی تو آپؑ کی عمر سو ۱۰۰ سال اور آپؑ کی زوجہ محترمہ حضرت سارہؑ کی عمر نوّے ۹۰ سال کی تھی۔ قرآن مجید نے ولادت اسحٰق کے سلسلہ میں متعدد مقامات پر ذکر فرمایا۔ فرشتے انسانوں کی شکل میں جناب خلیل علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے تو آپ ان کی ضیافت کے طور پر ایک بچھڑا بھون کر لائے لیکن یہ انسانی شکل میں آنے والے ملائکہ کھانے کی طرف متوجہ نہ ہوئے، تب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے آپ میں ایک خوف سا محسوس کیا۔ حضرت ابراہیم کی یہ کیفیت دیکھ کر فرشتوں نے فوراً اصل حقائق سامنے رکھ دیئے اور ساتھ ہی جناب اسحاقؑ کی خوشخبری دی اور اسکے بعد ہی پوتے کی خبر بھی سنادی۔

وَلَقَدْ جَآءَتْ	جب ابراہیم علیہ السلام کے پاس
رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ	ہمارے فرشتے خوشخبری لے کر پہنچے
بِالْبُشْرٰى قَالُوْا	تو فرشتوں نے عرض کیا۔ اے ابراہیمؑ
سَلٰمًا ۚ قَالَ سَلٰمٌ	آپ پر سلام ہو۔ ابراہیمؑ نے جواب
فَمَا لَبِثَ اَنْ	میں کہا تم پر بھی سلام ہو۔ پھر کچھ دیر
جَآءَ بِعِجْلٍ	نہ لگائی کہ ایک بھنا ہوا بچھڑا ضیافت
حَنِيْذٍ ۝	کے لیے لے آئے

Marfat.com

فَلَمَّا رَآ اَیۡدِیَھُمۡ
لَا تَصِلُ اِلَیۡہِ
نَکِرَھُمۡ وَاَوۡجَسَ
مِنۡھُمۡ خِیۡفَۃً ؕ قَالُوۡا
لَا تَخَفۡ اِنَّاۤ
اُرۡسِلۡنَاۤ اِلٰی قَوۡمِ
لُوۡطٍ ؕ

مگر جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں بڑھتے۔ تو وہ اِن سے مشتبہ ہو گئے اور دل میں ان سے خوف محسوس کیا، فرشتوں نے کہا آپ ڈریں نہیں، ہم تو قومِ لوطؑ کی طرف بھیجے گئے ہیں۔

(ھود ۶۹، ۷۰، پ ۱۲)

بشارت سن کر حضرت سارہؑ مسکرائیں

وَامۡرَاَتُہٗ قَآئِمَۃٌ
فَضَحِکَتۡ فَبَشَّرۡنٰھَا
بِاِسۡحٰقَ ۙ وَمِنۡ
وَّرَآءِ اِسۡحٰقَ
یَعۡقُوۡبَ ۙ
قَالَتۡ یٰوَیۡلَتٰۤی
ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوۡزٌ
وَّھٰذَا بَعۡلِیۡ شَیۡخًا ؕ
اِنَّ ھٰذَا لَشَیۡءٌ

اور آپ کی بیوی (آپ کے) پاس کھڑی تھی۔ وہ یہ سن کر ہنس پڑیں، پھر ہم نے اس کو اسحٰقؑ اور اسحٰقؑ کے بعد یعقوبؑ کی خوشخبری سنائی۔

وہ بولی اُف! کیا اب میرے ہاں بچہ ہوگا۔ جب کہ میں نہایت بوڑھی ہو چکی ہوں۔ اور یہ میرا خاوند بھی بوڑھا ہو چکا ہے۔ یہ

Marfat.com

عَجِيْبٌ ۝	تو عجیب بات ہے۔
قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ	فرشتوں نے کہا۔ کیا اللہ تعالیٰ
اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ	کے حکم پر تعجب کرتی ہو۔ اے
اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ	ابراہیمؑ کے گھر والو! تم پر اللہ
عَلَيْكُمْ اَهْلَ	کی رحمتیں اور برکتیں ہیں۔ یقیناً
الْبَيْتِ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ	اللہ نہایت تعریف والا اور
مَّجِيْدٌ ۝	بلند شان کا مالک ہے۔

(ھود ۷۱، ۷۲، ۷۳، پ ۱۲)

ابراہیم علیہ السلام کے معزز مہمانانِ گرامی

وَنَبِّئْهُمْ عَنْ	اے نبیؐ! آپ ان کو ابراہیمؑ
ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ۝	کے معزز مہمانوں کا واقعہ سنائیں۔
اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ	جب وہ آئے ابراہیمؑ کے
فَقَالُوْا سَلٰمًا ۭ	پاس اور کہا، سلام ہو تم
قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ	پر! تو ابراہیمؑ نے کہا، ہمیں تو آپ
وَجِلُوْنَ ۝	سے ڈر لگتا ہے۔
قَالُوْا لَا تَوْجَلْ	فرشتے کہنے لگے، آپ ڈریں
اِنَّا نُبَشِّرُكَ	نہیں! ہم آپ کو ذی علم لڑکے
بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ۝	کی خوشخبری دیتے ہیں۔

Marfat.com

قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِیْ عَلٰٓی اَنْ مَّسَّنِیَ الْکِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ہ

ابراہیم فرمانے لگے۔ کیا آپ اس بڑھاپے میں مجھے اولاد کی بشارت دے رہے ہیں۔ یہ کیسی بشارت دے رہے ہو۔

(الحجر ۵۱ تا ۵۴، پ۱۴)

اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے

قَالُوْا بَشَّرْنٰکَ بِالْحَقِّ فَلَا تَکُنْ مِّنَ الْقٰنِطِیْنَ ہ قَالَ وَمَنْ یَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَۃِ رَبِّہٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ہ

فرشتے کہنے لگے، ہم آپ کو برحق خوشخبری دے رہے ہیں۔ آپ کو مایوس نہیں ہونا چاہیئے ابراہیم نے کہا۔ اپنے رب کی رحمت سے تو گمراہ لوگ ہی مایوس ہوا کرتے ہیں۔

(الحجر ۵۵، ۵۶، پ۱۴)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تو اظہارِ تفصیل کے لیے سوال کیا تھا۔ ورنہ وہ تو اپنے رب کی رحمت سے مایوس نہیں تھے۔ بلکہ رب کی رحمت سے مایوس تو صرف گمراہ لوگ ہی ہوا کرتے ہیں۔ نبی تو اسباب کی ناپیدگی کے باوجود اپنے رب کی رحمت پر بھرپور بھروسہ کرنے والا ہوتا ہے۔

دوسرا اس واقعہ میں یہ بتانا مقصود ہے۔ اے اہلِ مکہ یہ حقیقت

Marfat.com

جان لو تم فرشتوں کے نزول کا مطالبہ کرتے ہو، کہ فرشتے آ کر اس نبی کی تائید کریں، تب ہم غور کرنے کے لیے تیار ہیں۔ یاد رکھو فرشتے یا تو کسی کے لیے رحمت سے کر آتے ہیں، یا زحمت! تم سوچ لو تم کس چیز کے مستحق ہو؟ دوسری بات یہ ہے کہ اللہ بغیر اسباب کے سب کچھ کر سکتا ہے جس طرح ابراہیم علیہ السلام کے ہاں اولاد کے بظاہر اسباب نہیں تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو بچے عنایت فرمائے۔ اسی طرح حالات نامساعد ہی کیوں نہ ہوں۔ اللہ پاک اپنے دین کو ضرور بر ضرور سرفراز فرمائے گا۔ اللہ اسباب کا پابند نہیں۔ اسباب اللہ کے حکم کے پابند ہیں۔

وَبَشَّرُوهُ بِغُلَامٍ	(فرشتوں) نے اسے (ابراہیم کو) ایک
عَلِيمٍ ۝	علم والے بچے کی بشارت دی۔
فَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ	یہ سن کر اس کی بیوی چلاتی ہوئی
فِي صَرَّةٍ فَصَكَّتْ	آگے بڑھی اور اس نے اپنا
وَجْهَهَا وَقَالَتْ	منہ ڈھانپ لیا۔ اور کہنے لگی بوڑھی
عَجُوزٌ عَقِيمٌ ۝	بانجھ کو (اولاد ہوگی)
قَالُوا كَذَٰلِكِ ۖ قَالَ	فرشتوں نے کہا، یہی کچھ تمہارے
رَبُّكِ ۖ إِنَّهُ هُوَ	رب نے فرمایا ہے۔ یقیناً وہ
الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ۝	حکیم اور سب کچھ جانتا ہے۔

(الذاریات ۲۸، ۲۹، ۳۰ - پ ۲۶)

Marfat.com

حضرت اسحٰق ؑ کا قیام

جس طرح ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں کہ جناب ابراہیم علیہ السلام نے تبلیغ دین کے لیے مراکز قائم فرمائے، حضرت لوط علیہ السلام کو شرق اردن اور حضرت ذبیح علیہ السلام کو حجاز مقدس اور جناب اسحٰق علیہ السلام جب بڑے ہوئے تو ان کو شام و فلسطین میں تعینات فرمایا۔

حضرت اسحٰق ؑ کی وفات پُر ملال

تاریخ کی ورق گردانی سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ شام میں پیدا ہوئے اور ایک سو اسی سال کی عمر میں وصال فرمایا مقام حبرون (شام) میں آپ کی آخری آرام گاہ ہے [1]

حضرت اسحٰق علیہ السلام کی سیرت طیبہ کے چند پہلو قرآن حکیم نے ذکر فرمائے، سورۃ انبیاء میں ارشاد فرمایا ، ہم نے ان کو پیشوا بنایا تھا۔ اور وہ ہمارے حکم سے لوگوں کی راہنمائی فرمایا کرتے تھے۔ مزید ارشاد ہوا۔ کہ ہم نے ان کی طرف وحی کی جس میں ہدایت کی گئی کہ نیکی کے کام کریں، نماز اور زکوٰۃ ادا کیا کریں۔ آخر میں ارشاد فرمایا۔ وہ ہمارے عبادت گذار بندے تھے۔

وَوَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ — اور ہم نے ابراہیم ؑ کو اسحاق

---

[1] بحوالہ انبیائے قرآن)

وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً ؕ	عطا کیا۔ اور یعقوب اس
وَكُلًّا جَعَلْنَا	پر مزید اور ہر ایک کو ہم نے
صٰلِحِيْنَ ۝	صالح بنایا۔
وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً	اور ہم نے ان کو امام بنایا۔ جو
يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا	ہمارے حکم سے رہنمائی کیا
وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ	کرتے تھے اور ہم نے انہیں
فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ	وحی کے ذریعے نیک کاموں
الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ	کی اور نماز زکوٰۃ ادا کرنے کی
الزَّكٰوةِ وَكَانُوْا	ہدایت کی اور وہ ہمارے عبادت
لَنَا عٰبِدِيْنَ ۝	گذار بندے تھے۔

(الانبیآء، ۷۲-۷۳، پ۱۷)

حضرت اسحٰقؑ کو اللہ نے بڑی برکت دی

اللہ تعالٰی خود ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے اسحٰقؑ کو بہت زیادہ برکت عنایت فرمائی۔ حضرت اسمٰعیل کو چھوڑ کر، حضرت داؤدؑ، حضرت سلیمانؑ، حضرت موسیٰؑ حضرت عیسیٰ تک جتنے انبیاء تشریف لائے وہ سب کے سب اسرائیل انبیاء تھے، اسرائیل حضرت یعقوبؑ کا لقب تھا اور جناب یعقوبؑ حضرت اسحٰق کے صاحبزادے اور نبی تھے۔

وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى	اور ہم نے اسے (ابراہیمؑ کو) اور

إِسْحٰقَ ۚ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ مُبِينٌ ۝

اسحٰقؑ کو برکت دی دونوں کی اولاد میں کوئی نیک ہوگا۔ اور کوئی اپنی جان پر صاف صاف ظلم کرنے والا ہوگا۔ (بد)

(الصّٰفّٰت ۱۱۳، پ ۲۳)

حضرت اسحاقؑ کو اللہ نے عزت و عظمت سے نوازا

وَاذْكُرْ عِبٰدَنَا إِبْرٰهِيمَ وَإِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ أُولِي الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ ۝ إِنَّا أَخْلَصْنٰهُم بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ۝ وَإِنَّهُمْ عِندَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَارِ ۝

ہمارے بندوں ابراہیمؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ کو یاد کرو۔ جو ہاتھوں والے اور آنکھوں والے (عمل اور صاحب معرفت) تھے۔ ہم نے ان کو ایک خاص گھر (آخرت) سے ممتاز فرمایا تھا۔ وہ ہمارے نزدیک منتخب اور نیک لوگوں میں سے تھے۔

(ص ۴۵ تا ۴۷، پ ۲۳)

ابراہیم علیہ السلام کا فرشتوں سے استفسار کرنا

قرآن مجید میں دوسرے مقام پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی فرشتوں سے گفتگو کا اس طرح ذکر کیا گیا۔

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ	ابراہیم نے فرشتوں سے پوچھا
اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝	آپ کس مہم پر ہیں۔
قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ	انہوں نے کہا، ایک مجرم قوم
اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ۝	کی طرف بھیجے گئے ہیں۔
لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً	اس لیے کہ ہم ان پر پکی ہوئی
مِّنْ طِيْنٍ ۝	مٹی کے پتھر برسائیں۔
مُّسَوَّمَةً عِنْدَ	جو آپ کے رب کے نزدیک
رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ	نشان زدہ ہیں، ایسی قوم کے
......	لیے جو حد سے گزر جانے والی ہے۔

(الذّٰریٰت، ۳۱تا۳۴، پ۲۷)

یعنی اس قوم پر اللہ کو اتنی سخت ناراضی ہوئی، عذاب ایسا کہ ہر پتھر کے اوپر مجرم کا نام لکھا ہوا تھا۔ کہ تو نے فلاں مجرم کی سرکوبی کرنا ہے۔

Marfat.com

حضرت ابراہیمؑ نے کہا وہاں تو لوطؑ ہیں

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَآ	اور جب ہمارے ملائکہ ابراہیمؑ
اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى	کے پاس آئے، بشارت لے
قَالُوْٓا اِنَّا مُهْلِكُوْٓا	کر، تو انہوں نے اس سے کہا
اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ	کہ ہم اس بستی کو تباہ و برباد
اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا	کرنے کے لیے آئے ہیں کیونکہ
ظٰلِمِيْنَ	اس میں بہت ظالم لوگ رہتے ہیں
قَالَ اِنَّ فِيْهَا	ابراہیمؑ کہنے لگے اس بستی میں
لُوْطًا ؕ قَالُوْا	تو لوطؑ بھی ہیں، فرشتوں نے
نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ	ہمیں خوب معلوم ہے کہ وہاں کون
فِيْهَا لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَ	رہتا ہے۔ ہم لوطؑ کو اور اس کے گھر
اَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ	والوں کو سوائے اس کی بیوی کے بچا
كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ	لیں گے۔

(العنکبوت ۳۱، ۳۲۔ پ۲۰)

فرشتوں نے عرض کیا اب جانے بھی دیجیے

جب ابراہیمؑ کا ڈر دور ہوا، تو انہوں نے فرشتوں سے قومِ لوط کے بارے میں تکرار شروع کیا۔

فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الرَّوْعُ وَجَاءَتْهُ الْبُشْرَىٰ يُجَادِلُنَا فِي قَوْمِ لُوطٍ ۝ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُّنِيبٌ ۝ يَا إِبْرَاهِيمُ أَعْرِضْ عَنْ هَٰذَا ۖ إِنَّهُ قَدْ جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ ۖ وَإِنَّهُمْ آتِيهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُودٍ ۝

(اولاد کی) خوشخبری سے جب ابراہیمؑ کی گھبراہٹ دور ہو گئی۔ تو وہ قوم لوطؑ کے معاملہ میں ہمارے ساتھ جھگڑنے لگا۔ کیونکہ ابراہیمؑ حلیم نہایت رقیق القلب اور ہر حال میں وہ ہماری طرف رجوع کرنے والا تھا۔ فرشتوں نے کہا، اے ابراہیمؑ! اس بات کو جانے دیجئے۔ بس اب تمہارے رب کا حکم آچکا ہے۔ اب ان پر عذاب آکر رہے گا۔ جو کسی کے ٹالنے سے ٹل نہیں سکتا (یعنی دنیا کی کوئی طاقت اس کو روک نہیں سکتی)۔

(ھود ۷۴ تا ۷۶، پ ۱۲)

Marfat.com

حضرت لوطؑ کے حالات و واقعات

ڈاکو اور بے حیا قوم

خدا کا عذاب شمشیرِ عدل کی طرح
تمام رشتے کاٹ دیتا ہے

Marfat.com

حضرت لوط علیہ السلام کے حالات اور واقعات

حضرت لوط علیہ السلام جناب ابراہیم کے بھتیجے تھے آپ نے اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تائید فرمائی۔ جب کہ عوام اور حکومت نے متفقہ فیصلہ کر کے آپ کو آگ میں جھونک دیا تھا اللہ پاک نے آپ کو صحیح و سالم آگ سے نکالا تو کوئی بھی ایمان نہ لایا، سوائے لوط علیہ السلام کے۔

فَآمَنَ لَهُ لُوطٌ وَقَالَ	لوط علیہ السلام کے سوا ابراہیمؑ پر
إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَىٰ رَبِّي	کوئی ایمان نہ لایا۔ اور کہا ابراہیمؑ
إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ	نے میں اللہ کی طرف ہجرت
الْحَكِيمُ۔	کر رہا ہوں، یقیناً وہ عزیز حکیم ہے۔

(العنکبوت ۲۶ پ ۲۰)

مقامِ پیدائش

حضرت لوط علیہ السلام عراق کے قدیم ترین شہر اُر میں پیدا ہوئے۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے یہی شہر جناب خلیل علیہ السلام کا مولد ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہجرت کرنے والے حضرت لوطؑ تھے۔ آپ پہلے حاران پھر مختلف مقامات میں ٹھہرے بالآخر جناب ابراہیمؑ نے جب مختلف ممالک میں تبلیغی مراکز قائم کیے تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اندرون حجاز حضرت اسحاق کو فلسطین و شام میں اور جناب لوط علیہ السلام کو شرق اُردن

Marfat.com

میں تعیّنات فرمایا۔ اس وقت حضرت لوط علیہ السلام منصب نبوت سے سرفراز ہو چکے تھے۔

وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا۔	اور لوط علیہ السلام کو ہم نے علم و حکم عطا کیا۔
وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ	اور ہم نے لوط علیہ السلام کو اپنی رحمت کی آغوش میں لیا۔ یقیناً وہ صالحین میں سے ہے۔

(الانبیآء ۷۴، ۷۵، پ۱۷)

حضرت لوطؑ کا قوم سے پہلا خطاب

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ نِالْمُرْسَلِيْنَ۔	قوم لوطؑ نے پیغمبروں کی تکذیب کی۔
اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ۔	جب ان سے ان کے بھائی لوط نے کہا، تم کیوں نہیں ڈرتے۔
اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ۔	میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں۔
فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ۔	تم خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔

(الشعرآء ۱۶۰ تا ۱۶۳ پ۱۹)

(امانت دار) یعنی میں تم کو ٹھیک ٹھیک اپنے رب کے پیغامات پہنچا رہا ہوں۔

Marfat.com

حضرت لوط علیہ السلام نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میں اس کام کے بدلے تم سے کوئی لالچ نہیں رکھتا، یعنی میں تو صرف تمہاری اصلاح چاہتا ہوں۔ تاکہ تم پر اللہ راضی ہو جائے۔

ہر نبی بلا معاوضہ ہی کام کیا کرتا تھا۔ جیسا کہ ہم نے کتاب کی ابتداء میں ذکر کر دیا ہے۔

وَمَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝	میں تم سے اس کام کا کوئی معاوضہ نہیں مانگتا، بلکہ میرا معاوضہ تو اللہ کے ہاں ہے۔

قومِ لوطؑ کے جرائم

بد فعل قوم

اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝	تم ہی پوری دنیا میں لڑکوں کی طرف مائل ہونے والے ہو۔
وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ۝	اور تمہارے پروردگار نے تمہارے لیے عورتیں (بیویاں) پیدا کی ہیں۔ تم ان کو چھوڑ دیتے ہو (لڑکوں سے حاجت پوری کرتے ہو۔) حقیقت تو یہ ہے کہ تم حد سے گزر جانے والے لوگ ہو۔

(الشعراء آیۃ ۱۶۵، ۱۶۶ پ ۱۹)

Marfat.com

انبیاء کی تکذیب

اس کے ساتھ ہی انبیاء اور ان کے مشن کی تکذیب بھی کرنے والے تھے۔ جیسا کہ قرآن مجید نے ان کے جرم کا یوں ذکر کیا۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطِ نِ الْمُرْسَلِيْنَ ه	قوم لوط علیہ السلام نے نبیوں کو جھٹلا دیا۔

بد کردار قوم

اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ه	تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے اپنی خواہش پوری کرتے ہو، حقیقت ہے کہ تم بالکل حد سے گزر جانے والے لوگ ہو۔

(۱۱ الاعراف ۸۱ پ)

گندے لوگ

وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ط اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ	اور ہم نے لوط علیہ السلام کو اس بستی سے نجات دی، جس بستی کے لوگ گندے کام کرتے تھے۔ درحقیقت وہ بڑی ہی بُری اور

Marfat.com

فٰسِقِیْنَ ۝ فاسق قوم تھی۔

(الانبیآء ۷۴، پ۱۷)

ڈاکو قوم

اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ	تم مردوں کے پاس جاتے ہو
وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ وَتَاْتُوْنَ	اور ڈاکہ زن ہو اور اپنی مجالس
فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ فَمَا كَانَ جَوَابَ	میں بُرے کام کرتے ہو۔ اس قوم
قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا	کے پاس صرف یہ جواب تھا کہ
بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ	لے آ اللہ کا عذاب اگر تو سچّا
الصّٰدِقِيْنَ ۔	ہے۔

(العنکبوت ۲۹، پ۲۰)

دنیا میں پہلی بے حیائی

قرآن حکیم سے یہ بات واضح ہوتی ہے۔ کہ اس فعل قبیح کا آغاز ہی اس قوم نے کیا۔ اس سے پہلے نہ کسی کو یہ فعل بد معلوم تھا اور نہ ہی کوئی قوم اس جرم کی مرتکب ہوئی۔ چنانچہ لوط علیہ السلام نے سمجھایا۔

اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا	تم ایسی بے حیائی کرتے ہو جو تم
سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ	سے پہلے پوری دنیا میں کسی نے
مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝	نہیں کی۔

Marfat.com

حضرت لوطؑ کی بیزاری

قَالَ اِنِّیْ لِعَمَلِکُمْ مِّنَ الْقَالِیْنَ ۝

جناب لوط علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تمہارے کام سے دشمنی رکھنے والا ہوں۔

(الشعرآء ۱۶۸ پ۱۹)

یعنی تمہاری دھمکیوں سے میں نہیں ڈرتا۔ میں تمہارے سامنے تمہاری حرکات کی پر زور مذمت کرتا ہوں۔

قوم کا ردِ عمل

اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ۝

کہنے لگے ان لوگوں کو اپنی بستی سے نکال دو، یہ بڑے پاک باز بنتے ہیں۔

(الاعراف ۸۲، پ۸)

قوم کا ظالمانہ مذاق

قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝

کہنے لگے اے لوط اگر تم سچے ہو تو اللہ کا عذاب ہم پر لے آؤ۔

عنکبوت ۲۹، پ۲۰

Marfat.com

لوطؑ کی اپنے ربّ سے آرزو

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِیْ	لوطؑ نے عرض کیا اے میرے
عَلَى الْقَوْمِ	رب قوم مفسد کے مقابلے میں
الْمُفْسِدِیْنَ ۝	میری مدد فرما۔

(العنکبوت ۳۰، پ۲۱)

رَبِّ نَجِّنِیْ	اے میرے پروردگار مجھے اور میرے
وَاَهْلِیْ مِمَّا	اہل کو ان کے کاموں کے وبال
یَعْمَلُوْنَ ۝	سے نجات دے۔

(الشعراء ۱۶۹، پ۱۹)

عذاب کے لیے فرشتوں کا آنا

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے برخلاف بددعا قبول ہوئی آپ کی بددعا کے جواب میں اللہ تعالےٰ نے فرشتوں کو اس بستی کے تباہ کرنے کا حکم دیا، مفسرین نے تحریر فرمایا، فرشتے نہایت خوبصورت اور حسین و جمیل شکلوں میں نمودار ہوگئے۔

فرشتوں کی لوطؑ کے پاس آمد

فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ	پھر جب فرشتے لوط علیہ السلام

Marfat.com

لُوطِ نِ الْمُرْسَلُوْنَ ۙ	کے پاس آئے۔
قَالَ اِنَّکُمْ قَوْمٌ	تو اس نے کہا آپ لوگ تو اجنبی
مُّنْکَرُوْنَ ۝	معلوم ہوتے ہیں۔
قَالُوْا بَلْ جِئْنٰکَ	انہوں نے کہا نہیں ہم وہ چیز
بِمَا کَانُوْا فِیْهِ	لے کر آئے ہیں، جس میں یہ لوگ
یَمْتَرُوْنَ ۝	شک کرتے تھے۔
وَاَتَیْنٰکَ بِالْحَقِّ وَ	ہم تجھ سے سچ کہتے ہیں اور
اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝	ہم حق کے ساتھ تمہارے پاس آئے ہیں
فَاَسْرِ بِاَهْلِکَ بِقِطْعٍ	لہذا اب تم کچھ رات رہتے ہوئے
مِّنَ الَّیْلِ وَاتَّبِعْ	اپنے گھر والوں کو لے کر نکل جاؤ
اَدْبَارَهُمْ	اور خود ان کے پیچھے چلو۔ تم میں
وَلَا یَلْتَفِتْ مِنْکُمْ	سے کوئی پلٹ کر نہ دیکھے۔ پس
اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَیْثُ	سیدھے چلتے جاؤ جدھر کا تم کو
تُؤْمَرُوْنَ ۝	حکم دیا گیا ہے۔
وَقَضَیْنَآ اِلَیْهِ	اور ہم نے اس کو اپنا فیصلہ
ذٰلِکَ الْاَمْرَ	سنا دیا۔ کہ صبح ہوتے ہی ان
اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ	لوگوں کی جڑ کاٹ دی
مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِیْنَ ۝	جائے گی۔

الحجر ۶۱ تا ۶۶ پ۱۴

Marfat.com

قومِ لوطؑ دوڑتی ہوئی آئی

وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝	اور شہر کے لوگ خوشی کے مارے دوڑتے ہوئے، لوطؑ کے گھر چڑھ آئے۔
قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِىْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ۝	لوطؑ نے کہا، یہ تو میرے مہمان ہیں۔ میری بے عزّتی نہ کرو۔
وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ۝	اللہ سے ڈرو اور مجھے ذلیل نہ کرو۔

قوم کا جواب

قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝	وہ بولے کیا ہم نے بار بار تم کو منع نہیں کیا کہ دنیا کے ٹھیکے دار نہ بنو۔
قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِىْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝	فرمایا اگر تم باز نہیں آتے تو میری بیٹیاں موجود ہیں۔
لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِىْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝	تیری جان کی قسم اے نبیؐ! اس وقت ان پر نشہ چڑھا ہوا تھا جس میں وہ اندھے ہو چکے تھے۔

Marfat.com

وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ
يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ۭ وَ
مِنْ قَبْلُ كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۭ
قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَاۗءِ
بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ
لَكُمْ فَاتَّقُوا
اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ
فِيْ ضَيْفِيْ ۭ اَلَيْسَ
مِنْكُمْ رَجُلٌ
رَّشِيْدٌ ۔
قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ
مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ
مِنْ حَقٍّ ۚ وَ
اِنَّكَ لَتَعْلَمُ
مَا نُرِيْدُ

اور آپ کی قوم کے لوگ
بے ساختگی کے عالم میں دوڑتے
ہوئے آپ کے گھر کی طرف
آئے۔ اور وہ پہلے ہی بدکاریوں
کے عادی تھے۔ لوطؑ نے فرمایا
اے میری قوم یہ میری بیٹیاں
موجود ہیں۔ یہ تمہارے لیے
پاکیزہ ہیں۔ اللہ سے ڈرو اور میرے
مہمانوں میں مجھے ذلیل نہ کرو۔
کیا تم میں کوئی بھی شریف آدمی
نہیں۔
انہوں نے جواب دیا۔ تو
جانتا ہے، تیری بیٹیوں میں
ہماری کوئی دلچسپی نہیں۔ اور
تو یہ بھی جانتا ہے کہ ہم کیا
چاہتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت لوطؑ مہمانوں کی آمد پر پریشان ہو گئے

وَلَمَّا جَآءَتْ	جب ہمارے فرشتے لوطؑ کے
رُسُلُنَا لُوطًا سِيْٓءَ	پاس پہنچے، فرشتوں کی آمد سے
بِهِمْ وَضَاقَ	بہت گھبرا گئے۔ اور دل میں
بِهِمْ ذَرْعًا وَّ	تنگی محسوس کی۔ پھر کہنے لگے کہ
قَالَ هٰذَا يَوْمٌ	لوطؑ کہ آج کے دن بڑی مصیبت
عَصِيْبٌ ۝	ہے۔
قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ	لوطؑ نے کہا کاش میرے پاس
بِكُمْ قُوَّةً اَوْ	اتنی طاقت ہوتی۔ کہ تمہیں سیدھا
اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ	کر دیتا۔ یا کوئی مضبوط سہارا ہوتا۔
شَدِيْدٍ ۝	جس کی پناہ میں چلا جاتا۔

ھود، ۷۷ تا ۸۰، پ۱۲

حافظ ابن کثیرؒ نے پ۱۲ آیت ۸۱، کے حوالے سے تحریر فرمایا، کہ جب فرشتے حضرت لوطؑ کے پاس آئے تو آپ اپنے کھیتوں میں کام کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا آج رات ہم آپ کے پاس مہمان ہیں حضرت لوطؑ بوجہ وضع داری اور شرم و حیا کے انکار نہ کر سکے تاہم گھر جاتے ہوئے انہوں نے رستہ میں اپنی مجبوری اور قوم کی بدکرداری کا اس انداز سے ذکر کیا کہ آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ فرمانے لگے۔ ہائے افسوس میری قوم تمام مخلوق سے بدتر ہو چکی ہے۔ گھر پہنچے تو آپ کی

Marfat.com

بڑھیا بیوی نے آنکھیں بچا کر چھت پر کھڑے ہو کر کپڑا ہلایا تو قوم دوڑتی ہوئی آئی اور جناب لوط علیہ السلام کے گھر کا گھراؤ کر لیا اور مہمانوں کی برآمدگی کا مطالبہ کرنے لگے۔ بعض مؤرخین نے لکھا ہے دروازہ توڑنے لگے۔ تب پیغمبر خدا حضرت لوط علیہ السلام بے حد و حساب پریشان ہو کر کہنے لگے۔ کاش آج میرے پاس قوت ہوتی یا کوئی سہارا ہوتا۔

فرشتے اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہیں

قرآن مجید کے سیاق و سباق سے یہ بات بالکل واضح ہوتی ہے کہ جب فرشتے جناب لوط علیہ السلام کے پاس آئے تو اللہ کے نبی لوطؑ کو کچھ خبر نہ تھی، کہ فرشتے ہیں یا کہ عام مہمان ہیں جو لڑکوں کی شکل صورت میں آئے! ورنہ وہ کسی صورت میں یہ نہ کہتے کہ مجھے مہمانوں میں ذلیل نہ کرو۔ میری بیٹیاں حاضر ہیں، گو اس جملے کے دو مفہوم بیان کیے گئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ نبی بحیثیت باپ کے ہوتا ہے۔ اس منصب کی بنا پر جناب لوط علیہ السلام۔ نے قوم کی بیٹیوں کو پیش کیا۔ کہ جو تمہارے گھر میں پہلے موجود ہیں۔ وہ بھی تو میری ہی بیٹیاں ہیں آخر تم جائز طریق پر اپنے جذبات کی تسکین کیوں نہیں کرتے؟ اگر یہ مطلب لیا جائے کہ انہوں نے اپنی حقیقی بچیوں کے بارے میں یہ الفاظ کہے تھے۔ تو اس کا معنی صرف اتنا ہی لینا چاہیئے۔ کہ انہوں انتہائی شرم دلانے کے لیے ایسے الفاظ استعمال فرمائے۔ جیسا کہ آج بھی شریف معزز

Marfat.com

آدمی دو فریقوں میں صلح کرواتے وقت کہہ دیتا ہے کہ چھوڑو یار اگر اس نے تجھے مارا یا گالی دی۔ تو تو مجھے مارے یا گالی دے لے لیکن معاملہ رفع دفع ہونا چاہیئے۔ بہر حال یہ محاورۃً بات کہی گئی تھی۔ شاید ان کو شرم و حیا آ جائے، لیکن جیسا کہ قرآن مجید نے ان کا جواب ذکر کیا۔ کہ وہ کہنے لگے، ہمیں عورتوں کے ساتھ کوئی دلچسپی نہیں۔ ہم جو کرنا چاہتے ہیں۔ اے لوطؑ تجھے بخوبی معلوم ہے۔ اندازہ لگایئے، جناب لوط علیہ السلام کو کتنی بے شرم بے حیا قوم کے ساتھ واسطہ پڑا تھا۔

پھر دوسرا جملہ تو جناب لوط علیہ السلام کی بے کسی اور بے لبی کا مظہر ہے۔ اسی موقعہ کا ذکر کرتے ہوئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ اللہ جناب لوط علیہ السلام پر رحم فرمائے۔ انہوں نے بے سہارا ہونے کی بات کہی۔ حالانکہ ان کے پاس رب ذوالجلال کا زبردست سہارا تھا۔

یغفر اللہ للوط	اللہ پاک لوطؑ کو معاف فرمائے
ان کان لیاوی	(کہ وہ اس طرح پریشان ہو گئے) کہ
الی رکن شدید	رکن شدید کی پناہ کے طالب ہوئے
وھو ربہ و	اور ان کے لیے تو زبردست محافظ
خالقہ۔	خود اللہ تعالٰے تھا۔ جو خالق و مالک
	ہے۔

Marfat.com

فرشتوں نے لوط کو تسلی دی

فَقَالُوْا يٰلُوْطُ
اِنَّا رُسُلُ
رَبِّكَ لَنْ
يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ
فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ
بِقِطْعٍ مِّنَ
الَّيْلِ وَ لَا
يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ
اَحَدٌ اِلَّا
امْرَاَتَكَ ط اِنَّهٗ
مُصِيْبُهَا مَآ
اَصَابَهُمْ ط اِنَّ
مَوْعِدَهُمُ
الصُّبْحُ ۔

تب فرشتوں نے جناب لوط
کو کہا، جناب آپ نہ گھبرا
ہم تو آپ کے ربّ کے بھیجے
ہوئے فرشتے ہیں۔ یہ لوگ اب
آپ کی طرف نہیں بڑھ سکتے۔ ل
آپ رات کے آخری حصے میں
بمع اہل و عیال یہاں سے نکل
اور آپ میں سے کوئی فرد پیچھے
پلٹ کر نہ دیکھے۔ ہاں اپنی
کو ساتھ نہ لے جائیں۔ کیونکہ
آپ کی بیوی کے ساتھ وہی ک
ہونے والا ہے، جو آپ کی قو
کے ساتھ۔ بس ان کی تباہی کے
لیے صبح کا وقت مقرر ہو چکا ہے۔

(ھود ۸، پ۱۲)

اَلَیۡسَ الصُّبۡحُ بِقَرِیۡبٍ؟

صبح ہونے میں اب کتنی دیر ہے۔

فَلَمَّا جَآءَ اَمۡرُنَا	پھر جب ہم نے حکم نافذ کیا
جَعَلۡنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا	تو کر دیا ہم نے اس بستی کو
وَاَمۡطَرۡنَا عَلَیۡهَا حِجَارَةً	اوپر نیچے (تہس نہس) اور
مِّنۡ سِجِّیۡلٍ ۙ	تابڑ توڑ پکی مٹی کے پتھر
مَّنۡضُوۡدٍ ۙ	برسائے۔
مُّسَوَّمَةً عِنۡدَ	تیرے رب کی طرف سے
رَبِّكَ وَمَا	ہر پتھر پر نشان (نام) لکھا ہوا
هِیَ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ	تھا۔ اور ظالموں سے یہ سزا
بِبَعِیۡدٍ ۔	دور نہیں ہے۔

قوم لوط علیہ السلام کو تہس نہس کر دیا گیا

فَجَعَلۡنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا	اور ہم نے اس بستی کو زیر وزبر
وَاَمۡطَرۡنَا عَلَیۡهِمۡ حِجَارَةً	کر دیا اور ان پر پکی مٹی کے پتھروں
مِّنۡ سِجِّیۡلٍ ۔	کی بارش برسائی۔
اِنَّ فِیۡ	اس واقعے میں بڑے نشانات
ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ	ہیں۔ ان لوگوں کے لیے جو بصیرت

Marfat.com

لِلْمُتَوَسِّمِيْنَ ○	سے کام لیتے ہیں۔
وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ○	اور وہ علاقہ عام گزرگاہ پر ہے۔
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ	اس میں عبرت کا سامان ہے ان کے لیے جو ایمان دار ہیں۔

(الحجر ۱ تا ۷۷، پ ۱۴)

Marfat.com

جناب لوطؑ کی بیوی عذاب میں گرفتار ہوگئی

ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّ امْرَاَتَ لُوْطٍ کَانَتَا تَحْتَ عَبْدَیْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَیْنِ فَخَانَتٰھُمَا فَلَمْ یُغْنِیَا عَنْھُمَا مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا وَّقِیْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِیْنَ ۰

اللہ کفار کے لیے بیگم نوحؑ اور زوجہ لوطؑ کو بطور مثال پیش فرماتے ہیں۔ وہ دونوں ہمارے صالح بندوں کی زوجیت میں تھیں۔ مگر انہوں نے اپنے خاوندوں سے خیانت کی۔ وہ (نوحؑ، لوطؑ) دونوں اللہ کے مقابلے میں ان کے کچھ بھی کام نہ آسکے۔ دونوں کی (بیویوں) سے کہہ دیا گیا۔ تم بھی آگ میں داخل ہونے والوں کے ساتھ چلی جاؤ۔

(التحریم، ۱۰، پ۲۸)

نیک عورتوں کی مثال

وَضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۰

اہلِ ایمان کے لیے اللہ فرعون کی بیوی (آسیہؓ) کی مثال بیان کرتا ہے۔ جب کہ اس نے

Marfat.com

اِذْ قَالَتْ رَبِّ — دعا کی ۔ اے میرے رب میرے
ابْنِ لِیْ عِنْدَكَ — لیے ، اپنے ہاں جنّت میں ایک
بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ — گھر بنا دے ۔ اور مجھے فرعون
وَنَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ — اور اس کے عمل سے بچا
وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِیْ — اور ظالم قوم سے مجھے نجات
مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ○ — عطا فرما۔

(التحریم ۱۱، پ۲۸)

ایمان کے بغیر نبی کا رشتہ بھی فائدہ مند نہیں ہوتا

مندرجہ بالا آیات سے یہ بات بالکل واضح ہوتی ہے۔ کہ ایمان کے بغیر کوئی رشتہ فائدہ مند نہیں ہوتا چاہے وہ نبی کی زوجیّت کا رشتہ کیونکہ نہ ہو۔ رشتہ زوجیّت بھی کوئی نفع نہیں پہنچا سکتا۔

اسی طرح واقعہ نوحؑ میں پدری رشتہ کی مثال سامنے رکھنی چاہیے وہاں بھی حضرت نوحؑ کی خواہش کے باوجود آپ کا بچہ طوفان سے نہ بچ سکا اور نہ نوحؑ بچا سکے۔

قرآن حکیم کا اعلان

وَاتَّقُوْا یَوْمًا لَّا — اس دن سے ڈرو۔ جب کوئی کسی
تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ — کے کام نہیں آئے گا۔ اور نہ

نَفْسٍ شَيْئًا وَّ لَا	کی سفارش قبول ہوگی۔ اور نہ
يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ	ہی کسی سے فدیہ لے کر چھوڑا
وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ	جائے گا۔ اور نہ ہی مجرموں کو
وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝	کہیں سے مدد مل سکے گی۔

(البقرۃ ۴۸، پ ۱)

دوسری طرف عمل صالح ہوں، تو چاہے فرعون ہی کے ساتھ تعلق زوجیت کیونکہ نہ ہو۔ وہ بھی ایمان دار کے لیے نقصان کا باعث نہیں ہوگا۔ بشرطیکہ فریضۂ تبلیغ ادا کیا ہو۔ اسی لیے قرآن مجید نے اس بات کو نمایاں طور پر بیان کیا۔

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے ایمان والو! اپنا خیال کرو
عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا	کہ کسی دوسرے کی گمراہی تمہیں
يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ	کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اگر
اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ؕ اِلَى	تم خود راہِ ہدایت پر ہو، اللہ
اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا	کی طرف پلٹ کر تم سب نے
فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا	جانا ہے۔ پھر وہ تمہیں بتائے گا۔ تم
كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝	کیا اعمال کیا کرتے تھے۔

(المائدہ ۱۰۵، پ ۷)

Marfat.com

حضرت لوطؑ اور اہلِ ایمان بچ گئے

جیسا کہ فرشتوں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا اے جناب لوطؑ آپ کو حکم خداوندی ہے کہ آپ قوم کے عذاب سے پہلے ہی یہاں سے نکل جائیں سوائے آپ کی زوجہ کے۔ باقی تمام مومنوں کو آگے رکھیں اور جنابؑ ان کے پیچھے چلیں اور یہ بھی ذہن میں رکھنا کہ کوئی فرد پیچھے پلٹ کر نہ دیکھے۔

فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ	جب رات کا کچھ حصہ گذر جائے
بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ	تو اپنے اہل کو لے کر نکل جاؤ
وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ	سوائے آپ کی بیوی کے۔ ہاں
اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ	کوئی فرد پیچھے پلٹ کر نہ دیکھے

هود ۸۱، پ ۱۲

قومِ لوطؑ پر صبح کے وقت عذاب آیا

اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ	ان کے عذاب کا وقت صبح کا
اَلَيْسَ الصُّبْحُ	وقت ہے۔ کیا صبح قریب
بِقَرِيْبٍ ۝	نہیں ہے۔

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر جب عذاب کی کاروائی شروع ہوئی تو فرشتوں نے ان بستیوں کو دھرتی سمیت اٹھایا۔ اتنا اونچا

Marfat.com

لے گئے کہ بستی کے کتوں کی آوازیں پہلے آسمان کے فرشتوں نے سنیں۔ اس کے بعد ان کو زمین پر دے مارا گیا اور خدا کا قہر دیکھیے۔ اس کے بعد بھی ان پر پتھروں کی بارش ہوئی۔ اور مزید غضب الٰہی کا اندازہ لگایئے کہ ہر پتھر کے اوپر ہر ظالم کا نام لکھا ہوا تھا۔ کہ اس پتھر نے فلاں شخص کی سرکوبی کرنی ہے۔

حضرت لوطؑ نے ضغرؔ میں قیام فرمایا

وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ۔	ہم نے آپ کو گندے لوگوں کی بستی سے نجات دی۔

جناب لوط علیہ السلام اور آپ کے رفقا بقیہ رات چلتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ تو ضغر کی بستی میں پہنچ گئے۔

نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ	ہم نے انہیں صبح کے وقت نجات دی

(القمر ۳۴، پ ۲۷)

واقعہ لوطؑ کا مقصد

سیرت ابراہیم علیہ السلام کے دوران حضرت لوط علیہ السلام کے واقعہ بیان کرنے کی غرض و غایت یہ ہے کہ اے اہل مکہ یاد رکھو، اگر تم نے اپنے آپ کو سنبھالا نہ دیا، تو یاد رکھنا ابراہیم کے ساتھ

لہ حوالہ قصص القرآن

Marfat.com

تمہارا رشتہ جتلانا یا کعبہ کا متولّی ہونا تمہیں خدا کے غضب سے نہ
بچا سکے گا۔ جیسا کہ زوجۂ لوطؑ کو رشتہ زوجیت نہ بچا سکا۔ اس کے سا
یہ بات بھی ذہن میں رہے، کہ جب اللہ تعالٰے کا عذاب آیا تو وہ شم
عدل کی طرح بے لاگ رشتہ حق کے سوا تمام رشتوں ناطوں کو کاٹ کر
یوں پھینک دے گا۔ جس طرح عضو فاسد کو کاٹ دیا جاتا ہے اللہ
کے فیصلے میں کوئی چیز نہ کبھی حائل ہوئی اور نہ ہو سکے گی۔

Marfat.com

تعمیرِ کعبہ کا حکم

❋

کائنات میں محبوب ترین بستی

❋

مرکزِ ملّت کو پاک صاف رکھا جائے

❋

تکمیل کے بعد دعائیں

Marfat.com

تاریخ کعبۃ اللہ

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ۔

بے شک سب سے پہلی عبادت گاہ جو انسانوں کے لیے تعمیر ہوئی وہ مکۃ مکرمہ میں ہے۔ اس کو خیر و برکت دی گئی ہے۔ اور اہلِ دنیا کے لیے مرکز ہدایت بنایا گیا ہے۔

(آلِ عمران ۹۶ پ ۴)

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری[1] شرح جامع صحیح بخاری میں ایک روایت ذکر کی ہے۔ جس سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ بیت اللہ کی سب سے پہلی اساس حضرت آدم علیہ السلام کے ہاتھوں رکھی گئی۔ اور ملائکۃ اللہ نے ان کو اس جگہ کی نشاندہی کی۔ پھر طوفان نوح علیہ السلام اور ہزاروں سال کے حوادث نے اس کو بے نشان کر دیا تھا۔ ع

دنیا کے بتکدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا

البتہ کچھ آثار باقی تھے۔ جیسا کہ آپ چند سطور کے بعد صحیح بخاری کے حوالے سے ملاحظہ فرمائیں گے۔

اور یہی وہ مقامِ بنیاد ہے۔ جس کا تذکرہ قرآن حکیم میں ان الفاظ کے

---

[1] فتح الباری جلد ۶ بحوالہ قصص القرآن۔

ساتھ موجود ہے۔

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ	وہ وقت یاد کیجئے جب ہم نے
مَكَانَ الْبَيْتِ	ابراہیمؑ کے لیے اس گھر (خانہ کعبہ)
اَنْ لَّا تُشْرِكْ	کی جگہ تجویز کی تھی (اس ہدایت کے
بِیْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ	ساتھ) کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک
بَيْتِیَ لِلطَّآئِفِيْنَ	نہ کرو۔ اور میرے گھر کو طواف کرنے
وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ	والوں اور قیام و رکوع و سجود کرنے
السُّجُوْدِ۔	والوں کے لیے پاک صاف رکھنا۔

(الحج ۲۶ پ ۱۷)

اور یہی وہ جگہ ہے، جس کا ذکر حضرت خلیل علیہ السلام نے ہاجرہؑ اور اسماعیلؑ کو یہاں چھوڑتے وقت کیا تھا۔

رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ	ہمارے رب! میں نے ایک بے آب و
ذُرِّيَّتِیْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِیْ	گیاہ وادی میں اپنی اولاد کو تیرے محترم
زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ	گھر کے پاس لا بسایا ہے۔

(ابراہیم ۳۷ پ ۱۳)

بنائے ابراہیم علیہ السلام

وہ دنیا میں گھر سب سے پہلا خدا کا
خلیلؑ ایک معمار تھا، جس بنا کا

Marfat.com

جیسا کہ ہم نے ابتدائے کتاب صفحہ ۲۰۸ پر ذکر کیا تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تبلیغ دینِ حنیف کے لیے اردن، شام اور حجازِ مقدس کو پیغامِ حق کا مرکز قرار دیا تھا۔ اور گاہے گاہے ان مراکز کا دورہ کرتے اور ہدایات و ارشادات فرماتے رہتے تھے۔ اس طرح آپ حسبِ معمول بحکم خداوندی حضرت ہاجرہؑ اور جناب اسماعیل علیہ السلام کی خبر گیری کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اسی اثنا میں تعمیرِ کعبۃ اللہ کا حکم ہوا۔ جیسا کہ نبیِ رحمت کی زبان اطہر سے بخاری میں تفصیل موجود ہے۔

ثُمَّ لَبِثَ عَنْهُمْ	پھر جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور
مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ	تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے
جَاءَ بَعْدَ ذَالِكَ	ملک (فلسطین) میں ٹھہرے رہے۔
وَاِسْمٰعِيْلُ يَبْرِیْ	اس کے بعد جب اسماعیلؑ کے پاس
نَبْلًا لَهٗ تَحْتَ	تشریف لائے۔ تو اسماعیل علیہ السلام
دَوْحَةٍ قَرِيْبًا مِّنْ	زمزم کے پاس ایک درخت کے نیچے
زَمْزَمَ۔	بیٹھ کر تیر ٹھیک ٹھاک کر رہے تھے
فَلَمَّا رَاٰهُ قَامَ	جب اسماعیلؑ نے اپنے والد مکرم
اِلَيْهِ فَصَنَعَا كَمَا	و محترم کو دیکھا تو اٹھ کر استقبال کیا
يَصْنَعُ الْوَالِدُ	چنانچہ دونوں اس طرح ملے جس
بِالْوَلَدِ وَالْوَلَدُ	طرح باپ بیٹے سے اور بیٹا باپ
بِالْوَالِدِ۔	سے ملتا ہے۔

ثُمَّ قَالَ يَا إِسْمٰعِيلُ إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي أَنْ أَبْنِيَ هٰهُنَا بَيْتًا وَأَشَارَ إِلٰى أَكَمَةٍ مُرْتَفِعَةٍ عَلٰى مَا حَوْلَهَا۔ قَالَ فَعِنْدَ ذٰلِكَ رَفَعَا الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ۔ فَجَعَلَ إِسْمٰعِيلُ يَأْتِي بِالْحِجَارَةِ وَإِبْرَاهِيمُ يَبْنِي حَتّٰى إِذَا ارْتَفَعَ الْبِنَاءُ جَاءَ بِهٰذَا الْحَجَرِ فَوَضَعَهُ لَهُ فَقَامَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَبْنِي وَإِسْمٰعِيلُ يُنَاوِلُهُ الْحِجَارَةَ۔

پھر فرمانے لگے، بیٹا اسماعیل! مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، کہ اُس اونچی جگہ پر بیت اللہ کو تعمیر کروں (اسماعیلؑ نے عرض کی میں حاضر خدمت ہوں۔) نبی اکرمؐ ارشاد فرما رہے ہیں اسی جگہ حضرت ابراہیم اور اسماعیل نے بنیادیں اٹھائیں۔ اسماعیل علیہ السلام پتھر لائے جا رہے تھے۔ اور حضرت ابراہیمؑ تعمیر فرما رہے تھے۔ جب دیواریں اونچی ہو گئیں۔ (یعنی زمین پر کھڑے ہو کر پتھر لگانا مشکل ہو گیا) تو اسماعیلؑ یہ پتھر[1] اٹھا کر لائے۔ (جس کو مقام ابراہیمؑ کہا جاتا ہے) حضرت ابراہیمؑ نے اس پتھر پر چڑھ کر کعبہ کی تکمیل و تعمیر فرمائی اور اسماعیل معاونت کرتے رہے۔

---

[1] بعض روایات سے یہ بات ملتی ہے کہ حکم خداوندی سے یہ پتھر خود بخود حسب ضرورت اوپر نیچے ہوتا تھا۔

Marfat.com

اس پورے واقعہ کو قرآن مجید نے یوں ذکر فرمایا ہے۔

وَ اِذْ یَرْفَعُ اِبْرَاھِیْمُ	اور یاد کرو جب ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ
الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ	اس گھر (بیت اللہ) کی دیواریں اٹھا
وَاِسْمٰعِیْلُ ط رَبَّنَا	رہے تھے۔ تو دعا کرتے جاتے تھے
تَقَبَّلْ مِنَّا ط اِنَّكَ	اے ہمارے پروردگار۔ ہم سے یہ خدمت
اَنْتَ السَّمِیْعُ	قبول فرمائے۔ تو سب کی سننے اور
الْعَلِیْمُ۔	جاننے والا ہے۔

(البقرۃ ۲۷ پ ۱)

مقامِ ابراہیم علیہ السلام

یہ وہی پتھر ہے۔ جس کا تذکرہ ابھی آپ نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ بابرکات سے سُنا۔ ایک دفعہ دورانِ حج حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور سے پوچھا تھا۔ کیا یہ وہی پتھر ہے۔ جس کو قرآن مجید نے مقام ابراہیم کہا ہے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا۔ ہاں یہی مقام ابراہیمؑ ہے تب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے کاش ہم اس کو قبلہ قرار دے لیں۔ چند لمحے بعد یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ ابن کثیر تفسیر آیت ہذا

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ	اے لوگو! مقام ابراہیمؑ کو مستقل
اِبْرَاھِیْمَ مُصَلًّی۔	جائے نماز بنا لو۔

(البقرۃ ۱۲۵، پ ۱)

Marfat.com

فضائل مکۃ مکرمہ

یہ وادیٔ قدس جلالت و عظمت رفعت و بلندی اور علوّ مرتبت کے لحاظ سے اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ یہ دنیا وجہاں کی تمام بستیوں قصبوں اور شہروں میں نرالی حیثیت کی حامل ہے۔ یہ ایسی نگری کہ جس کا نام ام القریٰ رکھا گیا۔ اور قرآنِ حکیم فرقان حمید میں اس کا بار بار تذکرہ کیا گیا۔

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ	یقیناً لوگوں کے لیے پہلی عبادت گاہ
وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ	مکۃ مکرمہ میں بنائی گئی اس میں بڑی
بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى	برکت اور اس کو ہدایت کا ذریعہ
لِّلْعٰلَمِيْنَ۔	بنایا گیا ہے۔

(آلِ عمران ۹۶ پ)

یہی شہر مقدس ہے۔ جس کی رب ذوالجلال نے قسمیں اٹھائی ہیں۔

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ہ	قسم ہے انجیر اور زیتون اور طور
وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ہ وَ	سینا کی اور اس پُر امن شہر
هٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ہ	(مکۃ) کی۔

(التین ا تا ۳ پ۳۰)

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ہ	میں قسم کھاتا ہوں، اس شہر کی
وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ہ	اس حال میں کہ اس شہر میں آپ
(البلد ۱، ۲ پ۳۰)	اتریں گے۔ (فتح کریں گے)

Marfat.com

اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف موقعوں پر اس شہرِ محترم کی عزت حرمت کا اعلان فرمایا۔

عن ابن عباس
قال قال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم
یوم فتح مکۃ
لا ھجرۃ ولکن
جھاد ونیۃ فاذا
استنفرتم فانفروا قال
یوم فتح مکۃ ان ھذا
البلد حرمہ اللہ
یوم خلق السمٰوٰت
والارض فھو حرام
بحرمۃ اللہ الی
یوم القیامۃ و
انہ لم یحل
القتال فیہ لاحد
قبلی ولم یحل
لی الا ساعۃ

ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ فتح مکہؐ کے
روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اب ہجرت کا حکم نہیں ہے۔ لیکن اور
نیّت ضرور ہے۔ جب تمہیں جہاد
کے لیے کہا جائے تو چل نکلو۔ اور
فتح مکہؐ کے دن ہی آپ نے یہ بھی
اعلان فرمایا۔ اس شہر مکہؐ کو خدا
نے اسی دن سے محترم بنایا ہے۔
جب سے زمین آسمان کو پیدا کیا۔
لہٰذا اللہ تعالےٰ کے حکم کے مطابق
اس کا ادب واحترام قیامت تک
کے لیے واجب ہے۔ مجھ سے
پہلے اللہ تعالےٰ نے کسی شخص کو
یہاں قتال کی اجازت نہیں دی۔
اور مجھے بھی صرف تھوڑے وقت
کے لیے اجازت ملی تھی۔ اب وہ
وقت گزر جانے کے بعد قیامت

Marfat.com

من نهار فهو
احرام بحرمة الله
الى يوم القيامة
لا يعضد شوكة ولا
ينفر صيده و
لا يلتقط لقطته
الا من عرفها و
لا يختلى خلاها
قال العباس يا
رسول الله الا
الاذخر فانه
لقينهم وبيوتهم
فقال الا الاذخر

(بخاری)
و
(مسلم)

تک کے لیے یہاں جنگ و جدال
یا کوئی ایسی حرکت جس سے حرم
محترم کی بے حرمتی ہوتی ہو جائز
نہیں۔ اس مخصوص علاقہ کے خاردار
درخت بھی نہ کاٹے جائیں۔ یہاں
کے شکار جانور کو پریشان نہ
کیا جائے۔ کوئی گری چیز
کو نہ اٹھائے۔ سوائے جو اس
کے مالک کو جانتا ہو (یا ذمہ
دار کے حوالے کرنے کے لیے)
یہاں کی گھاس بھی نہ اکھاڑی جائے
اس پر حضرت عباس بولے کہ آپ
اذخر گھاس کی اجازت دیں۔ کیونکہ
جہاں کی صنعت اور گھروں میں کام
آتی ہے۔ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس گھاس کو مستثنی
قرار دیا۔

Marfat.com

یہاں ہتھیار اٹھانا ممنوع ہے

عن جابر قال سمعت	حضرت جابرؓ کا بیان ہے۔ کہ میں
النبی صلی اللہ علیہ وسلم	نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے
یقول لا یحل لاحدٍ ان	سُنا۔ آپ فرماتے تھے کسی مسلم کے
یحمل بمکۃ السلاح (مسلم)	لیے جائز نہیں کہ وہ مکہ میں ہتھیار اٹھائے

ساری کائنات میں محبوب بستی

عن ابن عباس قال	ابن عباسؓ نے کہا نبی اکرم صلی
قال رسول اللہ	اللہ علیہ وسلم نے مکہ کو خطاب کرتے
صلی اللہ علیہ وسلم	ہوئے فرمایا تو کس قدر پاکیزہ اور
لمکۃ ما اطیبک من	دل پسند شہر ہے۔ اور تو مجھے کتنا
بلدٍ واحبک الیّ	عزیز ہے۔ اگر میری قوم مجھے نہ نکالتی
ولولا ان قومی اخرجونی	تو میں تجھے چھوڑ کر کسی بستی میں رہنے
منک ماسکنت غیرک (ترمذی)	کے لیے تیار نہ تھا۔

کعبۃ اللہ کی عظمت و فضیلت

اس جہان رنگ و بو میں بے شمار عمارات و محلات خوبصورت سے خوبصورت ترین موجود ہیں۔ جن کے حسن و جمال کو مزید کرنے کے لیے لاکھوں

کروڑوں اربوں روپے لگائے گئے اور خرچ کیے جا رہے ہیں۔ ان کو دیکھو تو کہ عقلِ انسانی دنگ رہی جاتی ہے۔ لیکن کوئی ایسی جگہ یا عمارت نہیں جس کے دیدار کو اہلِ جہاں کے لیے لازم قرار دیا گیا ہو۔ اور جس کے لیے اتنی دنیا کے دل تڑپتے ہوں۔ یہ اکرام و مقام صرف اور صرف ایک عمارت کو نصیب ہوا۔ جس کو عام پتھروں سے اٹھایا گیا ہے۔ اللہ رب العزت نے اس کو بیت اللہ قرار دیا۔ یعنی اللہ کا گھر۔ اور اس کی زیارت کو تمام اہلِ ثروت و ہمت پر لازم قرار دیا۔

یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ	لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جس
حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ	کو اس گھر تک پہنچنے کی استطاعت
اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا	ہو وہ اس کا حج کرے اور جو کوئی
وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ	اس حکم کی پیروی سے انکار کرے
اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ	تو اسے معلوم ہو جانا چاہیئے کہ اللہ
الْعٰلَمِيْنَ۔	تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے

(آلِ عمران ۹۷۔ پ ۴)

نبیٔ رحمت سے عرض کیا گیا کہ اللہ کے حبیب حج کس پر ضروری ہے آپ نے ارشاد فرمایا۔

عن ابن عمر قال	ابن عمر رض کا بیان ہے۔ ایک آدمی

Marfat.com

جاء رجل الی النبی	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
صلی اللہ علیہ وسلم فقال	گرامی میں حاضر ہوا اور عرض کرنے
یارسول ! مایوجب	لگا۔ اے اللہ کے نبی! حج کس چی
الحج قال الزاد و	کے ہونے سے فرض ہے آپ
الراحلۃ ۔	ارشاد فرمایا۔ سامان سفر اور سواری

(بخاری و مسلم)

جو استعداد رکھنے کے باوجود زیارت کعبہ (حج) نہیں کرتا۔ آپ نے بڑی ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

فلا علیہ ان یموت	جو بیت اللہ تک پہنچنے کی طاقت
یہودیا او نصرانیا	باوجود حج نہیں کرتا۔ وہ چاہے یہ
وذالک ان اللہ	ہوکر مرے یا عیسائی ہوکر مر جا
تبارک وتعالیٰ	(ہمیں اس کی کوئی پرواہ نہیں) یہ
یقول وللہ علی	اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمائی۔ ا
الناس حج البیت	کے لیے بیت اللہ کا حج فرض
من استطاع الیہ	ان لوگوں پر جو اس تک جانے
سبیلا۔ (ترمذی)	استطاعت رکھتے ہیں۔

مرکزِ ملت

اسے قبلہ بنا کر ملتِ اسلامیہ کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا گیا ہے

تاکہ جس طرح ان کے احساسات و جذبات کی سمت ایک ہی طرف ہے یعنی اللہ تعالےٰ کی طرف اسی طرح ان کا جسمانی زاویہ بھی ایک ہی رُخ اختیار کرے۔ تاکہ ملت کی مرکزیت قائم رہ سکے۔

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ	یقیناً لوگوں کے لیے جو پہلا گھر
وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ	بنایا گیا۔ وہ مکّہ میں ہے۔ اس میں
بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى	برکت اور ذریعہ رہنمائی ہے اہل
لِّلْعٰلَمِيْنَ۔	جہان کے لیے۔

(آلِ عمران ۹۶، پ ۴)

دَارُالاَمنْ

وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ	اور جو اس میں داخل ہوگیا
اٰمِنًا۔	وہ مامون ہوگیا۔

(آلِ عمران ۹۶ پ ۴)

کعبۃ اللہ کی برکت

جو اس گھر میں داخل ہوا نہ صرف وہی امن والا ہوا۔ بلکہ اس گھر کی بدولت پورا علاقہ امن و سلامتی کا گہوارہ قرار پایا۔ اور اس کے باسیوں کے لیے ہر چیز کو بابرکت کر دیا گیا۔

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۝	چونکہ قریش مانوس ہوئے۔

Marfat.com

اِلٰفِھِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ۔ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ۔ اَلَّذِیْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۝ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ۔

یعنی سردی اور گرمی کے سفروں سے مانوس۔ لہٰذا ان کو چاہیے کہ اس گھر کے رب کی عبادت کریں۔ جس نے انہیں بھوک سے بچاکر کھانے کو دیا اور خوف سے بچاکر امن عطا کیا۔

(قریش ۱تا۴۔ پ۳۰)

رُوحَانی برکت

اس گھر کی زیارت سے مومنوں کے قلوب و اذہان منوّر ہونے کے ساتھ ساتھ ان کی نیکیوں میں بیش بہا اضافہ ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ جس نے یہاں ایک نماز پڑھی اس کو ایک لاکھ نماز کا ثواب ملے گا۔

تکمیلِ کعبۃ اللہ کے بعد ذمہ داریاں

کعبے کو صاف ستھرا رکھا جائے۔

وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ

ہم نے ابراہیم اور اسماعیل سے عہد لیا۔ کہ میرے گھر (کعبہ) کو پاک صاف رکھنا۔ طواف اعتکاف

وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ — رکوع اور سجود کرنے والوں کے لیے

(البقرۃ ۱۲۵، پ۱)

پاک صاف رکھنے کا صرف یہی معنیٰ نہیں کہ اس کو کوڑے کرکٹ سے پاک صاف رکھا جائے۔ بلکہ اس کے ساتھ ہی اصل صفائی تو یہ ہے۔ کہ اس کو شرک کی گندگی سے محفوظ رکھا جائے۔ جیسا کہ قرآن مجید کے دوسرے مقام میں واضح ارشاد موجود ہے۔

کہ مشرک کو حرم میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔ کیونکہ مشرک روحانی طور سے گندہ اور پلید ہوتا ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا	اے ایمان لانے والو! مشرکین ناپاک
الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوا	ہیں۔ اس سال کے بعد یہ مسجد حرام
الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِھِمْ ھٰذَا	کے قریب نہ پھٹکنے پائیں۔

(التوبہ ۲۸، پ۱۰)

تولیت کعبہ کا مشرک کو کوئی حق نہیں

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِیْنَ	مشرکین کو کوئی حق نہیں کہ وہ اللہ
اَنْ یَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ	کی مسجدوں کے مجاور اور خادم بنیں
شٰھِدِیْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ	دراں حالیکہ وہ اپنے اوپر خود کفر
بِالْكُفْرِ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ	کی شہادت دے رہے ہیں۔ ان
اَعْمَالُھُمْ وَفِی النَّارِ	کے تو سارے اعمال ضائع ہوں گے

هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ اور جہنم میں ان کو ہمیشہ رہنا ہوگا۔

(التوبہ ۱۷، پ۱۰)

اصنام سے پاک رکھنا

حضرت ابراہیم نے دُعا مانگی تھی۔ خدایا مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی عبادت سے بچائے رکھنا۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ جب ابراہیمؑ نے اپنے رب کے
اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ حضور دُعا کی کہ پروردگار اس شہر کو
اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ امن کا شہر بنا اور مجھے اور میری اولاد
نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۝ کو بت پرستی سے بچا۔
رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ یارب اس لیے کہ ان بتوں نے
كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ج بہتوں کو گمراہ کردیا ہے۔

(ابراہیم ۳۵-۳۶، پ۱۳)

اسی لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ کو فتح کیا تو تمام بتوں کو مسمار کردیا۔ اور کعبے میں داخل ہوکر ان تصویروں کو مٹایا۔ جو مشرکین نے دیواروں پر ابراہیم اور اسماعیل کی بنا رکھی تھیں۔

جنگ وجدال سے پاک رکھا جائے

جیسا کہ ابھی ابھی آپ پڑھ آئے ہیں کہ فتح مکہ کے روز نبی اکرمؐ نے

Marfat.com

فرمایا تھا۔ ان چند لمحات کے علاوہ جن کی صرف مجھے اجازت دی گئی تھی۔ روزِ اوّل سے لے کر قیامت تک یہاں لڑنا جھگڑنا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔

تعمیرِ کعبہ کے بعد ابراہیمؑ کی دُعائیں

اللہ اس شہر کو امن والا بنا اور اس کے باسیوں کو پھلوں کا رزق دینا۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ؕ

ابراہیم علیہ السلام نے دُعا کی اے میرے رب اس شہر کو امن والا شہر بنا دے۔ اور اس کے باشندوں میں سے جو اللہ اور آخرت کو مانیں۔ انہیں ہر ہر قسم کے پھلوں کا رزق دینا۔ جواباً اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا جو نہ مانے گا دنیا کی چند روزہ زندگی کا سامان تو میں اُسے بھی دوں گا۔ مگر آخرکار اسے عذاب جہنم کی طرف گھسیٹوں گا اور وہ بدترین ٹھکانا ہے۔

(البقرۃ ۱۲۶، پ۱)

اے اللہ ہمیں اور ہماری اولاد کو مسلمان رکھنا

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

اے ہمارے رب ہمیں اپنا مطیع فرمانبردار بنا اور ہماری نسل سے ایک ایسی قوم اٹھا جو تیری مطیع ہو اور ہمیں حج (عبادت) کے طریقے بتا اور ہماری کوتاہیوں سے درگزر فرما۔ تو بڑا معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

(البقرہ ۱۲۸، پ ۱)

خدایا ان میں سے رسول منتخب فرما

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۭ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

اے ہمارے پروردگار ان میں ایسا رسول اٹھا جو انہیں میں سے ہو۔ جو انہیں تیری آیات سنائے ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کی زندگیاں سنوار دے تو بڑا غالب اور حکمت والا ہے۔

(البقرۃ، ۱۲۹، پ ۱)

ہمیں بتوں سے بچائے رکھنا

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ	یاد کرو وہ وقت جب ابراہیمؑ
رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا	نے دُعا کی تھی کہ پروردگار اس شہر
الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ	کو امن والا شہر بنادے اور مجھے
وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ	اور میری اولاد کو بت پرستی
الْاَصْنَامَ ۝	سے بچائے رکھنا۔
رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ	پروردگار! ان بتوں نے (یعنی ان
كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ	کی وجہ سے) بہت سے لوگوں کو
فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ	گمراہ کردیا ہے (لہذا ان سے)، جو میرے
مِنِّيْ وَمَنْ عَصَانِيْ	طریقے پر چلے وہ میرا ہے۔ اور جو
فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ	میرے طریقہ کے خلاف چلے۔ یقیناً
رَّحِيْمٌ	تو پھر بھی درگزر کرنے والا ہے

(ابراھیم ۳۵، ۳۶، پ۱۳)

الٰہی لوگوں کو ان کا مشتاق بنادے

رَبَّنَا اِنِّيْ اَسْكَنْتُ مِنْ	ہمارے رب میں نے اپنی اولاد کو
ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ	بے آب وگیاہ وادی میں تیرے
زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ	محترم گھر کے پاس لا بسایا ہے اللہ!

Marfat.com

الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا	یہ میں نے اس لیے کیا ہے تاکہ
الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً	یہ لوگ نماز قائم کریں۔ لہٰذا تو
مِّنَ النَّاسِ تَهْوِىٓ اِلَيْهِمْ	لوگوں کے دلوں کو ان کا مشتاق
وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ	بنا دے۔ اور انہیں پھل کھانے کو
لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ہ	دے۔ شاید یہ شکر گذار ہو جائیں
رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِىْ	پروردگار تو جانتا ہے، جو کچھ ہم
وَمَا نُعْلِنُ، وَمَا يَخْفٰى عَلَى	چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے
اللّٰهِ مِنْ شَىْءٍ فِى الْاَرْضِ	ہیں۔ اللہ سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں
وَلَا فِى السَّمَآءِ ہ	نہ زمین میں نہ آسمانوں میں۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ وَهَبَ	شکر اس خدا کا جس نے مجھے بڑھاپے
لِىْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ	میں اسمٰعیل اور اسحاق جیسے بیٹے
وَاِسْحٰقَ ط اِنَّ رَبِّىْ	عطا کیے، حقیقت یہ ہے۔ میرا رب
لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ۔	ضرور دعا سنتا ہے۔

(ابراھیم ۳۷، ۳۸، ۳۹ - پ۱۳)

میرے رب مجھے اور میری اولاد کو نمازی بنا

رَبِّ اجْعَلْنِىْ	میرے رب مجھے نماز قائم کرنے والا
مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ	بنا اور میرے اولاد سے بھی
وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ رَبَّنَا	دنمازی بنا، اللہ میری دعا

Marfat.com

وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝	قبول فرما۔

(ابراھیم ۴۰، پ۱۳)

مالک قیامت کے روز سب مومنوں کو معاف فرما دینا

رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝	پروردگار! مجھے اور میرے والدین[1] کو اور سب ایمان لانے والوں کو اس دن معاف کر دیجئے کہ جب حساب قائم ہوگا۔

(ابراھیم ۴۱، پ۱۳)

خدایا دعاؤں کو قبول فرما

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ط اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝	اے پروردگار! ہم سے سب کچھ قبول فرما۔ یقیناً تو سب کی سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

(البقرۃ ۱۲۷، پ۱)

---

[1] ۔ والد کی دعائے مغفرت کا ص پر تفصیلی تذکرہ ہو چکا ہے پھر ملاحظہ فرمالیں۔

موذّن حج اور پہلا حاجی

فرضیّت وفضیلتِ حج

مناسکِ حج

اسلامی اِنقلاب کی تکمیل کا اِعلان

Marfat.com

اعلانِ حج

جب حضرت خلیل علیہ السلام تعمیر کعبہ سے فارغ ہوئے اور خلیل نے رب جلیل کے حضور اپنی مناجات پیش کرلیں۔ تو حکم ہوا۔ اے ابراہیم پہاڑ کے اوپر چڑھ جاؤ اور چاروں طرف اعلان کرو۔ کہ اے لوگو! تمہارے رب کا گھر تیار ہو چکا ہے اس لیے اللہ کے گھر کی زیارت کے لیے حاضر ہو جاؤ۔ ابراہیم عرض کرنے لگے۔ اے اللہ! میں کمزور ہوں۔ میری آواز ساری دنیا میں کس طرح پہنچے گی۔ حکم ہوا۔ اے ابراہیم! تیرا کام آواز دینا ہے ہمارا کام پہنچانا ہے۔ علیك الاذن وعلینا البلاغ علامہ ابن کثیرؒ نے لکھا آپ نے ابو قبیس پہاڑ پر چڑھ کر ندا دی باقی تمام پہاڑ جھک گئے اور آپ کی آواز دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچی یہاں تک کہ جن لوگوں کے مقدر میں حج تھا اور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی آواز ان کی ماؤں کے رحم تک پہنچائی۔
(واللہ اعلم)

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ	اور لوگوں کو حج کے لیے اذنِ
یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّ	عام دے دو کہ وہ تمہارے
عَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ	پاس ہر دور دراز مقام سے
یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ	پیدل اور اونٹوں پر سوار
فَجٍّ عَمِیْقٍ ۔	آئیں۔
لِّیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ	تاکہ وہ فائدے دیکھیں۔ جو یہاں
وَیَذْکُرُوا اسْمَ اللّٰهِ	ان کے لیے رکھے گئے ہیں اور

Marfat.com

فِیْٓ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ	چند مقرر دنوں میں ان جانوروں
عَلٰی مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ	اللہ کا نام لیں جو اس نے ان
بَهِیْمَةِ الْاَنْعَامِ فَكُلُوْا	بخشے ہیں۔ خود بھی کھائیں
مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ	تنگ دست اور محتاج کو
الْفَقِیْرَ ۝	دیں۔
ثُمَّ لْیَقْضُوْا تَفَثَهُمْ	پھر اپنا میل کچیل دور کریں
وَلْیُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ	اور اپنی نذریں پوری کریں
وَلْیَطَّوَّفُوْا بِالْبَیْتِ	اس قدیم گھر کا طواف
الْعَتِیْقِ ۝	کریں۔

الحج ۲۷ تا ۲۹۔ پ ۱۷

مذکورہ آیات سے اور ابراہیم کی دُعا وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا ۔ (ہمارے رب ہمیں حج کے احکامات تبلا دیجیئے گا) سے، واضح ہوتا ہے۔ دنیا میں باقاعدہ اور باضابطہ پہلا حج جناب ابراہیم اور اسماعیل نے کیا ہے۔ اس لحاظ سے دنیا میں پہلے حاجی جناب ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ ہیں۔ ۱

فرضیّتِ حجّ

حج نام ہے چند معیّن اور مقرّر ایام میں اللہ کے دیوانوں اور پروانوں کا

۱ علامہ ابن کثیرؒ نے پہلے پارے میں حضرت آدم علیہ السلام کی زیارت اور تعمیرِ کعبہ کا ذکر کیا ہے لیکن ساتھ ہی فرمایا ہے کہ ان باتوں میں تفاوت ہے۔ واللہ اعلم۔

Marfat.com

طرح اس کے دربار کی حاضری دینا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضری آداب بتلائے اور کر کے دکھلائے۔ یہ حاضری ہر اس شخص پر واجب ہے وہاں پہنچنے کی استعداد رکھتا ہو۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالےٰ ہے۔

وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ	اور اللہ ہی کے لیے حج کرنا فرض ہے
الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ	ہر اس شخص پر جو اس تک پہنچنے
اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ	کی استطاعت رکھتا ہو۔

اٰل عمران ۹۷، پ۴

یہی بات نبیؐ نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمائی۔ کہ فرض ہے ایسے آدمی پر۔

من ملک زادًا	جو اختیار رکھتا ہو۔ زادِ راہ اور سواری
وراحلة تبلغه	کا جن کے ذریعے بیت اللہ پہنچ جائے
الی بیت اللہ۔ (ترمذی)	اس پر حج فرض ہے۔

(بشرطیکہ بیماری یا کوئی اور شرعی عذر نہ ہو)

فضیلت حج

نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار کیا گیا۔ کہ کونسا عمل افضل و اعلیٰ ہے۔

عن ابی ھریرۃ قال	جناب ابو ہریرہؓ بیان فرماتے ہیں۔ کہ
سئل رسول اللہ اجی	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا

Marfat.com

العملِ افضلُ	گیا۔ کونسا عمل افضل ہے۔ ارشاد ہوا
قال ایمان باللّٰہ	اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا
ورسولہٖ قیل	پوچھنے والے نے پوچھا۔ اس کے بعد
ثُمَّ ماذا قال	کونسا عمل افضل ہے تو ارشاد فرمایا اللہ کے
الجہاد فی سبیل اللّٰہ	راستہ میں جہاد کرنا۔ اس نے عرض کیا
قیل ثمّ ماذا	جہاد کے بعد۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا
قال حجٌّ	حج مبرور (ایسا حج جو اللہ کی رضا کیلئے اور سنت
مبرورٌ۔	کے مطابق) کیا جائے۔

یعنی جس میں فسق و فجور نہ ہو۔ (بخاری و مسلم) کتاب المناسک۔

سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے۔ اللہ کے نبی ؐ نے مزید فضیلت اور افضلیّت کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

من حجّ	جس نے حج کیا۔ شہوانی اور فحش
فلم یرفث	امور سے بچا رہا۔ وہ گناہوں سے
ولم یفسق	اس طرح پاک صاف ہو گیا۔ جیساکہ
رجع کیوم	آج ہی اس کی والدہ نے اس کو جنم
ولدتہ امُّہٗ۔	دیا ہو۔

(بخاری و مسلم)

Marfat.com

میقات

جہاں احرام باندھا جاتا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے اپنے گھر کی حاضری اور حج کے کچھ آداب مقرر
یے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ بیت اللہ میں حاضری دینے والے
پنے روز مرّہ کے لباس میں آنے کی بجائے فقیرانہ لباس میں حاضر
وں۔ جو کفن کی مشابہت اور میدانِ حشر کی یاد تازہ کر دے۔

پھر ربّ کریم کا کرم کہ اس نے انسانوں کی کمزوریوں کو پیشِ نظر
ھتے ہوئے اپنے اپنے گھروں کی بجائے میقات یعنی حدودِ حرم مقرر فرمائیے
کہ یہاں پہنچ کر زائر روز مرّہ کا لباس اتار کر دو چادروں کو لپیٹ لے۔

احرام اور تلبیہ

مقام میقات پر پہنچنے کے بعد جب غسل کر کے احرام باندھ لیا تو اب
حکم ہوا۔ اپنی حاضری لگوایئں اسی لیے حج کرنے والا فوراً بلند آواز سے پکارتا ہے:

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ	اے اللہ! میں حاضر ہوں۔ الٰہی
لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ	میں حاضر ہو گیا۔ تیرا کوئی شریک
لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ	نہیں۔ میں حاضر ہوں۔ یقیناً حمد
وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ	اور نعمت تیری ہیں۔ زمین و آسمان
لَاشَرِیْکَ لَکَ۔	تیرے۔ تیرا کوئی ہمسر نہیں۔

Marfat.com

یہ کلمات (تلبیہ[1]) کہتے ہوئے حاجی اپنی عاجزی بے چارگی بے حیثیتی اور درماندگی کا اقرار اور اظہار کرتے ہوئے میقات سے آگے قدم بڑھاتا ہے۔ یہیں سے وہ تمام پابندیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ جو محرم کے لیے ضروری ہیں

کعبہ میں داخلہ

مذکورہ اہتمام اور احترام کے ساتھ حج یا عمرہ کرنے والا کعبہ مکرّمہ میں یہ کہتے ہوئے داخل ہوتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔

الٰہی! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔[2]

طوافِ کعبہ

طوافِ کعبہ حجرِ اسود کو چوم کر (استلام) شروع کیا جاوے۔ اسی طرح ہر دفعہ چوم (یا چھو) کر سات چکر پورے کرنے کو طواف کہتے ہیں۔ یاد رہے زیارتِ کعبہ کے پہلے طواف میں رَمَل (پہلے تین چکروں میں مٹک مٹک کر ہلکی سی پُروقار دوڑ ہونی چاہیئے)

---

[1] نبی اکرمؐ نے بلند آواز سے تلبیہ کہنے کا حکم دیا۔

[2] بیت اللہ میں داخلے کی کوئی خاص دُعا نہیں۔ بلکہ مسجد میں داخل ہونے کی دُعا پڑھنی مسنون ہے۔

عن جابر قال ان رسول الله صلی الله علیه وسلم لما قدم مکة اتی الحجر فاستلمه ثم مشی علی یمینه فرمل ثلثا ومشی اربعا (مسلم)

حضرت جابر بیان فرماتے ہیں۔ کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ (کعبہ) میں داخل ہوئے تو سب سے پہلے حجرِ اسود کے پاس تشریف لائے اور اس کا استلام (چوما) کیا پھر آپ نے داہنی طرف سے کعبہ کا طواف شروع فرمایا۔ جس میں پہلے تین چکروں میں رمل فرمایا۔ اور باقی چار چکروں میں عام رفتار کے ساتھ چلے۔

طواف میں ذکر اور دُعا

حضرت ابوہریرہؓ بیان فرماتے ہیں۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ رکنِ یمانی پر ستر ہزار فرشتے مقرر ہیں۔ جو یہ دُعا کرنے والے کے ساتھ آمین کہتے ہیں۔ (ابن ماجہ)

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ۔

الٰہی! میں آپ سے دنیا و آخرت میں معافی اور عافیت چاہتا ہوں۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ

اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھی بھلائی

Marfat.com

حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ (ابن ماجہ)[1] — عنایت فرمائیں اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچانا۔

مقامِ ابراہیمؑ

نبیٔ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام طواف سے فارغ ہو کر مقامِ ابراہیمؑ کی طرف تشریف لائے جو کہ بیت اللہ سے تقریباً پانچ چھ گز کے فاصلہ پر ہے اور آپ نے یہ آیت تلاوت فرمانے کے بعد دو نفل ادا کیے۔

وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى۔

زمزم

نماز نفل پڑھنے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوب سیر ہو کر زمزم پیا اور سر مبارک پر بہایا۔ اس کے بعد صفا و مروہ کی طرف چلے۔

سعی صفا و مروہ

یہاں پہنچ کر آپؐ نے اس آیت مبارکہ کی تلاوت فرمائی اور حکم دیا کہ سعی (دوڑ) کی ابتدا صفا کی طرف سے جائے کیوں کہ ربّ کائنات نے اسی ترتیب کو ملحوظ فرمایا۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ (بقرہ)

ابدأ بما بدأ — میں بھی اسی سے شروع کرتا ہوں،

اللہ سبحانہ ..... جس کا ذکر اللہ تعالٰے نے پہلے کیا ہے۔ (مسلم)

ابن ماجہ کی روایت کے مطابق صفا اور مروہ پر قبلہ رخ کھڑے ہو کر دُعا مانگنے کا بھی ذکر ہے اور ساتھ ہی یہ بھی ذکر موجود ہے کہ آپ بین السعی صرف دونوں پہاڑیوں کے درمیان نشیبی جگہ پر دوڑتے دوسرے مقام پر عام معمول کے مطابق چلتے۔ اسی طرح آپؐ نے مروہ پر سات چکر پورے فرمائے۔

یاد رہے!

بعض لوگ بے علمی کی بنا پر صفا سے لے کر واپسی صفا تک ایک چکر شمار کرتے ہیں۔ حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا سے مروہ تک ایک چکر اور مروہ سے صفا تک دوسرا چکر شمار فرمایا ہے۔ اس طرح ساتوں چکر مروہ پر پورا ہوتا ہے یہاں قبلہ رخ کھڑے ہو کر دعا کرنا بھی مسنون ہے۔

حجامت

سعی بین الصفا والمروہ کے بعد حجامت کروائے اور احرام اتار دے آٹھویں ذوالحجہ صبح کی نماز کے بعد حج کے لیے احرام باندھے۔

حج کی ابتداء

آٹھویں ذوالحجہ کو طواف کیے بغیر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام صحابہؓ کے ساتھ منیٰ تشریف لے گئے وہاں صحابہؓ مع اہلِ مکہ اور

Marfat.com

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ نمازیں قصر کر کے پڑھیں۔

میدانِ عرفات

نویں ذوالحجہ کی صبح سورج نکلنے کے بعد آپ سوئے عرفات روانہ ہوئے۔ وہاں آپؐ نے ایک خیمہ میں قیام فرمایا۔ بعد از زوال آپؐ نے اپنی سواری پر تشریف فرما ہو کر تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا۔ جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کے لیے بہترین چارٹ کی حیثیت رکھتا ہے۔

اسلامی انقلاب کی تکمیل

اسی جگہ تکمیل انقلابِ اسلامی کا اعلان ہوا۔

اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ	آج سے کافر تمہارے دین سے
کَفَرُوْا مِنْ دِیْنِکُمْ	مایوس ہو گئے ہیں پس تم ان سے
فَلَا تَخْشَوْھُمْ وَ	ڈرنے کی بجائے مجھ سے ڈرو۔ آج
اخْشَوْنِ ؕ اَلْیَوْمَ	میں نے تمہارے لیے تمہارے دین
اَکْمَلْتُ لَکُمْ	کو مکمل کر دیا۔ اور میں نے پورا کر دیا۔
دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ	تم پر اپنی نعمت کو اور میں نے
عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ	پسند کیا ہے تمہارے لیے دین
لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا	اسلام کو۔

لہ منیٰ میں آٹھویں ذوالحجہ کی صبح کو جا کر، وہاں پوری نمازیں ادا کرنا، خلافِ سنّت ہے۔

Marfat.com

جمع بین الصلوٰتین

خطبہ کے بعد مؤذن اسلام حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان دی اور بغیر کسی نوافل کے نبیِّ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پہلے ظہر اور پھر ساتھ ہی نمازِ عصر کی دو رکعتیں پڑھائیں۔

وقوفِ عرفات کے وقت دُعا

نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپؐ ایک چٹان کے پاس کھڑے ہو کر شام تک نہایت عاجزی انکساری سے دُعائیں کرتے رہے۔ اور صحابہؓ کو فرمایا۔ یہ وقت اور مقامِ دُعا ہے۔ جہاں شام تک دعائیں کرنی چاہیں۔ آج کے دن شیطان بہت ذلیل وخوار ہوتا ہے۔ کیونکہ آج کے دن اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کے تمام گناہ معاف فرمادیتا ہے۔ اس لیے وقوفِ عرفات حج کا دوسرا نام ہے۔

جبلِ رحمت

میدانِ عرفات میں جبلِ رحمت ہے۔ یہاں کھڑے ہو کر شام تک دعائیں مانگنا بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت مبارکہ ہے۔

مزدلفہ میں قیام

غروب آفتاب کے بعد آپؐ نے اُسامہ بن زیدؓ کو اونٹنی پر بٹھایا اور اونٹنی کی نکیل مضبوطی کے ساتھ تھامے ہوئے چل رہے تھے۔ کیونکہ لوگوں کے ہجوم سے ایک اضطراب سا پیدا ہو گیا تھا۔ اور ساتھ ہی کوڑے سے اشارہ کرتے ہوئے لوگوں کو فرمایا۔

السکینۃ ایہا النّاس فانّ البرّ لیس بالایضاع (بخاری ومسلم)

تھوڑی دیر بعد آپ مزدلفہ پہنچ گئے۔ یہاں آپ نے اذان کے بعد پہلے مغرب اور پھر نمازِ عشاء پڑھائی۔ یہاں بھی فرضوں کے علاوہ سنت و نفل ادا نہیں کیے۔ (مسلم)

مزدلفہ میں رات گزارنا

نمازِ عشاء کے بعد آپ لیٹ گئے۔ صبح تک آرام فرمایا۔ عادت مبارکہ کے خلاف رات کو نمازِ تہجد کے لیے نہیں اُٹھے۔ صبح نماز پڑھانے کے بعد طلوعِ آفتاب تک ذکر اذکار کرتے رہے۔ بعد ازاں سواری پر سوار ہوئے اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو ساتھ بٹھایا۔ دورانِ سفر مختلف حضرات مختلف مسائل پوچھتے رہے۔ (مسلم)

رمی مزدلفہ سے منیٰ کی طرف آتے ہوئے آپ نے حکم فرمایا فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے کنکریاں چن دیں۔

واپس منٰی میں قیام

واپس منٰی میں پہنچ کر چار کام کرنے مناسک حج میں سے ہیں۔

۱۔ بڑے شیطان (جمرہ عقبہ) کو سات کنکریاں مارنا اور ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہنا۔

۲۔ قربانی کرنا۔

۳۔ سر منڈانا۔

۴۔ طواف کعبہ کے بعد واپس آکر منٰی میں قیام کرنا[۱]

کنکریاں مارنے، قربانی، حجامت اور طواف افاضہ کی ترتیب میں اگر کسی وجہ سے تقدیم و تاخیر ہو جائے تو کوئی حرج نہیں (ابن ماجہ)

منٰی میں تین دن قیام

دسویں ذوالحجہ کے چاروں مناسک سے فارغ ہونے کے بعد یہاں قیام کرنا ضروری ہے۔ اور ساتھ ہی احرام اتار کر عام لباس پہن لینا چاہیے۔ تیرھویں ذوالحجہ تک نماز اور رمی[۲] کے ساتھ ذکر اذکار ضروری ہیں۔

۱۔ کنکریاں منٰی سے بھی چنی جا سکتی ہیں استعمال شدہ چننی بہتر نہیں۔

۲۔ رمی کا طریقہ دسویں ذوالحجہ کو جمرہ عقبہ کو سات[۷] کنکریاں طلوع آفتاب کے بعد شام تک
گیارھویں زوال کے بعد جمرہ اولیٰ سات[۷] جمرہ وسطیٰ سات[۷] جمرہ عقبہ سات[۷]
بارھویں زوال کے بعد جمرہ اولیٰ سات[۷] جمرہ وسطیٰ سات[۷] جمرہ عقبہ سات[۷]

Marfat.com

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۔

ان چند دنوں میں اللہ کو یاد کرو جو شخص منٰی میں دو دن قیام کرے۔ اس پر کوئی گناہ نہیں اور جو تین روز (تیرھویں ذوالحجہ) تک قیام کرے اس پر کوئی گناہ نہیں، یہ اللہ سے ڈرنے والے کے لیے ہے۔ اللہ سے ڈرو اور جان لو تم یقیناً اس کی طرف اکٹھے کیے جاؤ گے

(البقرۃ ۲۰۳، پ۲)

اب تلبیہ کی بجائے کثرت سے تکبیرات کہنی چاہئیں۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) تیرھویں زوال کے جمرہ والی سات جمرہ وسطی سات جمرہ عقبہ سات۔

Marfat.com

جدّ انبیاؑ کا انتقال پر ملال

جب جدِّ انبیاؑء کی عمر مبارک ۱۷۵ سال کی ہوئی تو آپ نے نہایت ہی کمزوری اور ضعف کی حالت میں انتقال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

آپؑ کو آپؑ کی رفیقہ حیات حضرت سارہ کے ساتھ مکیفلہ کے علاقے پہاڑ کے دامن میں دفن کیا گیا۔ آپ کی تجہیز و تکفین میں آپ کے عظیم بیٹے حضرت اسحٰق علیہ السّلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام برابر شریک رہے۔ توراۃ کتاب پیدائش۔

کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ — ہر نفس نے موت کا مزہ چکھنا ہے

(آلِ عمران ۱۸۵۔ پ۴)

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ اَفَاۡئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ۔

اے نبی گرامی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آپ سے قبل کسی بشر کو بھی ہمیشہ رہنے کے لیے نہیں بھیجا۔ کیا آپ فوت ہو جائیں گے تو وہ (کافر) ہمیشہ رہیں گے؟

(الانبیآء ۳۴۔ پ۱۷)

؎ رہے نام اللہ کا باقی۔

آہ آج وہ عظیم المرتبت شخصیتِ گرامی دنیا سے رخصت ہو رہی ہے۔ جس نے انسانیت کو صراطِ مستقیم پر لانے کے لیے خوفناک تکالیف و مصائب کا سامنا کیا اور مشکلات کے پہاڑ کاٹتے ہوئے اپنے عظیم ترین مشن کو ایسا جاری

فرمایا۔ کہ ربّ العزت نے تمام انبیائے کرام کے لیے بالخصوص سرورِ کونین اور آپ کی امت کو ہدایت فرمائی کہ آپ کی دنیوی اور اخروی کامیابی کا راز خُدا جدِّ انبیا کی اتباع میں مضمر ہے۔

ثُمَّ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡكَ	پھر ہم نے آپ کی طرف
اَنِ اتَّبِعۡ مِلَّةَ اِبۡرٰهِیۡمَ	وحی بھیجی کہ یکسو ہوکر طریقہ ابر
حَنِیۡفًا وَّمَا كَانَ	کی اتباع کرتے جاؤ اور وہ
مِنَ الۡمُشۡرِكِیۡنَ۔	میں سے نہ تھے۔

(النحل ۱۲۳ پ ۱۴)

اُمّتِ محمدیہؐ کے لیے ابراہیمؑ کا بہترین اُسوہ

قَدۡ كَانَتۡ لَكُمۡ	تمہیں ابراہیم اور اس
اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ فِیۡۤ	ساتھیوں کے بہترین ط
اِبۡرٰهِیۡمَ وَالَّذِیۡنَ مَعَهٗ	کو اپنانا چاہیئے۔

الممتحنہ ۴، پ ۲۸

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اُمّتِ محمدیہ سے محبت

عَنِ ابۡنِ مَسۡعُوۡدٍ قَالَ	ابن مسعودؓ کہتے ہیں۔ نبیٔ اکرم ص
قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ	اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ معراج

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيْتُ إِبْرَاهِيْمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِقْرَأْ أُمَّتَكَ مِنِّي السَّلَامَ وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ عَذْبَةُ الْمَاءِ وَأَنَّهَا قِيْعَانٌ وَأَنَّ غِرَاسَهَا ، سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ [1]

رات مجھے ابراہیم علیہ السلام سے ملنے کا شرف حاصل ہوا۔ حضرتؑ فرمانے لگے۔ اے محمد کریم اپنی امت کو جا کر میرا سلام پیش کرنا اور ان کو بتانا، جنت کی مٹی پاکیزہ (زرخیز) اور پانی میٹھا ہے اور یہ سارا چٹیل میدان ہے۔ اس کے گل گلزار تو سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر ہیں۔ یعنی اپنے اعمال سے شجر کاری کریں گے)

اتّباعِ ابراہیمؑ کا انکار بے وقوفی ہے

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ إِبْرَاهِيْمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهُ

کون ہے جو ابراہیمؑ کے طریقے سے منہ پھیرے۔ سوائے اس شخص کے کہ جس نے اپنے آپ کو حماقت وجہالت میں مبتلا کر لیا ہو۔ حالانکہ ابراہیم وہ ہیں۔ جن کو ہم نے دنیا میں

---

[1] رواه الترمذی، وقال هذا حديث حسن غريب إسنادا

Marfat.com

فِی الْاٰخِرَۃِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ۔ — سرفراز کیا اور آخرت میں اس کو صالحین میں۔

(البقرۃ ۱۳۰، پ۱)

آپ علیہ السلام صاحبِ کتاب نبی تھے

تورات اور انجیل میں آپ کے صحف اور تعلیم کا کوئی ذ... موجود نہیں۔ مگر قرآن مجید نے دو مقام پر ان کے صحف کا ... کیا ہے۔

اَمْ لَمْ یُنَبَّاْ بِمَا فِیْ صُحُفِ مُوْسٰی ۝ وَاِبْرٰھِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰی ۝ — کیا اسے ان باتوں کی خبر پہنچی، جو حضرت موسیٰؑ اور حضر... ابراہیمؑ کے صحیفوں میں تھی ابراہیمؑ نے تو وفا کا حق ادا کر...

(النجم ۳۶، ۳۷۔ پ۲۷)

(سیاق) (حالانکہ یہی آخرت بہتر ہے یہی با...

صُحُفِ اِبْرٰھِیْمَ وَمُوْسٰی — صحیفہ ابراہیمؑ اور صحف موسیٰ میں بیا...

حضرتؑ کی زبان عربی تھی یا عبرانی؟

عام طور پر حضرتؑ کی زبان عبرانی لکھی اور بتائی جاتی ہے۔ مگ... علامہ سلیمان ندوی مرحوم نے بڑے زور دار اور مدلل انداز... ثابت کیا ہے۔ کہ آپؑ سامی عربی میں بات چیت فرمایا کر...

گویا کہ آپ کی زبان عربی زبان تھی۔

ابراہیم علیہ السلام کا نصب العین

قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ	اے برادران قوم! میں ان سے
مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ ۝	بیزار ہوں۔ جنہیں تم خدا کا شریک
اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ	ٹھہراتے ہو۔ میں نے تو یکسو ہو کر
لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ	اپنا رُخ اس ہستی کی طرف پھیر دیا ہے
وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا	جس نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا
اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝	ہے۔ اور میں ہرگز شرک کرنے والوں
(پ۔ انعام ۷۸، ۷۹)	کا ساتھی نہیں ہوں۔
اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْکُمْ وَ	انہوں نے اپنی قوم سے صاف
مِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ	کہہ دیا تھا۔ ہم تم سے اور تمہارے
دُوْنِ اللّٰہِ ز کَفَرْنَا	ان معبودوں سے جن کو تم اللہ کو
بِکُمْ وَبَدَا بَیْنَنَا	چھوڑ کر پوجتے ہو۔ قطعی بیزار ہیں۔

ملّتِ حنیف

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ قوم اور حکومتِ وقت کو
رک سے باز رہنے اور توحید کو حرزِ جان بنانے کے لیے ایک دن نہیں

بلکہ پوری زندگی کھپادی اور واشگاف اعلان کرتے رہے ۔

وَحَاجَّهٗ قَوْمُهٗ قَالَ	جب اُس کی قوم اُس سے جھگڑنے
اَتُحَآجُّوْنِّیْ فِی اللّٰهِ	لگی تو اس نے قوم سے کہا ، کیا تم
وَقَدْ هَدٰىنِ وَلَآ	لوگ اللہ کے معاملے میں مجھ سے
اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ	جھگڑتے ہو ؟ حالانکہ اس نے مجھے
بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ رَبِّیْ	راہ راست دکھا دی ہے ۔ اور میں
شَیْـًٔا وَسِعَ رَبِّیْ	تمہارے ٹھہرائے ہوئے شریکوں
كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا	سے نہیں ڈرتا ، ہاں اگر میرا رب
اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ	چاہے تو ضرور ہو سکتا ہے ۔ میرے
(الانعام ۸۰)	رب کا علم ہر چیز پر چھایا ہوا ہے
	پھر کیا تمہیں ہوش نہیں آئے گا ۔
(پ ۷)	
وَكَیْفَ اَخَافُ	اور آخر میں ! تمہارے بنائے ہوئے
مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا	شریکوں سے کیسے ڈروں ۔ جب
تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ	کہ تم اللہ کے ساتھ ان چیزوں کو
اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا	خدائی میں شریک کرتے ہوئے نہیں
لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ	ڈرتے ، جن کے حق میں کوئی دلیل
عَلَیْكُمْ سُلْطٰنًا	نازل نہیں کی ، ہم دونوں میں سے
فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ	کون زیادہ اطمینان کا حق دار ہے
بِالْاَمْنِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝	بتاؤ اگر تم کچھ علم رکھتے ہو ۔

(الانعام ۸۱ ، پ ۷)

Marfat.com

یہی ملّتِ ابراہیمؑ کی اساس ہے

اور یہی بات حضرت ابراہیمؑ اسحٰقؑ، اسماعیلؑ اور یعقوبؑ مرتے دم تک کہتے چلے گئے۔

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ	پھر کیا تم اس وقت موجود تھے۔
اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ	جب یعقوب اس دنیا سے رخصت
اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا	ہو رہے تھے۔ اس نے مرتے وقت
تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ	اپنے بیٹوں سے پوچھا۔ بچو! میرے
قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ	بعد تم کس کی عبادت کرو گے۔ ان سب
وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهِيْمَ	نے جواب دیا۔ ہم ایک ہی خدا کی بندگی
وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ	کریں گے۔ جسے آپ نے اور آپ
اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ	کے بزرگوں ابراہیمؑ اسماعیل اور اسحٰق
لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝	نے خدا مانا اور ہم اُسی ایک خدا کے
(البقرۃ ۱۳۳، پ ۱)	تابع دار رہیں گے۔

حضرت یوسفؑ نے ملّتِ حنیفؑ کی یوں تعریف فرمائی

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِيْ	میں نے اپنے بزرگوں ابراہیمؑ

Marfat.com

اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْحٰقَ	اسحٰقؑ اور یعقوبؑ کا طریقہ
وَيَعْقُوْبَ ط مَا كَانَ	کیا ہے۔ ہمارا یہ کام نہیں کہ ہم اللہ
لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ	کے ساتھ شریک ٹھہرائیں۔ !
بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ	درحقیقت یہ اللہ کا فضل ہے۔
ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ	ہم پر اور تمام انسانوں پر (کہ اس نے
عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ	ہمیں اپنے سوا کسی کا بندہ نہیں
وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ	بنایا) مگر اکثر لوگ شکر نہیں
لَا يَشْكُرُوْنَ ہ	کرتے۔

(یوسف ۳۸ ۔ پ۱۲)

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ملتِ حنیفؑ کی وضاحت فرماتے ہیں

قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰنِيْ	اے نبیؐ آپ اعلان فرمادیں کہ میرے
رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ	رب نے مجھے ٹھیک راستہ
دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ	دکھا دیا ہے، بالکل صحیح دین
اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ط	جس میں کوئی ٹیڑھ نہیں ابراہیمؑ
وَمَا كَانَ	کا طریقہ جسے یکسو ہو کر اس نے
مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ہ	اختیار کیا تھا۔ اور وہ مشرکوں میں
(الانعام ۱۶۱ ۔ پ۸)	نہ تھے۔

Marfat.com

حضرت کی زبردست شخصیّت

ہر حال میں اللہ سے تعلق رکھنے والے

حق و باطل کی آویزش میں ایسے مقامات بھی آتے ہیں۔ کہ بعض اوقات اللہ کے نبی جو عزم و استقلال کے پیکر اور جرأت و مردانگی کے پہاڑ ہوتے ہیں۔ شدّتِ امتحان سے چیخ اٹھتے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا	پھر کیا تم نے سمجھ رکھا ہے کہ یونہی
الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ	جنّت میں چلے جاؤ گے۔ حالانکہ
مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا	ابھی تم پر وہ سب کچھ نہیں گزرا
مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ	جو تم سے پہلے ایمان داروں پر گزر
الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ	چکا ہے۔ ان پر سختیاں اور مصیبتیں
وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ	آئیں۔ ہلا دیئے گئے۔ حتیٰ کہ وقت
الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	کے رسول اور ان کے ساتھی
مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ	اہلِ ایمان چلا اُٹھے۔ کہ اللہ کی
اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ۝	مدد کب آئے گی؟ گھبراؤ مت
(البقرہ ۲۱۴، پ۲)	اللہ کی مدد قریب ہی ہے۔

حضرت لوط علیہ السلام پر جب کڑا وقت آیا تو کہنے لگے۔

قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ	لوط علیہ السلام کہنے لگے کاش میرے

Marfat.com

قُوَّةً اَوْ اٰوِیْٓ اِلٰی رُکْنٍ شَدِیْدٍ۔ (ھود ۸۰، پ۱۲)

پاس اتنی قوت ہوتی کہ تمہیں سیدھا کر دیتا۔ یا کوئی مضبوط سہارا ہی ہوتا کہ اس کی پناہ لے لیتا۔

اسی موقعہ پر نبی کائنات ؐ نے فرمایا تھا۔ اللہ جناب لوط ؑ پر رحم فرمائے۔ ان کے پاس تو بہت بڑا سہارا اور پناہ گاہ تھی۔ (اللہ تعالیٰ)

اب ابراہیم علیہ السلام کی طرف دیکھیئے۔ باپ، قوم، حکومت وقت سب مل کر آگ میں جھونک دینا چاہتے ہیں۔ لیکن ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے تعلق اور رجوع کرنے والے ابراہیم ؑ نہ گھبراتے ہیں اور نہ ہی بے حوصلہ ہوتے ہیں۔ بلکہ ایک ہی بات کہے جا رہے ہیں۔

حسبی اللہ ونعم الوکیل

اِنَّ اِبْرٰھِیْمَ لَحَلِیْمٌ اَوَّاہٌ مُّنِیْبٌ۔ (پ۱۲ ھود ۷۵)

بلاشبہ ابراہیم ؑ بڑے حوصلے والا صاحب سوز دل اور ہر حالت میں ہماری طرف رجوع کرنے والا تھا۔

صاحبِ قلبِ سلیم

اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ (الصافات ۸۴، پ۲۳)

جب وہ اپنے رب کے حضور قلب سلیم لے کر آیا۔

Marfat.com

یہاں حضرتؑ کی روحانی کیفیات کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ ابراہیمؑ زبان اور عمل سے ہی نہیں بلکہ دل کی گہرائیوں سے شرک و بدعت لغو و خرافات سے کنارہ کش تھے۔ ان کا دل شرک و کفر، سرکشی و نافرمانی سے پاک تھا۔ حتیٰ کہ رائی کے برابر بھی ان کے دل میں شک و شبہ اور کھوٹ نہ تھا۔ شیشے سے زیادہ صاف شفاف دل رکھنے رکھنے والے تھے۔

حوصلہ مند۔ نرم دل مُشفق تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام شرک اور مشرکین سے کمال بیزاری کے باوجود کمال درجہ کی نرمی اور شفقت اپنے قلب و جگر میں رکھتے تھے غور فرمائیں! اہلِ مکہ کے لیے رزق کے بارے میں عرض کرتے ہوئے دُعا مانگی تو فرمایا

وَارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ط	اے پروردگار اہلِ مکہ کے ایمانداروں کو ہر قسم کے پھلوں کا رزق دے۔ (یعنی صرف ایمانداروں کو رزق دینا)

(بقرہ ۱۲۶ ، پ۱)

دنیا میں مشرکوں کے لیے خواہ وہ اولاد ہی ہو رزق کی دُعا کرنا بھی گوارا نہیں۔

Marfat.com

لیکن جب آخرت کی پکڑ کا معاملہ آیا تو انسان کو خدا کے عذاب میں گرفتار ہوتے نہیں دیکھ سکتے، بلکہ آخر وقت تک دُعا کیے جا رہے ہیں

فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ ۚ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۔ (پ۱۳ - ابراھیم ۳۶)

جو میرے طریقہ پر چلے وہ میرا ہے اور جو میری نافرمانی کرے تو تو یقیناً درگزر کرنے والا مہربان ہے۔

یہی حالت عذابِ قومِ لوط کے وقت تھی۔ جب ابراہیمؑ کے پاس انسانوں کی شکل میں فرشتے آئے، تو انہوں نے بھنا ہوا بچھڑا ضیافت کے طور پر ان کے سامنے رکھا۔ جب انہوں نے نہ کھایا تو خوف زدہ ہوئے۔

قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ۔ (هود ۰،۷ پ۱۲)

فرشتوں نے کہا آپ نہ ڈریں۔ ہم تو قوم لوطؑ (عذاب کے لیے) بھیجے گئے ہیں۔

فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِیْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى یُجَادِلُنَا فِیْ قَوْمِ لُوْطٍ ۔

پھر جب ابراہیمؑ کی گھبراہٹ دور ہو گئی اور اولاد کی خوشخبری پائی تو اس نے قومِ لوطؑ کے معاملہ میں ہم سے جھگڑا شروع کیا

اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَحَلِیْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِیْبٌ ۔ یٰٓاِبْرٰهِیْمُ

حقیقت میں ابراہیم بڑا حلیم اور نرم دل اور ہر حالت میں ہماری طرف

Marfat.com

اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ج اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ج وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ۝

(ھود ۷۴، ۷۵، ۷۶۔ پ ۱۲)

رجوع کرنے والا تھا۔ (آخر کار ہمارے فرشتوں نے کہا) اے ابراہیمؑ۔ اس بات کو چھوڑیئے۔ تمہارے رب کا حکم آچکا ہے۔ اب ان پر عذاب آئے گا۔ جو کسی صورت ٹل نہیں سکتا۔

مذکورہ مقام پر غور فرمایئں کہ ابراہیمؑ اگرچہ سمجھتے ہیں۔ کہ قومِ لوط حد کو پہنچ چکی ہے۔ لیکن پھر اصرار کیے جارہے ہیں۔ اور ان کے اصرار کو یُجَادِلُنَا کے لفظ سے تعبیر فرمایا جارہا ہے۔ نہ معلوم آپ نے کتنا اصرار کیا ہوگا۔ اور کِس انداز میں اپنے رب کے حضور درخواست کرتے ہوں گے کہ اے اللہ! ان فرشتوں کو واپس بُلالے۔ میں اس قوم کو سمجھاؤں گا۔۔۔!

اس بات سے بندۂ خلیلؑ کے اپنے ربِّ جلیل سے تعلق کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

ابراہیم علیہ السلام صدیق

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝

(مریم ۴۱، پ ۱۶)

اس کتاب میں ابراہیمؑ کا واقعہ بیان کیجیئے۔ کیونکہ وہ سچے آدمی اور نبی تھے۔

Marfat.com

صداقتِ ابراہیم علیہ السلام

قرآن مجید حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صداقت کی شہادت ہی نہیں بلکہ ان کی صداقت کے تذکرے کا حکم دے رہا ہے

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ	اے نبی اکرمؐ آپ اس کتاب
إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ	سے ابراہیم کا تذکرہ ضرور کریں
صِدِّيقًا نَّبِيًّا ۝	کیونکہ وہ نبی صدیق تھے۔

(مریم ۴۱، پ۱۶)

مگر حدیث کی اصح ترین کتاب بخاری اور دوسری کتب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ الفاظ پائے جاتے ہیں، جس بنا پر صداقت ابراہیم کو موضوع سخن بنایا گیا جس سے امت مسلمہ میں آج تک کئی نظریئے پائے جاتے ہیں۔

امت کے اکثر اہل علم نے اس روایت کے ان الفاظ کو تعریض اور توریہ پر محمول کیا تاکہ حدیث کی اسناد پر اعتماد بحال رہے۔ اور قرآن وسنت میں تعارض پیدا کیے بغیر خلیل خدا کی صداقت پر آنچ نہ آنے پائے۔ بلکہ اس روایت سے بھی ان کی تائید وتصدیق ہو جائے۔ بعض علماء نے ان الفاظ لم یکذب ابراهیم الا ثلاث کذبات کو حقیقی معنوں میں لیا ہے اور پھر اس کی وضاحت فرمائی، جو کہ عنقریب آپ کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔ اس کے ساتھ تو چند علماء ایسے بھی گزرے ہیں، جنہوں نے یہ کہا کہ ابراہیمؑ کو جھوٹا کہنے کی بجائے راوی کو جھوٹا کہنا زیادہ آسان اور بہتر ہے۔ ظاہر ہے تمام علماء نے

نیک نیتی اور حضرت خلیل خدا کی صداقت کی خاطر بہ اندازِ گفتگو اور جستجو اختیار فرمایا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق اجتہاد کرنے والے کو دو میں سے ایک ثواب تو ضرور مل جائے گا بشرطیکہ نیک نیت ہو کر یہ کام کیا گیا ہو۔

کذب کے معنے

عربی لغات کے لحاظ سے کذب کے کئی معنی ہیں، اور کذب عربی گفتگو میں ان تمام معنوں میں مستعمل ہے۔

قال الجوھر کذب قد یکون بمعنی وجوب وقال الفراء کذب علیک ای وجب نہایہ ابن اثیر جلد ۴۔

جیسا کہ عربی زبان میں کہا جاتا ہے۔

کذب علیکم الحجّ والعمرۃ۔ تم پر حج اور عمرہ ضروری ہے۔

غلطی اور خطا کے معنی میں بھی حدیث میں استعمال ہوا ہے۔ کذب ابو محمد۔ ابو محمدؓ نے غلطی کی۔ یہ صحابی ہیں۔ ان کا اصل نام مسعود بن زید ہے۔ اسی طرح تعریض کے مفہوم میں بھی کذب بولا جاتا ہے۔ یعنی متکلم عمومی معنی لینے کی بجائے حقیقی معنوں میں اس لفظ کا استعمال کرے۔ تاکہ سامع کو اس کے مقصد کی پوری طرح سمجھ نہ آسکے، اسی کو توریہ کہتے ہیں۔

مذکورہ بالا تفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ کذب صرف جھوٹ کے لیے ہی نہیں عربی میں وجوب اور توریے کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے۔ لہذا آپ

Marfat.com

سوچنا چاہیئے کہ ہم کونسا معنٰی لیں، جس سے صداقت ابراہیم کی تائید و حمایت بھی ہو اور قرآن و سنت میں تعارض بھی نہ ہونے پائے۔ یہ نہ جائے کہ حدیث مبارکہ اور قرآن میں تعارض پیدا کر کے منکرین حدیث کی گمراہی کے لیے ایک بہانہ فراہم کر دیا جائے۔ ظاہر ہے، بہتر اور افضل طریق تو یہی ہے کہ کذب کو توریہ کے مفہوم میں لیا جائے، جس کے لیے قرآن و سنت میں کافی مثالیں پائی جاتی ہیں۔ جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ میں موجود ہے۔ جناب یوسف جو کہ حاکم وقت بھی ہیں اپنے بھائی کے سامان میں پیالہ رکھا۔

فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ	جب یوسفؑ ان بھائیوں کا
بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ	سامان لدوانے لگا تو اس نے
فِي رَحْلِ أَخِيهِ ثُمَّ	اپنے بھائی کے سامان میں پیالہ
أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ أَيَّتُهَا	رکھ دیا۔ پھر ایک پکارنے والے
الْعِيرُ إِنَّكُمْ	نے پکارا، اے قافلے والو تم لوگ
لَسَارِقُونَ ۝	چور ہو۔

(یوسف ۷، پ۱۳)

کیا خود پیالہ رکھ کر یا رکھوا کر دوسرے کو چور کہنا کذب اور الزام نہیں۔ مگر ذات باری تعالیٰ کی اجازت سے ہوا تھا، لہٰذا آپ کو نعوذ باللہ کاذب کہنے کا تصوّر بھی کرنا گناہ ہے۔ چنانچہ ہمارا عقیدہ ہے جناب خلیل علیہ السلام نے تینوں مقامات پر حکم الٰہی سے ایسا کیا تھا۔ اس لیے یہ روایت بھی اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا۔ کی تائید کر رہی ہے۔

Marfat.com

اسی طرح دوران ہجرت جناب ابوبکر صدیقؓ سے کسی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سوال کیا، یہ کون بزرگ ہیں، جناب ابوبکرؓ اگر توریہ نہ فرماتے جو کہ بظاہر حالت میں کذب معلوم ہوتا ہے، تو بہت بڑا حادثہ پیش آسکتا تھا۔ لہٰذا آپ نے سائل کے جواب میں اور حضورؐ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

رجل یھدینی السبیل　　　　یہ مجھے راستہ بتاتے ہیں۔

سمجھنے والے نے دنیاوی راستہ مراد لیا۔ لیکن ابوبکرؓ نے ظاہری راستے کا تاثر دیتے ہوئے نیتاً اخروی راستہ مراد لیا۔

یاد رہے، جناب ابوبکرؓ اور نبی اکرمؐ ایک تیسرے آدمی کو ساحلی راستے کی رہنمائی کے لیے ساتھ لے گئے تھے۔ جناب ابوبکرؓ نے توریہ فرمایا جس کی تائید نبی نے اپنے سکوت سے فرمادی، ورنہ نبی معظمؐ فرماتے، صدیقؓ یہ تیری صداقت کے خلاف بات ہے، جو کسی مومن کو زیب نہیں دیتی۔

دوسرا موقف

امام لغوی اور کچھ علماء نے یہ موقف اختیار کیا، کہ حضرتؑ کے ارشادات فی الحقیقت کذب ہیں۔ تعریض پیش کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ کیونکہ تمام شریعتوں میں کذب ہر حال ہر مقام پر مذموم نہیں، جیساکہ شریعت محمدیہ جو اخلاق کا کامل اور اکمل نمونہ ہے، اس میں بھی کذب کو بعض مقامات پر جائز کیا گیا ہے، جیساکہ حضرت امّ کلثوم فرماتی ہیں۔

لما اسمع النبی صلی اللہ　　　　آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

علیہ وسلم یرخص فی ـــــ نے صرف تین مقامات
شیٔی من الکذب مما ـــــ پر جھوٹ بولنے (جائز حد
تقول الناس الا فی ـــــ تک) کی اجازت فرمائی۔ کفار
الحرب والاصلاح بین ـــــ کے خلاف جہاد میں۔ لوگوں
الناس وحدیث الرجل ـــــ کی اصلاح کی خاطر۔ اور خاوند
امراتہٖ وحدیث المرأۃ ـــــ اور بیوی کا باہم جھوٹ
زوجہا۔ (مسلم) ـــــ بولنا۔

امام بغوی اور دوسرے بزرگوں کا خیال ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تینوں مقامات پر کذب کی اجازت تھی، کیونکہ وہ اپنی قوم کے ساتھ حالت جنگ میں تھے۔ جیساکہ انؑ کے اس اعلان کو قرآن مجید سے بیان فرمایا۔

اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا ـــــ انہوں نے اپنی قوم سے صاف
بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا ـــــ کہہ دیا تھا۔ ہم تم سے۔ اور
تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ـــــ تمہارے ان معبودوں سے جن
كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا ـــــ کو تم خدا کو چھوڑ کر پوجتے ہو
بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ ـــــ قطعی بیزار ہیں۔ تم نے ہم سے
وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى ـــــ کفر کیا اور ہمارے تمہارے
تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ ـــــ درمیان ہمیشہ کے لیے عداوت
وَحْدَهٗٓ۔ ـــــ ہو گئی اور لڑائی ہے، یہاں تک
(الممتحنہ ۴ پ ۲۸) ـــــ تم اللہ واحد پر ایمان نہ لے آؤ

Marfat.com

آپ پھر شریعت کے مذکورہ اصول اور ابراہیم کے حالات کو پیش نظر رکھ کر فیصلہ فرمائیں کہ نبی اکرمؐ کا ارشاد،

لم یکذب ابراهیم الا ثلاث کذبات

(بخاری، کتاب الانبیاء)

ابراہیمؑ کی صدیقیت کے خلاف اور قرآن سے حدیث کا کوئی تعارض ہے؟ اس کے ساتھ ہی بخاری میں حضور کا ارشاد بھی ملاحظہ فرمائیں۔

لم یکذب ابراهیم الا ثلاث کذبات ثنتین منهن فی ذات الله قوله انی سقیم قوله بل فعله کبیرهم هذا (کتاب الانبیاء)	حضرت ابراہیمؑ نے زندگی میں صرف تین دفعہ بظاہر خلاف واقعہ بات کی، دو دفعہ ذاتِ کبریا کی عظمت کے تحفظ کے لیے اور تیسری دفعہ عفت عصمت کی حفاظت کی خاطر جو کہ اللہ تعالیٰ کا حکم تھا (یعنی عفت کی حفاظت) کی جائے۔

اس نقطہ نظر سے دوسرے فریق کا خیال ہے۔ ابراہیمؑ نے جھوٹ نہیں بولا۔ بلکہ رخصتی عمل کو اختیار فرمایا تھا۔ جس طرح مجبوری کے عالم میں خنزیر کھانا جائز ہے (پ بقرہ) کھانے والے کو حرام خور نہیں کہا جا سکتا۔ اسی طرح ابراہیمؑ کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کذب کو عرف عام میں نہیں لینا چاہیئے۔

Marfat.com

تیسرا نظریہ

امام رازی اور ان کے قلیل ہم خیال حضرت مولانا آزادؒ اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے یہ نقطہ نگاہ پیش کیا ہے، کہ حضرت ابراہیمؑ کو جھوٹا کہنے کی بجائے (نعوذ باللہ) راوی کو جھوٹا کہنا زیادہ آسان ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جذبے لحاظ سے یہ بات انسانی دماغ کو اپیل کرتی ہے۔ لیکن دیکھنے والی بات یہ ہے کہ نبی کو کون جھوٹا کہتا ہے۔ حالانکہ تمام مکتب فکر نبی کی صداقت کو موضوع گفتگو بنانا تو درکنار وہ تو صرف حدیث اور قرآن مجید کے بظاہر تعارض کو ختم کر کے بے شمار راویوں کو جو کہ صحابہ کرامؓ ہیں۔ ان کی صداقت جو کہ مسلّم ہے اس کو بھی برقرار رکھتے ہوئے حدیث کی مقدس دستاویزات کے عدل و تقدس کا بھی تحفظ فرمانا چاہیئے۔ تاکہ کل کلاں کوئی دوسرا شخص اس نقطہ نظر سے غلط فائدہ نہ اٹھائے۔ ان کے نظریئے کی تائید اس لیے بھی ضروری ہے کہ بلا دلیل کسی کو عقل سلیم کا نام دے کر جھوٹا کہنا شرعًا اخلاقًا مناسب نہیں اور بخاری مسلم پر اعتماد کو مجروح کرنا بھی عظیم نقصان کا پیش خیمہ ہے۔ جب کہ بخاری و مسلم جس زمانے میں لکھی گئیں اس وقت سے لے کر آج تک ہزاروں محدثین نے پڑھائی اور لاکھوں متعلمین نے پڑھی۔ امام نسائیؒ، ترمذی، ابن ماجہ، ابو داؤد، شوکانی ابن تیمیہ، شاہ ولی اللہ اور بے شمار امت کے فقہا دانشوروں نے ان روایات کو پڑھا اور پڑھایا۔ کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ راوی کے فہم کو دھوکا لگا یا اس روایت کی اسناد میں سقم یا کلام ہے۔ بلکہ یوں محسوس ہوتا ہے، راوی کو جھوٹا کہنے والے واجب الاحترام بزرگوں نے ذرا جذباتی اور آسان راستہ اختیار فرمایا ہے۔ جو

نتائج کے لحاظ سے بہتر معلوم نہیں ہوتا۔

بہر حال یہ بات تو اپنی جگہ حقیقت رہے گی کہ ان بزرگوں نے عفتِ نبیا رکی خاطر یہ طریقہ تکلم اختیار فرمایا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

بتوں کو زیر زبر کرنا

جناب ابراہیم علیہ السلام نے جب قوم کو بتوں کے سامنے مراقبے جا رہے اور تعظیماً جھکتے اعتکاف کرتے پھر نذر و نیاز پیش کرتے دیکھا تو ستغفار فرمایا کہ۔

اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ	جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ
وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ	اور قوم سے کہا کہ یہ مورتیں
التَّمَاثِیْلُ الَّتِیْٓ اَنْتُمْ	کیسی ہیں۔ جن کے تم گرویدہ
لَهَا عٰکِفُوْنَ ۝	ہوئے جا رہے ہو۔
قَالُوْا وَجَدْنَآ	انہوں نے جواب دیا، ہم نے
اٰبَآءَنَا لَهَا	اپنے باپ دادا کو ان کی عبادت
عٰبِدِیْنَ ۔	کرتے ہوئے پایا ہے۔
قَالَ لَقَدْ کُنْتُمْ	ابراہیمؑ نے کہا تم بھی گمراہ
اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُکُمْ فِیْ	ہو اور تمہارے باپ دادا بھی
ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝	گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔

(انبیاء ۵۲، ۵۳، ۵۴ ۔ پ۱۷)

Marfat.com

حلفیہ بیان

میں تمہاری غیر حاضری میں ان کو تہس نہس کر دوں گا۔
قوم اپنے مشاغل میں مصروف ہو گئی۔ آپ نے حسب اعلان کیا جو کیا۔

فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا	کر دیا ان کو ٹکڑے ٹکڑے
كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ	صرف بڑے کو چھوڑ دیا، تاکہ
اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ۝	وہ واپس آکر رجوع کریں۔

(انبیاء، ۵۸، پ۱۷)

قوم واپس پلٹی تو دیکھا اور کہا۔

قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا	کہنے لگے جس نے ہمارے
بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ	خداؤں سے یہ کام کیا ہے۔ یقیناً
الظّٰلِمِيْنَ۔	بڑا ظالم ہے۔

(انبیاء ۵۹، پ۱۷)

حضرت ابراہیمؑ کا حلفی اعلان تو انہوں نے پہلے سے سن رکھا تھا لہذا فوراً کہنے لگے۔

قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى	کہنے لگے ہم نے ابراہیم
يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ	علیہ السلام کو مخالفت کرتے
لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ۝	سنا ہے۔

(انبیاء ۶۰، پ۱۷)

حضرت ابراہیمؑ کو بلایا گیا۔

فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ۔	کہنے لگے اس کو پکڑ کر لوگوں کے سامنے پیش کرو تاکہ لوگ گواہ ہو جائیں۔
قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ	ابراہیمؑ نے فرمایا۔ ہو سکتا ہے ان کے تو ریتا بڑے نے یہ کام کیا ہو، پوچھو تو سہی اگر یہ بات کر سکتے ہیں۔

(الانبیاء ۶۱، ۶۲، پ۱۷)

حضرت ابراہیمؑ نے فوراً جواب دیا، جو کہ تبلیغی نقطہ نظر نہایت مؤثر تھا۔ ورنہ کسی کو معلوم نہ تھا۔ یہ تو حلفاً کہہ چکے ہیں کہ میں تمہارے معبودوں کا تیا پانچہ کروں گا۔

اسی انداز خطابت کا نتیجہ تھا کہ پوری مجلس میں ندامت کی وجہ سے گردنیں جھک گئیں۔ یہاں نہ جھوٹ بولنے کی گنجائش ہے اور نہ ہی خلیلِ خدا سے یہ توقع....!

حضرتؑ کی بیماری

اسی واقعہ بت شکنی سے پہلی کی گفتگو سے متعلق ہے۔ قوم نے آپ کو تہوار (میلے) میں لے جانے کی کوشش کی۔ تو آپ نے آسمان کی طرف دیکھا۔

Marfat.com

فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ ۙ	پھر آپ نے آسمان کی طرف
فَقَالَ إِنِّي	دیکھا اور فرمایا، میری طبیعت
سَقِيمٌ ۔	خراب ہے۔

(الصّٰفّٰت ، ۸۸ ، ۸۹) پ ۲۳)

آپ کا یہ فرمانا کہ میں بیمار ہوں، فی الواقع آپ کی طبیعت میں گرانی تھی کون نہیں جانتا کہ ایک مصلح جب اپنا رزقِ حلال کمانے کے ساتھ بلا مفاد و معاوضہ قوم کی خیر خواہی اور خدمت سرانجام دیتا ہے، مگر قوم اعراض و انکار ہی نہیں بلکہ برسرِ پیکار ہوتی تو کیا مصلح کی طبیعت پر کوئی اثر نہیں پڑتا جب کہ نبی سے زیادہ کوئی مخلص اور احساس اور محنتی نہیں ہوتا۔ پیغمبر کی طبیعت پر اس طوفان بدتمیزی کا بہت زیادہ اثر ہوا کرتا ہے، جیسا کہ قرآن مجید نے اسی وجدانی کیفیت کا یوں تذکرہ کیا ہے۔

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ	یہ لوگ ایمان نہیں لاتے تو
نَفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا	آپ اپنے آپ کو ہلاک کریں
مُؤْمِنِينَ ۔	گے۔؟

(الشعراء ۳ ، پ ۱۹)

اب اندازہ فرمائیے قوم کی فہم کا قصور سمجھا جائے کہ حضرت پر کذب کا الزام لگایا جائے۔

نعوذ باللہ من ذلک

Marfat.com

اِنَّكِ اُخْتِیْ

یہ واقعہ حضرت کی ہجرت کے دوران پیش آیا، جبکہ آپ مع رفیقہ حیات اس ظالم بدکار حکمران کی سرزمین سے گزر رہے تھے، پتہ چلا کہ یہ بدکار حکمران لوگوں کی عصمتوں کو لوٹتا ہے، یہاں تک کہ مسافروں پر دست درازی سے بھی باز نہیں آتا۔ اس کے مخبروں نے اطلاع دی۔ اس نے حضرت کو بلایا اور جناب سے حضرت سارہ کے بارے میں دریافت کیا آپ نے فرمایا یہ میری بہن ہے۔ پھر حضرت نے سارہ کے پاس آکر ساری صورت حال بیان فرمائی اور ساتھ ہی سارہ کو یہ تجویز بھی تبلادی کہ میں نے بہن کہا آپ بھی یہی کہیں۔ کہیں میرے اور آپ کے بیانات میں فرق آجائے اور میں جھوٹا ہو جاؤں۔

حضرت کا کِذب سے زبردست اجتناب

آپ کا یک وقت جھوٹ سے زبردست اجتناب اور عفّت و عصمت کی حفاظت کے سلسلہ میں فوری اقدام پر غور فرمائیں اور ساتھ ہی جناب سارہ سے وضاحت فرمادی کہ آپ کو میں نے اس لحاظ سے بہن کہا ہے۔

فاتی سارۃ فقال	آپ واپس حضرت سارہ کے
یاسارۃ لیس علی وجہ	پاس تشریف لائے اور فرمایا
الارض مومن غیری	اس سرزمین پر میرے اور آپ

Marfat.com

وغیرك وانّ هذا	کے سوا کوئی مومن نہیں، لہٰذا
سألنی فاخبرتهٗ	میں نے اس بنا پر بادشاہ کے
انّك اُختی	سامنے تجھے بہن ظاہر کیا ہے
فلا تکذبنی	اگر وہ آپ سے پوچھے آپ
(بخاری جلد ۱)	بھی یہی جواب دیں۔

گویا کہ یہ جو تعریض فرمائی تھی اس کی توجیہہ بھی بیان فرما دی تاکہ عزت بھی بچ جائے اور جھوٹ بھی زبان پر نہ آئے۔ اگر آپ ایسے موقعہ پر کذب بھی اختیار کرتے تو شرعاً اخلاقاً آپ کا استحقاق تھا۔ لیکن اس کے باوجود اس بات کو پسند نہیں فرمایا۔

روزِ محشر آپ کا لفظ کِذب استعمال کرنا

قیامت کے روز جب ساری مخلوقِ خدا گھبرا جائے گی تو لوگ حضرت آدمؑ جناب نوحؑ اور پھر حضرت ابراہیم کے پاس جا کر عرض کریں گے۔ کہ آپ اللہ کے خلیل ہیں۔ لہٰذا آج آپ ہماری سفارش فرمائیں تاکہ حساب و کتاب شروع کیا جائے۔ جناب ابراہیم معذرت کریں گے اور ساتھ ہی اس کی وجہ بیان فرمائیں گے۔

قد کذبت ثلاث کذبات (ترمذی)

تقویٰ و طہارت اور معذرت پیش کرنے کا یہی تقاضا ہے، جو جناب نے اختیار فرمایا۔ اور اسی مناسبت کی بنیاد پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

بطور صفائی اور تذکرہ صدیقیت کی خاطر فرمایا کہ آپ نے پوری زندگی جھوٹ نہیں بولا اور تعریض توریہ بھی صرف تین دفعہ اختیار فرمایا، جس کو عرف عام جھوٹ سمجھ لیا جاتا ہے۔ شاید اسی وضاحت کی خاطر قرآن مجید میں ان کی صدیقیت کا خاص طور ذکر فرمایا تاکہ یہ مغالطہ بھی دور ہو جائے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝ (مریم پ۱۶)

Marfat.com

حضرتِ ابراھیم علیہ السلام

فرقہ پرستی سے مُبرّا

اور

ملّتِ حنیف

کے

بانی تھے

Marfat.com

ابراہیم علیہ السلام کی منفرد خوبی

آج تک کوئی اُمّت ایسی نہیں گزری جو ابراہیم کے مرتبہ و مقام کا انکار کر سکے۔ بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اپنا تعلق جوڑنا ہر کوئی اپنے لیے باعث صد افتخار اور کلاہ امتیاز تصوّر کرتا ہے۔ جیسا کہ کلام پاک نے تعلق ابراہیم کے بارے میں ان کی مسابقت کا ذکر فرمایا۔ کہ یہودیوں اور عیسائیوں میں سے ہر ایک ابراہیم علیہ السلام کو اپنے مذہب پر ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔

مَا كَانَ اِبْرَاهِيمُ	ابراہیمؑ نہ یہودی تھے اور نہ ہی عیسائی
يَهُودِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا	بلکہ وہ تو پکے مسلمان تھے اور آپؑ کا
وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيفًا	مشرکین کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا۔
مُّسْلِمًا ط وَمَا كَانَ مِنَ	ابراہیمؑ کے ساتھ تعلق ان لوگوں کو تھا
الْمُشْرِكِينَ ۔ اِنَّ اَوْلَى	جو آپ کے متبع تھے۔ اور اب
النَّاسِ بِاِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ	اس نبیؐ اکرم اور آپ کے ماننے
اتَّبَعُوهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ	والوں کو تعلق کا استحقاق ہے۔ اللہ
وَالَّذِينَ اٰمَنُوا ۔ وَاللّٰهُ	ان کا مددگار ہے۔ جو اللہ پر ایمان
وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ ۝	رکھتے ہیں۔

(آل عمران ۶۷، ۶۸ - پ۳)

Marfat.com

یہود و نصاریٰ کا کردار

اللہ کی ذات کے منکر

وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ تُؤْمِنَ لَكَ حَتّٰی نَرَی اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝

جب تم نے موسیٰؑ سے مطالبہ کیا کہ اے موسیٰ ہم اس وقت تک تیری بات نہیں مانیں گے۔ جب تک اللہ کو صاف نہ دیکھ لیں۔

(البقرہ ۵۵ - پ۱)

فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً ۔

کہنے لگے ہم اللہ کو صاف اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتے ہیں۔

(النساء ۱۵۳ پ۶)

یہ مطالبہ اتنی شدت اور اصرار کے ساتھ کیا۔ اللہ کے نبی حضرت موسیٰؑ قوم کی بھلائی کی خاطر اپنے رب کے سامنے عرض گذار ہوئے۔ بالآخر موسیٰ علیہ السلام کی درخواست منظور کرلی گئی اور حکم ہوا کچھ لوگوں کا انتخاب کرو۔

وَاخْتَارَ مُوْسٰی قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ

موسیٰ نے اپنی قوم سے ستر آدمیوں کو ہماری ملاقات کے لیے منتخب کیا۔ جب ان لوگوں کو ایک سخت زلزلے نے آلیا تو موسیٰ نے عرض

اَهۡلَكۡتَهُمۡ مِّنۡ قَبۡلُ وَاِيَّايَ ؕ	کیا اے میرے رب آپ چاہتے
اَتُهۡلِكُنَا بِمَا فَعَلَ	تو پہلے ہی ان کو اور مجھے ہلاک کر
السُّفَهَآءُ مِنَّا ۚ اِنۡ	سکتے تھے آپ اس قصور میں جو
هِيَ اِلَّا فِتۡنَتُكَ ؕ تُضِلُّ	ہم میں سے چند نادانوں نے کیا تھا
بِهَا مَنۡ تَشَآءُ وَتَهۡدِيۡ	ہم سب کو ہلاک کر دیں گے؟ یہ
مَنۡ تَشَآءُ ؕ اَنۡتَ وَلِيُّنَا	تو آپ کی طرف سے بڑی آزمائش
فَاغۡفِرۡ لَنَا وَارۡحَمۡنَا وَ	تھی۔ جس سے آپ جسے چاہتے ہیں
اَنۡتَ خَيۡرُ	گمراہی میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ اور جسے
الۡغٰفِرِيۡنَ۔	چاہتے ہیں ہدایت عطا فرما دیتے ہیں۔

(الاعراف ۵۵ پ ۹)

بادشاہوں کی عبادت کرنے والی قوم

جب فاسق و فاجر ظالم اور سفاک حکمران فرعون نے اپنے رب ہونے کا دعویٰ کیا تو سوائے موسیٰ علیہ السلام کے کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ س کی تکذیب کرے اور اس کو منہ توڑ جواب دے۔

فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ	کہا فرعون نے میں ہوں تمہارا بڑا
الۡاَعۡلٰى۔	خدا۔

یہی انداز موسیٰ علیہ السلام سے اختیار کیا تھا۔

قَالَ فَمَنۡ رَّبُّكُمَا	فرعون نے کہا کون ہے تمہارا رب

Marfat.com

یٰمُوسٰی۔	اے موسیٰ!

(طٰہٰ ۴۹ پ۱۶)

قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا	فرعون کہنے لگا کون ہے رب
رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ۔	العٰلمین۔
قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ	موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا
الْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا ؕ	آسمانوں اور زمین کارب اور ان سب
اِنْ كُنْتُمْ	چیزوں کا رب جو زمین و آسمان کے
مُوْقِنِیْنَ۔	درمیان ہیں۔ اگر تم ماننے والے ہو
قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗ	فرعون نے اپنے آس پاس کے
اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ۔	لوگوں سے کہا، کیا سُن رہے ہو
قَالَ رَبُّكُمْ	موسیٰ علیہ السلام نے کہا تمہارا
وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ	اور تمہارے فوت ہونے والے آبا کا
الْاَوَّلِیْنَ۔	رب بھی وہی ہے۔
قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ	فرعون! حاضرین اور وزیروں مشیروں
الَّذِیْٓ اُرْسِلَ اِلَیْكُمْ	کو کہنے لگا۔ تمہارا رسول جو تمہاری طرف
لَمَجْنُوْنٌ۔	بھیجا گیا ہے۔ بالکل پاگل ہے۔
قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ	موسیٰؑ نے فرمایا وہ مشرق و مغرب
وَالْمَغْرِبِ وَمَا	اور جو کچھ ان کے درمیان ہے۔ سب
بَیْنَهُمَآ اِنْ كُنْتُمْ	کا ربّ ہے بشرطیکہ تم عقل کر

تَعْقِلُوْنَ ۔	والے ہو ۔
قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ	فرعون! اگر تو نے میرے سوا
اِلٰھًا غَیْرِیْ	کسی اور کو معبود مانا تو تجھے بھی ان
لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ	لوگوں میں شامل کر دوں گا ۔ جو
الْمَسْجُوْنِیْنَ ۔	قید خانوں میں پڑے سڑ رہے ہیں

(الشعراء ۔ ۲۳ تا ۲۹ پ ۱۹)

گائے پرستی

جب کوئی قوم شرک کی گندگی میں پھنس جائے تو ان کا ضمیر مردہ ہو جاتا ہے اور پھر ان کو کوئی حقیقت اپنی طرف نہ کھینچ سکتی ہے اور نہ ہی دلائل اس قوم کو قائل کر سکتے ہیں ۔ بلکہ وہ قوم اپنے ہاتھوں سے بنائی ہوئی ، اشیاء کے سامنے سجدہ ریز ہونے سے بھی نہیں چونکتی ۔ یہی حالت بنی اسرائیل کی تھی ۔

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰی	موسیٰ کے پیچھے اس کی قوم کے لوگوں
مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ	نے اپنے زیوروں سے ایک بچھڑے
حُلِیِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا	کا پتلا بنایا ، جس میں سے بیل کی سی
لَّهٗ خُوَارٌ ؕ اَلَمْ یَرَوْا	آواز نکلتی تھی ۔ کیا انہیں نظر نہ آیا
اَنَّهٗ لَا یُكَلِّمُهُمْ	کہ وہ نہ ان سے بات کرتا ہے اور
وَلَا یَهْدِیْهِمْ سَبِیْلًا	نہ کسی معاملے میں ان کی راہنمائی کرتا

Marfat.com

اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ۔ — ہے۔ مگر پھر بھی انہوں نے اس کو معبود بنا لیا۔ اور وہ بڑے ظالم تھے۔

(الاعراف ۱۴۸ پ۹)

اللہ تعالیٰ سے مذاق کرنے والے

قرآن مجید نے صاحبِ ثروت لوگوں کو ابھارنے اور پھر تسلی دینے کے لیے کہ تم مساکین پر مال خرچ کرو۔ تمہارا خرچ کیا ہوا مال ضائع نہیں ہو گا۔ بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کو تم قرض دے رہے ہو۔ جس کی واپسی ہی نہیں۔ بلکہ اللہ تبارک و تعالیٰ تمہیں قرض کے ساتھ دنیا و آخرت میں بیحد حساب عنایت فرمائیں گے۔

مَنْ ذَا الَّذِیْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗٓ اَجْرٌ كَرِيْمٌ۔ — کون ہے اللہ کو قرض دے بہتر قرض تاکہ اللہ اُسے کئی گنا بڑھا کر واپس کرے اور خرچ کرنے والے کے لیے بہترین اجر ہے۔

(الحدید ۱۱ پ۲۷)

یہودیوں نے کہا لو اللہ غریب ہو گیا ہے۔ اب وہ بندوں سے مانگتا پھرتا ہے۔

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ — اللہ نے ان لوگوں کی بات کو سن لیا ہے۔ جو یہ کہتے ہیں کہ ا

Marfat.com

فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ فقیر اور ہم غنی ہیں۔

(آل عمران ۱۸۱، پ۴)

اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنا

جب نبی کریمؐ نے بعض چیزوں کے حلال ہونے کی بحکم خداوندی وضاحت کی تو یہود و نصاریٰ کہنے لگے کہ آپ نے اپنے فائدے کے لیے ان چیزوں کو حلال کر دیا ہے۔ جو پہلے نبیوں پر حرام تھیں۔

اس الزام کے جواب میں ارشاد فرمایا۔

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ	کھانے کی یہ ساری چیزیں (جو
حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ	شریعت محمدی میں حلال ہیں) بنی
اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ	اسرائیل کے لیے بھی حلال تھیں۔ البتہ
عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ	بعض چیزیں ایسی تھیں جنہیں تورات
تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ	کے نازل ہونے سے پہلے اسرائیل
قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ	نے خود اپنے اوپر حرام کر لیا تھا۔
فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ	ان سے کہہ اگر تم اپنے (اعتراض)
صٰدِقِيْنَ ۝	میں۔ سچے ہو تو لاؤ تورات تو پڑھو
(آل عمران ۹۳، پ۴)	اس کو اگر تم سچے ہو۔

لہ بنی اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب تھا۔ جس کا معنی ہے۔ اللہ کا بندہ بنی اسرائیل کا معنی ہوا۔ اس اللہ کے بندے کی اولاد۔

Marfat.com

فَمَنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

اس کے بعد بھی جو لوگ اپنی جھوٹی بنائی ہوئی باتوں کو اللہ کی طرف منسوب کریں۔ وہ درحقیقت ظالم ہیں۔

(آلِ عمران ۹۴ - پ ۴)

ذاتِ کبریا کے شریک بنانے والے

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ

یقیناً کفر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کہا اللہ تین میں سے ایک ہے (یعنی تین مل کر خدا مکمل ہوتا ہے) حالانکہ ایک خدا کے سوا کوئی خدا نہیں اگر یہ لوگ ان اپنی باتوں سے باز نہ آئے تو ان میں سے جس جس نے کفر کیا۔ اس کو دردناک سزا دی جائے گی پھر کیا یہ اللہ سے توبہ نہ کریں گے اور اس سے معافی نہ مانگیں گے۔ اللہ بہت درگزر کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔ مسیح ابن مریم اس کے سوا کچھ نہیں

Marfat.com

کہ بس ایک رسول تھا۔ اس سے	إِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ
پہلے بہت رسول گزر چکے تھے۔	مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ
اس کی ماں ایک پاکباز عورت تھی۔	وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ط
اور وہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔	كَانَا يَاْكُلَانِ الطَّعَامَ
دیکھو ہم کس طرح ان کے سامنے	اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ
حقیقت کی نشانیاں بیان کرتے ہیں	لَهُمُ الْاٰيٰتِ
اور پھر دیکھو یہ کدھر الٹے پاؤں پھرے	ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى
جاتے ہیں۔	يُؤْفَكُوْنَ۔

(المائدہ ۷۳، ۷۴، ۷۵، پ۶)

خدا کے بیٹے ٹھہرانا

یہودی کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کا	وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ
بیٹا ہے اور عیسائی کہتے ہیں، کہ	ِۨابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى
عیسیٰ اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ بے حقیقت	الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ط ذٰلِكَ
باتیں ہیں جو وہ اپنی زبانوں سے نکالتے	قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ
ہیں۔ ان لوگوں کو دیکھا دیکھی ہے۔	يُضَاهِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ
جو ان سے پہلے کفر میں مبتلا ہوئے	كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ط
تھے۔ خدا کی مار ان پر، یہ کہاں سے	قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ج اَنّٰى
دھوکہ کھا رہے ہیں۔	يُؤْفَكُوْنَ ٥

(التوبہ ۳۰، پ۱۰)

Marfat.com

حضرت موسیٰؑ کو پریشان کرنیوالے

یہودی یہ بات آج بھی تسلیم کرتے ہیں کہ موسیٰؑ نہ صرف بنی ہیں بلکہ ہمارے محسن عظیم بھی! لیکن اپنے محسن عظیم کے ساتھ اس قوم نے جو سلوک کیا تورات کے مندرجہ ذیل صفحات اس بات پر گواہی دے رہے ہیں

(کتاب خروج ۵۔۲۰۔۲۱۔۱۴ وغیرہ)

قرآن حکیم نے صرف اتنا کہا کہ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	اے لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ ان
لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ	لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ، جنہوں نے
آذَوْا مُوسَىٰ	جناب موسیٰ کو اذیتیں دیں، پھر
فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا	اللہ نے ان کی بنائی باتوں سے
قَالُوا وَكَانَ عِندَ	موسیٰ کی برائت کردی اور موسیٰؑ اللہ
اللَّهِ وَجِيهًا	کے نزدیک بڑے معزز تھے۔

(احزاب ۶۹، پ۲۲)

نصاریٰ نے عیسیٰؑ کی والدہ حضرت مریم پر اخلاقی نوعیت کے الزامات لگائے۔ قرآن نے آکر ان کی بھی صفائی پیش فرمائی۔

لہ مذاق میں اکثر دوسرے کی تحقیر تضحیک پائی جاتی ہے۔

Marfat.com

انبیاءؑ کے گستاخ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانۂ نبوت میں ایک قتل کا معمہ حل ہونے کو نہیں آتا۔ جناب کلیم اللہ نے بحکم خدا آرڈر دیا کہ تم گائے ذبح کرو اور اس گائے کا گوشت مردے کے ساتھ لگاؤ تو وہ بحکم خدا زندہ ہو کر اپنے قاتل کا خود نام بتلائے گا۔ وہ قتل کو چھپانے کے ساتھ گائے کے تقدس کے قائل ہونے کی وجہ سے اسے ذبح نہیں کرنا چاہتے تھے۔ حضرتؑ کا حکم ماننے کی بجائے اُلٹا گستاخیاں کرنے لگے۔ اور کہتے ہیں اے موسیٰ! تم تو ہمارے ساتھ مذاق کر رہے ہو۔ مذاق اور خدا کا پیغمبر اور پھر قتل جیسے سنگین معاملے میں۔ یاد رہے نبی خوش طبعی تو ضرور فرماتے ہیں، لیکن مذاق نہیں کیا کرتے۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی	پھر واقعہ یاد کرو۔ جب موسیٰؑ نے
لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ	اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تمہیں ایک
يَاْمُرُكُمْ اَنْ	گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے
تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ؕ قَالُوْٓا	کہنے لگے کیا تم ہم سے مذاق کرتے
اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ؕ قَالَ	ہو؟ موسیٰ نے کہا کہ میں اللہ کی
اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ	پناہ چاہتا ہوں کہ جاہلوں کی سی
مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۔	باتیں کروں۔

(البقرۃ ۶۷، پ۱)

Marfat.com

انبیائے کرام علیہم السّلام پر الزام لگانے والے

حضرت موسیٰؑ پر سنگین الزام لگاتے ہیں

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے بھائی حضرت ہارون علیہ السّلام ایک پہاڑ کے اوپر تشریف لے گئے۔ اتفاق کی بات حضرت ہارونؑ کا وہیں انتقال ہو گیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے اسی جگہ اپنے پیارے بھائی حضرت ہارونؑ کو دفن فرمایا۔ قوم نے موسیٰ علیہ السّلام کے ساتھ دل افسوس کرنے کی بجائے اُلٹا قتل کا الزام لگایا کہ موسیٰؑ نے ہارونؑ کو قتل کر دیا ہے۔ بحکم خداوندی سے موسیٰ علیہ السّلام اپنے بھائی کی لاش مبارک کو نکال کر ان کے سامنے لائے تو حضرت ہارون اللہ تعالےٰ کے حکم سے بولے اور اپنے بھائی کی برأت کی۔ اسی طرح موسیٰ علیہ السّلام پر یہ الزام بھی لگایا کہ ان کے بیضے بڑھ گئے ہیں جس کی وجہ سے یہ ہمارے ساتھ ننگے نہیں نہاتے۔ حالانکہ ایک عام شریف انسان کسی کے سامنے ننگا نہیں ہوتا چہ جائے کہ پیغمبرِ خدا جو کہ شرم و حیا کا پتلا اور معلم ہوتا ہے۔[1]

حضرت سلیمان علیہ السّلام پر الزام

یہودی قوم جب بدعملی اور بداخلاقی کا شکار ہوئی۔ تو انہوں نے یہ کہہ کر اپنے آپ کو تسلی دی کہ حضرت سلیمان بھی جادوگری کے ذریعے ہی اتنی بڑی حکومت

---

[1] تفصیل کے لیے دیکھئے تفسیر ابن کثیر پ۲۲ الاحزاب آیت ۶۹۔

Marfat.com

کے مالک ہوئے تھے۔ یہاں بھی قرآن مجید نے سلیمان علیہ السلام کی صفائی پیش فرمائی۔

وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ	ان چیزوں کی پیروی کرنے لگے جو شیطان حضرت سلیمان کی حکومت کا نام لے کر پیش کرتے تھے۔ حالانکہ سلیمان نے کبھی کفر نہیں کیا۔ کفر کے مرتکب تو شیاطین تھے۔ جو لوگوں کو جادوگری سکھاتے تھے۔

(البقرۃ ۱۰۲، پ ۱)

حضرت ہارونؑ پر بت پرستی کا الزام

بائیبل میں بچھڑے کی پرستش کا واقعہ اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ کہ جب موسیٰ علیہ السلام کو پہاڑ سے آنے میں دیر لگی تو بنی اسرائیل نے ہارون سے فرمائش کی کہ ہمارے لیے معبود بنا دیجیے۔ تب ہارونؑ نے قوم کو بچھڑا بنا کر دیا۔ جس کو دیکھتے ہی بنی اسرائیل کہنے لگے یہ ہے ہمارا خدا، قرآن حکیم نے حضرت ہارونؑ کی بھی صفائی پیش فرمائی، جب موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ میرے بعد میری قوم گمراہ ہوگئی ہے۔ حالانکہ میں نے ہارونؑ کی ذمہ داری لگائی تھی۔ کہ ان کو وعظ و نصیحت کرتے رہیں۔ شاید اس کی سستی کی وجہ سے ایسا ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام اپنے بھائی کے گلے پڑ گئے۔ جناب ہارون عرض کرنے لگے، بھائی میں نے بڑی

کوشش کی کہ گائے پرستی نہ کریں یہ باز آنے کی بجائے الٹا مجھے قتل کرنے لگے۔ آپ مزید مجھ سے لڑ کر ان کو خوش نہ کریں۔

وَلَمَّا رَجَعَ مُوسٰی اِلٰی	ادھر موسیٰؑ غصے اور دکھ سے بھرے
قَوْمِہٖ غَضْبَانَ اَسِفًا	ہوئے اپنی قوم کی طرف پلٹے آتے
قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِیْ	ہی انہوں نے کہا بہت بُری جانشینی کی
مِنْ بَعْدِیْ اَعَجِلْتُمْ	تم لوگوں نے میرے بعد! کیا تم اتنا صبر
اَمْرَ رَبِّکُمْ وَ اَلْقَی	بھی نہ کر سکے کہ اپنے رب کے حکم کا
الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ	انتظار کر لیتے۔ تورات کی تختیاں پھینک
اَخِیْہِ یَجُرُّہٗٓ اِلَیْہِ	دیں۔ اور اپنے بھائی ہارون کے سر کے
قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ	بال پکڑ کر اسے کھینچا۔ ہارونؑ نے کہا
اسْتَضْعَفُوْنِیْ وَکَادُوْا	اے میری ماں جائے بھائی۔ ان لوگوں
یَقْتُلُوْنَنِیْ فَلَا تُشْمِتْ	نے مجھے دبا لیا۔ قریب تھا کہ مجھے مار
بِیَ الْاَعْدَآءَ وَلَا	ڈالتے آپ دشمنوں کو مجھ پر ہنسنے کا موقعہ
تَجْعَلْنِیْ مَعَ الْقَوْمِ	نہ دیں اور ان ظالموں کے ساتھ مجھے
الظّٰلِمِیْنَ۔	شامل نہ کیجئے۔

اعراف ۱۵۰ پ۹

نبیوں کے قاتل

علامہ ابن کثیرؒ نے تحریر فرمایا بنی اسرائیل ایک دن میں کئی نبیوں کو

کو قتل کر ڈالتے تھے، کیونکہ بعض دفعہ ہر بستی میں الگ الگ نبی مبعوث کیے جاتے، حتیٰ کہ سورہ یٰسین میں فرمایا گیا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ ایک بستی میں ہم نے بیک وقت تین نبی بھیجے تاکہ ایک دوسرے کی معاونت کریں۔

اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ	جب بھی کوئی رسول تمہاری خواہشات
رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى	نفس کے خلاف کوئی چیز لے کر
اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ	تمہارے پاس آیا۔ تو تم نے اس
فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ	کے مقابلے میں سرکشی کی کچھ کو جھٹلا
وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ۔	دیا کچھ انبیاء کو قتل کر ڈالا۔

(البقرہ ۸۷، پ ۱)

نصاریٰ کا اقبالِ جرم

عیسائی آج تک یہ کہتے آئے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کو ہم نے قتل کیا ہے کچھ کہتے ہیں نہیں وہ خود ہمارے گناہوں کا کفارہ بننے کے لیے سولی چڑھ گئے قرآن مجید نے اس بات کی تردید کی کہ تم نے تو عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کی کسر نہیں چھوڑی، یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ ہے کہ اس نے اپنے نبی عیسیٰ علیہ السلام کو بچا لیا۔ اور تم نے اپنے ہی کسی آدمی کو شبہ میں تختہ دار پر چڑھا دیا۔

وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا	اور خود کہا کہ ہم نے عیسیٰ ابن مریم
الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ	رسول اللہ کو قتل کر ڈالا ہے۔ حالانکہ
مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ	فی الواقع انہوں نے نہ اس کو

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ	قتل کیا اور نہ ہی صلیب پر
وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ	کھینچا بلکہ معاملہ ان کے لیے مشتبہ کر دیا گیا

(النساء، پ۶ آیت ۱۵۷)

کتاب اللہ کو فروخت کرنا

وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ	اور میں نے جو کتاب بھیجی ہے
مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ	اس پر ایمان لاؤ۔ یہ اس کتاب
وَلَا تَكُوْنُوْٓا	کی تائید کرتی ہے جو تمہارے
اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ	پاس پہلے موجود تھی۔ لہٰذا سب
وَلَا تَشْتَرُوْا	سے پہلے تم ہی اس کے ساتھ
بِاٰيٰتِىْ ثَمَنًا	انکار نہ کرو، تھوڑی (دنیا فانی
قَلِيْلًا وَّاِيَّاىَ	قیمت پر میری آیات کو نہ بیچ ڈالو
فَاتَّقُوْنِ	اور میرے غضب سے بچو۔

(البقرۃ ۴۱، پ۱)

حق و باطل کا التباس نہ کرو

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ	باطل کا رنگ چڑھا کر حق کو مشتبہ
بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ	نہ بناؤ اور نہ جانتے ہوئے
وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ	حق کو نہ چھپاؤ

(البقرۃ ۴۲، پ۱)

Marfat.com

کتاب اللہ کے ساتھ ان کا سلوک

تحریفِ کتاب

اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا	اے مسلمانو! اب کیا ان لوگوں سے
لَكُمْ وَقَدْ كَانَ	توقع رکھتے ہو کہ وہ تمہاری دعوت
فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ	پر ایمان لے آئیں گے۔ حالانکہ ان
كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ	میں ایک گروہ ایسا ہے جو اللہ کا
مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ	کلام سن کر پھر سمجھنے کے باوجود اس
وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝	کو بدل دیتا ہے۔

(البقرۃ ۷۵، پ۱)

کتابِ الٰہی سے بے پرواہی کرنا

وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ	اور جب ان کے پاس اللہ کی
مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا	طرف سے کوئی رسول اس کتاب
لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ	کی تصدیق و تائید کرتا ہوا آیا۔ جو
مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ	ان کے ہاں پہلے سے موجود تھی۔
كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ	تو اہل کتاب میں سے ایک
ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ	گروہ نے کتاب اللہ کو پس پشت
لَا يَعْلَمُوْنَ ۔	ڈال دیا گویا وہ کچھ جانتے ہی نہیں۔

(البقرۃ ۱۰۱۔ پ۱)

Marfat.com

کتاب اللہ کے کچھ حصے کو معطل کرنا

اَفَتُؤۡمِنُوۡنَ بِبَعۡضِ	کیا تم کتاب کے کچھ حصے پر ایمان
الۡکِتٰبِ وَتَکۡفُرُوۡنَ بِبَعۡضٍ	لاتے ہو اور دوسرے حصے کے
فَمَا جَزَآءُ مَنۡ یَّفۡعَلُ	ساتھ کفر کرتے ہو۔ پھر تم میں
ذٰلِکَ مِنۡکُمۡ اِلَّا	سے جو لوگ ایسا کریں۔ ان کی سزا
خِزۡیٌ فِی الۡحَیٰوۃِ	اس کے سوا اور کیا ہے، دنیا کی زندگی
الدُّنۡیَا ۚ وَیَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ	میں ذلیل وخوار ہو کر رہیں اور آخرت
یُرَدُّوۡنَ اِلٰۤی اَشَدِّ	میں شدید ترین عذاب کی طرف پھیر
الۡعَذَابِ ؕ وَمَا اللّٰہُ	دیئے جائیں، اللہ ان حرکات سے
بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ۔	بے خبر نہیں ہے، جو تم کر رہے ہو۔

(البقرۃ ۸۵، پ۱)

کتاب میں اضافے کی جسارت

فَوَیۡلٌ لِّلَّذِیۡنَ یَکۡتُبُوۡنَ	پس ہلاکت اور تباہی ان لوگوں
الۡکِتٰبَ بِاَیۡدِیۡہِمۡ	کے لیے، جو اپنے ہاتھوں سے
ثُمَّ یَقُوۡلُوۡنَ ہٰذَا مِنۡ	شرع کا نوشتہ لکھ لیتے ہیں، پھر
عِنۡدِ اللّٰہِ لِیَشۡتَرُوۡا	لوگوں سے کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے
بِہٖ ثَمَنًا قَلِیۡلًا ؕ	پاس سے آیا ہے۔ تاکہ اس کے

Marfat.com

فَوَيْلٌ لَّهُمْ	معاوضے میں تھوڑا فائدہ حاصل
مِّمَّا كَتَبَتْ	کریں ۔ ان کے ہاتھوں کا یہ لکھا
أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ	بھی ان کے لیے تباہی کا سامان ہے
لَّهُمْ مِّمَّا	اور ان کی کمائی بھی ان کے لیے موجب
يَكْسِبُونَ ۝	ہلاکت ہے ۔

ملائکہ کے ساتھ عداوت رکھنے والے

یہودی صرف نبیٔ اکرم اور آپ کے مخلص ساتھیوں کو ہی بُرا نہیں کہتے تھے بلکہ اللہ تعالےٰ کے پیغامات و ارشادات لانے والے فرشتوں سے بھی اپنی عداوت مخاصمت کا اظہار کرتے رہتے تھے ۔

قُلْ مَنْ كَانَ	ان سے کہہ دیجیے کہ جو کوئی جبریل
عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ	سے عداوت رکھتا ہے ۔ اسے معلوم
فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ	ہونا چاہیئے کہ جبریل نے اللہ ہی
قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ	کے حکم سے یہ قرآن آپ کے دل
مُصَدِّقًا لِّمَا	پر اتارا ہے ، جو پہلے آئی ہوئی کتابوں
بَيْنَ يَدَيْهِ وَ	کی تصدیق و تائید کرتا ہے اور ایمان
هُدًى وَبُشْرَىٰ	لانے والوں کے لیے ہدایت اور
لِلْمُؤْمِنِينَ ۝	کامیابی کی بشارت بن کر آیا ہے ۔
مَنْ كَانَ عَدُوًّا	اگر جبریل سے ان کی عداوت کا

Marfat.com

لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ۔

سبب یہی ہے (تو کہہ دو کہ) جو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کے دشمن ہیں۔ اللہ ان کافروں کا دشمن ہے۔

(البقرۃ ۹۷، ۹۸، پ۱)

تارکِ نماز قوم

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ٥

پس جانشین ہوئے پیچھے ان کے بُرے لوگ کہ ضائع کیا انہوں نے نماز کو اور پیروی کی خواہشوں کی۔ پس ملاقات کریں گے غیّ کی۔

(مریم ۵۹، پ۱۶)

ملّتِ حنیف میں نماز کی اہمیّت

نماز دینِ حنیف کا اہم جزو ہی نہیں۔ بلکہ پورے دین کا دارو مدار ہی نماز پر رکھا گیا ہے، جیسا کہ نبیٔ رحمتؐ نے فرمایا۔ اس دین میں خیر کا کوئی پہلو نہیں جس میں نماز نہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب شیر خوار بچے اور اس کی

Marfat.com

والدہ مکرمہ کو بے آب و گیاہ میدان کعبہ کے پاس چھوڑا تو اس وقت دُعا کی اے خداوند کریم میں نے اس لیے تیرے گھر کے پاس ان کو بسایا ہے تاکہ نماز پڑھتے رہیں۔

رَبَّنَآ اِنِّیٓ اَسۡکَنۡتُ	ہمارے رب میں نے اپنی اولاد
مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ	کے ایک حصے کو تیرے محترم گھر
غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ	کے پاس لا بسایا ہے، پروردگار میں
عِنۡدَ بَیۡتِکَ الۡمُحَرَّمِ	نے اس لیے کیا کہ یہ لوگ نماز
رَبَّنَا لِیُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ۔	قائم کریں۔

(ابراھیم ۳۷ پ۱۳)

رَبَّنَا اغۡفِرۡ لِیۡ وَ	پروردگار مجھے نماز قائم کرنے والا
لِوَالِدَیَّ وَلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ	بنا اور میری اولاد کو بھی۔ الٰہی میری
یَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡحِسَابُ۔	دُعا قبول فرما۔

(ابراھیم ۴۱، پ۱۳)

حضرت آدم علیہ السلام و نوح علیہ السلام اور ان کے رفقاء ابراہیم علیہ السلام اور ان کی نسل اور یعقوب علیہ السلام اور ان کی اولاد کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا جارہا ہے کہ یہ سب بزرگ ہدایت یافتہ اور خدا کے سامنے جھکنے والے تھے۔ لیکن ان کے بعد جو لوگ آئے ان کا حال یہ تھا، ترک نماز اور فواحش میں مبتلا ہوچکے تھے اور بالآخر یہ بات ان کی تباہی بربادی کا سبب بن گئی۔

فَخَلَفَ مِنۡ بَعۡدِهِمۡ	پھر انبیاء اور ان کی اولاد کے بعد

Marfat.com

خَلَفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ○

ناخلف لوگ ان کے جانشین ہوئے جنہوں نے نماز کو ضائع کیا۔ اور خواہشات نفس کی پیروی کی۔ پس قریب ہے کہ وہ گمراہی کے انجام کو پہنچ جائیں

(مریم ۵۹، پ۱۶)

آخرت کے بارے میں خوش فہم

یہود و نصاریٰ اپنی بداعمالیوں بدکرداریوں کے باوجود یہ دعویٰ کرتے تھے کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم نے دوزخ میں جانا ہی نہیں، کیونکہ جنّت ہمارے ہی لیے بنائی اور سجائی گئی ہے۔ ہاں اگر جانا پڑ گیا تو صرف چند دن جہنّم میں رہنا پڑے گا۔ اور پھر فوراً ہمیں جنّت میں داخل کیا جائے گا ؎

وَقَالُوا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ط

اور کہنے لگے جنت میں کوئی داخل نہیں ہو سکے گا، سوائے یہودی یا عیسائی کے۔

(بقرۃ ۱۱۱، پ۱)

وَقَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّا اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ط قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ

وہ کہتے ہیں دوزخ کی آگ ہمیں ہرگز چھونے والی نہیں الاّ یہ کہ صرف چند ایام کی سزا ل جائے۔ ان سے پوچھو کیا تم نے اللہ

Marfat.com

عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ ۝	سے کوئی عہد لے رکھا ہے کہ جس کی خلاف ورزی نہیں کرے گا۔ یا تم اللہ کے ذمہ وہ باتیں لگاتے ہو، جن کا تمہیں علم نہیں۔

(بقرہ ۸۰، پ ۱)

بلکہ آخرت کے منکر

قرآن مجید نے ان کے جھوٹے دعویٰ اور خوش فہمیوں کو واضح کرنے کیلئے چیلنج کے انداز میں فرمایا کہ اگر واقعتاً ایسا ہے تو تمہیں حقیر دنیا کی بجائے آخرت میں ابدی جنت اور اس کی نعمتوں کے حصول کے لیے موت کی تمنا کرنی چاہیے۔

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝	ان سے کہو اگر واقعی اللہ کے نزدیک آخرت کا گھر تمام انسانوں کو چھوڑ کر صرف تمہارے ہی لیے ہے۔ تب تو تمہیں موت کی تمنا کرنی چاہیے اگر تم اپنے خیال میں سچے ہو۔
وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ عَظِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝	یقین جانو یہ کبھی بھی اس کی تمنا نہ کریں گے۔ اس لیے کہ اپنے ہاتھوں سے جو کچھ کما کر انہوں نے وہاں بھیجا ہے۔ اس کا اقتضاء یہی ہے۔ کہ یہ وہاں جانے

(البقرہ ۹۴، ۹۵) | کی تمنا نہ کریں) اللہ ان ظالموں کے
(پ۱) | حال سے خوب واقف ہے۔

حرام خور

وَتَرٰى كَثِيْرًا | تم دیکھتے ہو کہ ان کی اکثریت گناہ
مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ | اور ظلم و زیادتی کے کاموں میں دوڑ
فِى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ | دھوپ کرتی پھرتی ہے۔ اور حرام کا
وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ط | مال کھاتے ہیں۔ بہت بری حرکات
لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ | ہیں جو یہ کرتے پھرتے ہیں۔
لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَ | کیوں ان کے علماء اور مشائخ
الْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ | انہیں گناہ پر زبان کھولنے اور حرام
الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ | کھانے سے نہیں روکتے، یقیناً بہت
لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ۔ | ہی برا ہے جو وہ کر رہے ہیں۔

(المائدہ ۶۲، ۶۳۔ پ۶)

عبادات و اخلاقیات سے عاری قوم

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ | یاد کرو بنی اسرائیل سے ہم نے
بَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا | پختہ عہد لیا تھا کہ اللہ کے سوا
تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ | کسی کی عبادت نہ کرنا، ماں باپ

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا
وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَ
الْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ
حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ
اٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ
اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ
مُّعْرِضُوْنَ ۝

کے ساتھ، رشتے داروں کے ساتھ،
یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ نیک سلوک
کرنا۔ لوگوں سے بھلی بات کرنا، نماز
قائم کرنا، اور زکوٰۃ دینا۔ مگر تھوڑے
آدمیوں کے سوا تم سب اس عہد
سے پھر گئے اور اب تک پھرے
ہوئے ہو۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ
لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ
وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ
مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ
وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝

پھر ذرا یاد کرو، ہم نے تم سے مضبوط
عہد لیا تھا۔ کہ آپس میں ایک دوسرے
کا خون نہ بہانا اور نہ کسی کو گھر سے
بے گھر کرنا تم نے اس کا اقرار کیا
تھا۔ تم خود اس پر گواہ ہو۔

ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ
تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ
تُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ
مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ
عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ
وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى
تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ

مگر آج وہی تم ہو کہ اپنے بھائیوں
کو قتل کرتے ہو۔ اپنی برادری کے
کچھ لوگوں کو بے خانماں کر دیتے
ہو۔ ظلم و زیادتی کے ساتھ ان کے
خلاف جتھے بندیاں کرتے ہو۔
اور جب وہ لڑائی میں پکڑے ہوئے
تمہارے پاس آتے ہیں۔ تو ان کی

Marfat.com

مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ
اِخْرَاجُهُمْ ۭ اَفَتُؤْمِنُوْنَ
بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ
تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ
فَمَا جَزَاۗءُ مَنْ
يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ
اِلَّا خِزْيٌ فِي
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ
اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ۭ
وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ
عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۔
اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ
اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا
بِالْاٰخِرَةِ ۡ فَلَا يُخَفَّفُ
عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا ھُمْ
يُنْصَرُوْنَ ۔

رہائی کے لیے فدیہ کا لین دین کرتے
ہو۔ حالانکہ انہیں ان کے گھروں
سے نکالنا ہی سرے سے تم
پر حرام تھا۔ تو کیا تم کتاب کے ایک
حصے پر ایمان لاتے ہو اور دوسرے
حصے کے ساتھ کفر کرتے۔ پھر تم میں
سے جو لوگ ایسا کریں۔ ان کی سزا اس
کے سوا اور کیا ہے کہ دنیا کی زندگی میں
ذلیل و خوار ہو کر رہیں۔ اور آخرت
میں شدید ترین عذاب کی طرف پھیر
دیئے جائیں۔ اللہ ان کی حرکات
سے بے خبر نہیں ہے جو تم کر رہے ہو
یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آخرت
بیچ کر دنیا کی زندگی خرید لی ہے۔
لہٰذا ان کی سزا میں نہ کوئی تخفیف
ہو گی اور نہ انہیں کوئی مدد پہنچ
سکے گی۔

(البقرۃ ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶ - پ۱)

بنی اسرائیل کا مذکورہ کردار دیکھ کر ایک عام آدمی بھی اندازا لگا سکتا

ہے کہ ایسی قوم کا حضرت ابراہیم کے ساتھ تو درکنار ایک شریف آدمی کے ساتھ بھی واسطہ جوڑنا، اخلاق کردار کے پرخچے اڑانے کے مترادف ہے اس لیے قرآن حکیم نے صاف صاف اعلان کیا کہ

ابراہیم علیہ السلام سب سے کٹ گئے

قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا	کہو اللہ نے سچ فرمایا کہ تمہیں
مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا	یکسو ہو کر ابراہیم کے طریقہ کی
وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿	پیروی کرنی چاہیئے۔ ابراہیمؑ شرک
(اٰلِ عمران ۹۵، پ۴)	کرنے والوں سے نہ تھے۔
مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا	ابراہیمؑ نہ یہودی تھے نہ عیسائی،
نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا	بلکہ وہ تو ایک مسلم یکسو تھے اور وہ
وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ	ہرگز مشرکوں میں سے نہ تھے۔

حضرتؑ کے ساتھ صرف امتِ محمدیہؐ کا تعلق ہے

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ	ابراہیمؑ سے نسبت رکھنے کا سب
بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ	سے زیادہ حق اگر کسی کو پہنچتا ہے
اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا	تو ان لوگوں کو پہنچتا ہے، جنہوں نے
النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ	اس کی پیروی کی اور اب یہ نبی
اٰمَنُوْا وَاللّٰهُ	اور اس کے ماننے والے اس نسبت

وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ (آلِ عمران ۶۷، ۶۸)

سے زیادہ حق دار ہیں ۔ اللہ صرف انہی کا حامی و مددگار ہے جو ایمان رکھتے ہوں

بڑے مہمان نواز

حضرت ابراہیمؑ کے متعلق یہاں تک سوانح نگاروں نے لکھا کہ وہ اُس وقت تک کھانا نہیں کھاتے تھے ۔ جب تلک کسی مہمان کو یا مسکین کو اپنے ساتھ کھلانہ لیتے ۔ تاہم قرآن مجید میں ان کی مہمان نوازی کا ایک واقعہ موجود ہے ۔

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ۖ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ۝ (ھود ۶۹) (پارہ ۱۲)

(جب ابراہیمؑ کے پاس ہمارے فرشتے خوشخبری لے کر آئے ۔ فرشتوں نے کہا تم پر سلام ہو ۔ حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا تم پر بھی سلام ہو ۔ پھر کچھ دیر نہ گزری کہ ابراہیمؑ ایک بھنا ہوا بچھڑا ۔ ان کی ضیافت کے لیے لے آئے)

Marfat.com

دنیا اور آخرت میں معزز

وَاٰتَیْنٰہُ فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً ط وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ہ

اور ہم نے ابراہیمؑ کو دنیا میں عزت و عظمت عطا کی اور آخرت میں یقیناً صالحین سے ہوگا۔

(النحل ۱۲۲، پ۱۴)

حضرت ابراہیم علیہ السلام صاحبِ قوّت اور صاحبِ معرفت تھے

وَاذْکُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ اُولِی الْاَیْدِیْ وَالْاَبْصَارِ ہ

(صٓ ۴۵، پ۲۳)

ہمارے بندوں ابراہیمؑ، اسحٰق اور یعقوب کا ذکر کرو۔ وہ بڑے ہی قوّتِ عمل رکھنے والے اور صاحبِ بصیرت تھے۔

حافظ ابن کثیر اس آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں۔ کہ تینوں بزرگ بڑے عاملِ عبادتِ خدا میں بڑے قوّی، قدرت کی طرف سے ان کو وافر بصیرت دی گئی تھی جس کی بنا پر وہ ہر وقت آخرت کا خیال رکھنے والے تھے اور دنیا کو کوئی اہمیّت نہیں دیتے تھے۔

Marfat.com

آپ اپنی ذات میں انجمن تھے

جو کام بڑی بڑی منظم جماعتیں نہ کر پاتیں۔ جناب ابراہیم علیہ السلام تنہا ہوتے ہوئے کر گزرتے۔ اسی لیے قرآن حکیم نے اُن کی ذات گرامی کو ایک جماعت سے تعبیر کیا ہے۔

اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا وَّلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔	امر واقعہ ہے کہ ابراہیمؑ اپنی ذات میں ایک پوری جماعت تھے اللہ کے تابع دار اور یکسو وہ کبھی مشرکین کے ساتھی نہ تھے۔

(النحل ۱۲۰ پ ۱۴)

جامع صفات شخصیت

اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا وَّلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ؕ	واقعہ یہ ہے کہ ابراہیم اپنی ذات میں ایک پوری امت تھا۔ اللہ کا مطیع فرمان اور یکسو، وہ کبھی مشرک نہ تھا۔ اللہ کی نعمتوں کا شکر گزار

(النحل ۱۲۰، ۱۲۱ - پ ۱۴)

Marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام

دنیاوی عزت و عظمت

قرآنِ مجید نے ارشاد فرمایا۔ کہ ہم نے جناب ابراہیمؑ کو دنیا اور آخرت میں عزت و عظمت عنایت فرمائی۔

وَاٰتَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا	اور ہم نے آپ کو دنیا میں عزت
حَسَنَةً ۭ وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ	عطا کی اور آخرت میں آپ نیک
لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝	لوگوں کے ساتھی ہوں۔

(النحل ۱۲۲، پ ۱۴)

حضرت کا تعلق جس دور سے ہے۔ اس دور کو معاشی تاریخ میں گلہ بانی کا دور شمار کیا جاتا ہے۔ اس وقت کی سب سے بڑی دولت بھیڑ بکریاں تھیں۔ حضرت کے پاس اتنا مال تھا۔ کہ بڑے سے بڑا جنگل بھی تنگیٔ داماں کی شکایت کر رہا تھا۔[1]

دینی عظمت و فضیلت

آپ کی دینی عظمت و بزرگی کا اندازہ اسی بات سے لگایا جاسکتا ہے۔ کہ سردارِ کائنات فخرِ موجودات کو متعدد مقامات پر حکم دیا گیا۔ کہ اے نبیؐ

---

[1] انبیائے قرآن۔

Marfat.com

رحمت آپ بھی ملت ابراہیم کی اتباع کریں۔

قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔	کہہ دیجئے اللہ نے جو فرمایا سچ فرمایا ہے۔ تم یکسو ہوکر ابراہیمؑ کے طریقہ کی اتباع کرتے جاؤ۔ ابراہیمؑ کا مشرکوں سے کوئی واسطہ نہ تھا۔

(ال عمران ۹۵ پ)

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا۔	اس شخص سے بہتر کس کا طرز عمل ہو سکتا ہے۔ جس نے اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا اور اپنا رویہ نیک رکھا اور یکسو ہوکر ابراہیم کے طریقے کی پیروی کی جسے اللہ نے اپنا دوست بنا لیا تھا۔

(النساء ۱۲۵ - پ۵)

ساری دُنیا کی قیادت وسیادت

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ساری دنیا کی قیادت وسیادت وامامت سے نوازا گیا۔

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ	جب ابراہیم علیہ السلام کو اس کے رب نے چند باتوں میں آزمایا

Marfat.com

فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ ۝

(البقرۃ ۱۲۴ - پ ۱)

اور وہ ان سب میں پورے اترا تو اللہ نے فرمایا۔ اے ابراہیمؑ! میں تجھ کو سب دنیا کا پیشوا بنانے والا ہوں ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا۔ کیا میری اولاد سے بھی یہی وعدہ ہے اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ میرا وعدہ ظالموں کے لیے نہیں ہے۔

آپ کی ازواجِ مطہّرات

حضرت سارہ اور ان کے لختِ جگر

آپؑ کی اہلیہ حضرتِ سارہ جو کہ آپ کی ازواج میں سے سب سے بڑی ہیں ان کا تذکرہ قرآن حکیم نے ان الفاظ کے ساتھ فرمایا۔

وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ۔

(ھود ۷۱، پ ۱۲)

اور ابراہیم علیہ السلام کی اہلیہ بھی آپ کے پاس کھڑی تھیں۔

فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ۔

(ھود ۷۱، پ ۱۲)

اس وقت ہم نے (سارہ) کو اسحٰق اور اس کے بعد پوتے یعقوب کی خوشخبری دی۔

Marfat.com

وہ اس خوشخبری پر تعجب کرتی ہوئی بے اختیار بول پڑیں۔
ہائے افسوس میں بچے کو جنم دوں گی۔ جبکہ میں بڑھیا پھونس اور میرے خاوند بوڑھے ہو چکے ہیں۔

قَالَتْ يٰوَيْلَتٰىٓ ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّھٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا اِنَّ ھٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ۔	وہ بولی، ہائے میری شامت۔ کیا میرے ہاں اولاد ہو گی۔ جبکہ میں بانجھ اور میرا خاوند نہایت بوڑھا ہو چکا ہے۔ یہ تو بڑی عجیب بات ہے

(ھود ۷۲۔ پ ۱۲)

فرشتوں نے تشفی دی

قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَھْلَ الْبَيْتِ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔	کیا آپ اللہ کے حکم پر تعجب کرتی ہیں؟ اے ابراہیم کے اہلِ خانہ تم پر تو اللہ کی رحمت اور برکت ہے۔ یقیناً اللہ نہایت قابلِ تعریف اور بڑی شان والا ہے۔

(ھود ۷۳۔ پ ۱۲)

فرشتے مزید کہتے ہیں

کہ آپ چاہیں یا نہ چاہیں یہ تو ہونے والا ہے اور یہی تمہارے رب

کا اٹل فیصلہ ہے اور اس بشارت کی تکمیل کس طرح ہوگی وہ اس تکمیل اور حکمت کو خوب جانتا ہے۔

قَالُوْا كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ ۖ إِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ۔

انہوں نے کہا یوں ہی فرمایا ہے تیرے رب نے وہ حکیم اور علیم ہے۔

(الذّٰریٰت ۳۰ ۔ پ۲۶)

حضرت اسحٰق علیہ السلام

جناب اسحٰق علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام سے تیرہ یا چودہ سال چھوٹے ہیں۔ حضرت اسحٰق جن کی سیرت طیبہ کا ہم نے صفحہ نمبر پر تفصیلی تذکرہ کیا ہے۔ آپ ہی کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے۔ جیسا کہ آپ ابھی پڑھ رہے تھے سانئیں کے بارے میں ارشاد فرمایا جا رہا ہے۔

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ إِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَاٰتَيْنٰهُ أَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

اور ہم نے اس (ابراہیم علیہ السلام) کو اسحٰق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کیے اور اس کی نسل کو کتاب اور نبوت سے نوازا اور ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو دنیا و آخرت میں سرفراز کیا اور آخرت میں آپ صالحین میں سے ہیں۔

(العنکبوت ۲۷ پ۲۰)

آپ کی وفات

حضرت اسحٰق علیہ السّلام نے ۱۸۰ رسال کی عمر میں وفات پائی آپ کو آپ کی والدہ ماجدہ حضرت سارہ اور والدگرامی ابراہیم علیہ السلام کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ جب آپ نے انتقال فرمایا تو حضرت یعقوب علیہ السلام جوان ہو چکے تھے

اولاد

حضرتؑ کے دو بیٹے تھے، عیسوٗ لقب ادوم تھا۔ جن کی نسل سے حضرت ایوبؑ کا تعلق ہے۔

دوسرے حضرت یعقوبؑ تھے اوران کا تخلص تھا، اسرآئیل، جیساکہ ہم نے عرض کیا تھا اور یوسفؑ، سلیمنؑ، موسیٰؑ، یحییٰؑ گویا کہ اکثریت انبیاءؑ کی اسی خاندان سے منسلک ہے۔

حضرتِ ہاجرہ اور آپ کے فرزندِ ارجمند

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دوسری رفیقہ حیات حضرت ہاجرہؑ جن کی سیرتِ طیبہ کے مختلف پہلوؤں کو قرآن مجید نے اجاگر کرنے کے ساتھ ان کی زندگی سے وابستہ واقعات اور مقامات کو شعائر اللہ کہہ کر بطور اجر و ثواب زیارت گاہ بنا دیا۔ اوران کے صبر و رضا کے واقعات کا اس طرح ذکر کیا۔ کہ رہتی دنیا تک ان کا تذکرہ ہوتا رہے گا۔ دخترانِ اسلام میں یہ مرتبہ و مقام صرف

Marfat.com

امّ اسمٰعیل کو نصیب ہوا۔

یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

حضرت ابراہیمؑ کے بڑے صاحبزادے اسماعیلؑ

حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند اکبر ہیں۔ اس حقیقت کا اعتراف تورات میں تحریف ہونے کے باوجود کتاب پیدائش (باب ۱۷، ۲۴۔ ۲۵۔) میں موجود ہے۔ اس تصریح کے ساتھ کہ اس وقت جناب خلیلِ خدا کی عمر ۸۶ سال کی تھی۔ جب اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے اور جب حضرت اسحٰق علیہ السلام پیدا ہوئے تو آپؑ کی عمر ننانوے ۹۹ یا سو ۱۰۰ سال کی تھی۔

حضرت اسماعیل کا مسکن و مدفن

مورخین کی تحقیق کے مطابق آپ کنعان میں پیدا ہوئے اور آپؑ نے مکہ معظمہ میں ۱۳۷ سال کی عمر میں وفات پائی۔ بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے۔ آپ کو کعبہ کے پہلو مطاف میں دفن کیا گیا۔

خلیلؑ کی اللہ تعالیٰ سے التجا

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصّٰلِحِيْنَ۔	پروردگار! مجھے صالح اولاد عطا فرما۔

(الصّٰفّٰت ۱۰۰ پ۲۳)

قبولیتِ دُعا

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی دُعا کافی مدت کے بعد بلکہ بڑھاپے
قبول فرمائی

فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ۔ ہم نے اس کو متحمل مزاج بچے کی بشارت دی۔

(الصّٰفّٰت آیت ۱۰۱۔ پ ۲۳)

حضرت اسماعیل کے فضائل و مناقب

ذبیح اللہ

یہودیوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر یہ بات ثابت کرنے کی کوشش
کہ ذبیح اللہ اسماعیلؑ نہیں بلکہ اسحاق علیہ السلام ہیں۔ لیکن جیسا کہ فرقان حمید
فرمایا کہ خائن کبھی ہدایت نہیں پاتے [1] لہٰذا آج بھی تورات کتاب پیدائش
د باب ۱۷ تا ۲۰ میں موجود ہے۔ کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت اسحاق علیہ السلام
سے بڑے تھے۔ اور جناب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اکلوتے بیٹے کی قربانی
پیش کی تھی۔ یعنی تورات اور دوسرے ذرائع سے ملنے والے دلائل سے ثابت
ہوا۔ کہ اسماعیل بڑے ہیں تو پھر اکلوتے بیٹے اسماعیل ذبیح اللہ ہوئے یا اسحٰق

لَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ سچ اور جھوٹ نہ ملاؤ اور جانتے ہوئے سچی بات کو نہ چھپاؤ۔

(پ ۱ بقرہ ۴۲)

---

[1] پ ۱۲، سورۃ یوسف ۵۲

قرآنِ حکیم کی وضاحت ذبیح اللہ کون ہے

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ	جب وہ (اسمٰعیلؑ) آپ کے ساتھ
قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ	دوڑنے لگا تو کہا اے بیٹے میں
فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ	نے خواب میں دیکھا کہ تم کو ذبح
فَانْظُرْ مَاذَا تَرَىٰ	کر رہا ہوں ۔آپ کا کیا خیال ہے ؟
قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا	عرض کرنے لگے (اسمٰعیل) ابا جی کر
تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي	گزریئے جو آپ کو حکم ہوا ہے ۔ خدا
إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ	نے چاہا تو مجھے صبر کرنے والا پائیں
الصَّابِرِينَ ۔	گے ۔
فَلَمَّا أَسْلَمَا وَ	جب دونوں نے حکم مان لیا اور
تَلَّهُ لِلْجَبِينِ ۔	ابراہیمؑ نے اسماعیلؑ کو پیشانی کے بل لٹادیا ۔
وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ	ہم نے آواز دی ۔ اے ابراہیمؑ !
قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا ج	آپ نے وعدہ سچا کر دکھایا ۔

حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے واقعہ قربانی میں اس قدر تسلیم ورضا کا مظاہرہ کیا جسکی بنا پر پورے قرآن مجید میں حلیم کا خطاب ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کے بغیر کسی بنی کو عطا نہیں کیا گیا ۔ اس اندازِ خطاب والقاب سے بھی واضح ہوتا ہے کہ ذبیح اللہ جناب اسماعیل علیہ السلام ہیں ۔

Marfat.com

چاہِ زمزم

جیسا کہ بخاری شریف اور تمام سیرت اور کتب تاریخ سے ثابت ہے کہ حضرت اسماعیل پیاس سے تڑپنے لگے تو ماں بیٹے کے شرب داکل کے لیے دوڑی تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتے نے اسماعیل کی ایڑیوں تلے چشمۂ زمزم کو جاری کیا۔

محرّکِ سعی صفا و مروہ

یہ بات بھی بام حقیقت کو پہنچ چکی ہے کہ اسماعیل کو پیاس لگی اور امّ اسماعیل نے پانی کی تلاش کے لیے بے قراری کے عالم میں صفا مروہ کے چکّر کاٹے جس کو اللہ تعالےٰ نے شعائر اللہ کہہ کر مناسکِ حج میں شمار فرمایا۔

معمارانِ کعبہ

قرآن مجید نے تعمیر کعبہ کے سلسلہ میں حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ تو حضرت اسماعیلؑ کا برابر ذکر فرمایا ہے۔

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَ اِسْمٰعِيْلُ ط رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ط	جب ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ بیت اللہ کی دیواریں اونچی کر رہے تھے۔ تو یہ دعا کر رہے تھے۔ اے اللہ ہماری خدمات کو قبول فرما۔

(بقرہ ۱۲۷، پ ۱)

خدّامِ کعبہ

وعھدنا الیٰ ابراھیم	ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل سے
واسمٰعیل ان طھّرا	(خدمتِ کعبہ کا) عہد لیا تھا۔ کہ طواف
بیتی للطّآئفین والعٰکفینَ	اعتکاف۔ رکوع اور سجدہ کرنے والوں
وَالرُّکَّعِ السُّجُوْدِ ۰	کیلیے میرے گھر کو پاک صاف رکھنا۔

(البقرہ ۱۲۵، پ۱)

کارِ نبوت کی انجام دہی

وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ	اور اس کتاب سے اسمٰعیل کا ذکر کرو
اِسْمٰعِیْلَ اِنَّہٗ کَانَ صَادِقَ	وہ وعدے کے سچے نبی اور رسول
الْوَعْدِ وَکَانَ رَسُوْلًا نَّبِیًّا۔	تھے۔
وَکَانَ یَاْمُرُ اَھْلَہٗ بِالصَّلٰوۃِ	وہ اپنے گھر والوں کو نماز زکوٰۃ
وَالزَّکٰوۃِ وَکَانَ عِنْدَ رَبِّہٖ	کا حکم کرتے تھے اور اپنے
مَرْضِیًّا۔	رب کے پسندیدہ تھے۔

(مریم ۵۴، ۵۵۔ پ۱۶)

نبی اکرمؐ کا خراجِ تحسین

صحیح مسلم میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسمٰعیل کو یوں خراجِ تحسین

Marfat.com

سے نوازا۔

ان اللہ اصطفیٰ من ولد ابراھیم اسمٰعیل۔	اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کی اولاد میں اسمٰعیلؑ کو سب سے معزز فرمایا۔

(صحیح مسلم)

حضرت اسماعیلؑ کا ذکر دوسرے انبیاءؑ کے ساتھ

وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِدْرِیْسَ وَ ذَاالْکِفْلِ کُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِیْنَ وَاَدْخَلْنٰھُمْ فِیْ رَحْمَتِنَا اِنَّھُمْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ۔	اور اسمٰعیلؑ و ادریس اور ذوالکفل کا ذکر کرو۔ یہ سب صبر کرنے والے تھے۔ اور ہم نے ان کو اپنی رحمت میں داخل کیا۔ بلاشک وہ نیکو کار تھے۔

(الانبیا ۸۵-۸۶ - پ۱۷)

وَاذْکُرْ اِسْمٰعِیْلَ وَ الْیَسَعَ وَذَا الْکِفْلِ وَ کُلٌّ مِّنَ الْاَخْیَارِ ۔	اسماعیل اور الیسع و ذوالکفل کو یاد کرو۔ وہ سب نیک لوگوں میں سے تھے۔
وَاِسْمٰعِیْلَ وَالْیَسَعَ وَیُوْنُسَ وَلُوْطًا وَکُلًّا فَضَّلْنَا عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ۔	اور اسمٰعیلؑ و الیسع اور یونس اور لوط کو یاد کرو ہم نے ان کو دنیا والوں پر فضیلت دی۔
وَمِنْ اٰبَآئِھِمْ وَذُرِّیّٰتِھِمْ وَاِخْوَانِھِمْ وَاجْتَبَیْنٰھُمْ	نیز ان کے آباؤ اجداد اور ان کی اولاد اور ان کے بھائی بندوں میں سے

Marfat.com

إِلٰى	بہتوں کو ہم نے نوازا اور ان کو اپنے
صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔	کام (دین) کے لیے چن لیا اور صراط
ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ	مستقیم کی طرف ان کو ہدایت دی۔
بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ	اے نبی اکرم یہی لوگ اللہ کی طرف
عِبَادِهٖ ط وَلَوْ اَشْرَكُوْا	سے ہدایت یافتہ تھے۔ انہی کے
لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ	راستے پر آپ گامزن رہیں۔

(الانعام ۸۶، ۸۸،۸۷ پ ۷)

اولادِ اسماعیل علیہ السلام

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارہ بیٹے اور ایک بچی تھی۔ جس کا نام مؤرخین
[ب]شامہ لکھا ہے۔ آپ کے بارہ بیٹوں کے مندرجہ ذیل نام ہیں
۱۔ نیا بوط، جن کو عرب نابت کہتے ہیں۔
۲۔ قیدار حضرت اسماعیل کے ان صاحبزادے نے بڑی شہرت حاصل کی
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی قیدار کی نسل عدنان سے پیدا ہوئے۔ [1]
۳۔ ادب ایل ۴۔ بشام ۵۔ سمع ۶۔ دومہ
۷۔ مسا ۸۔ حدود ۹ یتماد ۱۰۔ جبطور
۱۱۔ نفیس ۱۲۔ قدمہ۔ (توراۃ پ ۲۵)
حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں کوئی نبی نہیں ہوا، سوائے
[سرو]ر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ [1]

---

[1] ارض القرآن حصہ دوم

Marfat.com

حضرت ابراہیمؑ کی تیسری بیوی اور اولاد

حضرت سارہ کے انتقال کے بعد آپ نے حضرت قطورا سے نکاح کیا جناب شعیب علیہ السلام کا نسب انہیں سے ملتا ہے۔

حضرت قطورا سے اولاد

آپ کے بطن سے چھ لڑکے پیدا ہوئے۔ جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں

۱۔ زمران ۲۔ یقسان ۳۔ مدان

۴۔ مدیان ۵۔ اسباق ۶۔ سوخ[1]

بنی قطورا میں اہل مدین اور اصحاب الایکہ آتے ہیں، جناب شعیبؑ کا تعلق اسی شاخ سے ہے۔

زیادہ مشہور حضرت سارہ اور حضرت ہاجرہ ہیں اور انہی کے بیٹے اسحقؑ اور اسمٰعیلؑ کو نبوت سے نوازا گیا اور ان کو شہرتِ دوام حاصل ہوئی۔

عظیم خانوادۂ نبوّت

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا
قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ	گیا۔ تمام لوگوں میں اللہ کے نزدیک
مَنْ اَکْرَمُ النَّاسِ	کس کا مرتبہ زیادہ ہے۔ آپؐ
قَالَ اَتْقٰھُمْ	نے فرمایا، جو پرہیزگار ہے۔ صحابہ

Marfat.com

فَقَالُوا لَيْسَ عَنْ
هٰذَا نَسْأَلُكَ
قَالَ فَيُوسُفُ نَبِيُّ
اللّٰهِ بْنُ نَبِيِّ اللّٰهِ
بْنِ نَبِيِّ اللّٰهِ بْنِ
خَلِيْلِ اللّٰهِ۔

(بخاری ج۲)

نے عرض کیا۔ ہمارا یہ مقصد نہیں
پھر آپ نے ارشاد فرمایا، خاندانی
لحاظ سے، سب سے بہتر اور افضل
یوسف علیہ السلام جو نبی تھے۔ ان
کے باپ نبی (یعقوبؑ) تھے۔ پھر
حضرت یعقوب کے باپ، اسحٰقؑ
نبی تھے۔ اور ان کے باپ ابراہیم
نبی خلیل اللہ تھے۔

Marfat.com

التجا

رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ

اے پروردگار مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری

ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝ رَبَّنَا

اولاد کو نمازی بنا ہمارے رب میری دُعا قبول فرما ہمارے رب

اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ

مجھے اور میرے والدین کو اور سب ایمانداروں کو

يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝

حساب قائم ہونے کے دن معاف فرما دیجیے

Marfat.com

اللہ اکبر

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

تہذیب النسواں

ناشر

نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار

لاہور

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ

سیرتِ ابراہیم علیہ السلام

حافظ میاں محمد جمیل
بی، اے، فاضلِ اردو
فاضلِ علومِ اسلامیہ

ناشر:- نعمانی کتب خانہ
حق سٹریٹ اردو بازار
لاہور۔۲

Marfat.com